



مطالع الاوار  
فیہ ہدای و نور

صبح کہ خورشید جالبش نوشت  
مطلع الاوار خطابش نوشت  
مشنوی

# مطلع الاوار

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تنقید و نگرانی

جناب مولوی محمد مقتدی خاں صاحب شہ وافی

مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۲۶ ط ۶  
۱۳۲۲ ط ۱۱



# انتساب

یہ سلسلہ بصد فخر و مبہات حسب اجازت ہندوگان

عالیٰ متعالیٰ اعلیٰ حضرت ہر اکرا اللہ ہائی نس آصف جا

منظر الممالک نظام الملک نطام اللہ ولہ

نواب میرسر عثمان علی خاں بہادر

فتح جنگ جی سی ایس آئی جی سی بی یار وفادار دولت

برطانیہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ وادام برہ و احسانہ کے

نام نامی واسم سامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے

M.A. LIBRARY, A.M.U.



PE1380

# فہرست مضامین

## مقدمہ

شمار	مضمون	صفحہ	شمار	مضمون	صفحہ
۱	عسر اعتذار	۱	۱۰	دیدہ خسروی	۱۱
۲	تصحیح و تنقید	۲	۱۱	اصلاح کلام	۱۵
۳	مثنوی	۳	۱۲	موضوع	۱۶
۴	مثنوی مطہر الانوار	۴	۱۳	اسلوب بیان	۱۷
۵	پنج گنج یا خمسہ	۵	۱۴	تقسیم مطالب	۱۸
۶	تعداد اشعار	۷	۱۵	مقابلہ کا فتح باب	۱۸
۷	زمانہ تصنیف	۸	۱۶	تفہیم بسم اللہ	۲۱
۸	مدت تصنیف	۱۰	۱۷	ندرت اسالیب افراط مطاب	۲۳
۹	کثرت مشاغل	۱۱	۱۸	حمد	۲۴

شمار	مضمون	صفحہ	شمار	مضمون	صفحہ
۱۹	نعت	۲۵	۲۹	تربیت	۳۸
۲۰	منقبت	۲۶	۳۰	اولاد سے آمیزش	۳۹
۲۱	مرحِ مرشد	۲۷		خدمت	
۲۲	شہداء سلطان	۲۸	۳۱	زرداری و فیاضی	۴۲
۲۳	علماء کے فرائض	۳۰	۳۲	جوانی کی باتیں	۴۵
۲۴	انسان کی نیابتِ الہی	۳۲	۳۳	بڑھاپے کی گھاتیں	۴۶
۲۵	علم بے عمل کی ذلت	۳۴	۳۴	عبدِ پیری	۴۷
۲۶	اہلِ سار زمانہ	۳۵	۳۵	مبارجِ عمر	۴۸
۲۷	صوفیائے حال	۳۶	۳۶	مناظرِ خلاصہ کلام	۵۰
۲۸	جوہرِ ذاتی	۳۷	۳۸	ختمِ سخن	۵۲

## ماتن

۱	حمد	۱	۵	نعتِ اول	۱۰
۲	مناجاتِ اول	۵	۶	نعتِ دوم (مبہراج)	۱۲
۳	مناجاتِ دوم	۶	۷	نعتِ سوم (عرض)	۱۷
۴	مناجاتِ سوم	۸		مرحِ مرشد	۲۱

شمار	مضمون	صفحه	شمار	مضمون	صفحه
۹	شمار سلطان	۲۳	۲۲	حکایت	۹۶
۱۰	شمار ثانی	۲۴	۲۵	مقاله ششم (شکر صوفیان)	۹۷
۱۱	داعیه ترتیب	۳۱		صافی نوشتن	
۱۲	خلوت اول (تعبد)	۳۸	۲۶	حکایت	۱۰۲
۱۳	خلوت دوم (صفت صبا و صباح)	۴۲	۲۷	مقاله هفتم (اوانفس خرسند)	۱۰۶
۱۴	خلوت سوم (احرام بحرم حرم)	۴۹	۲۸	حکایت	۱۱۲
	کعبه احترام		۲۹	مقاله هشتم (بلند پایه عشق)	۱۱۵
۱۵	مقاله اول (علو و جت آمیت)	۵۳	۳۰	حکایت	۱۲۳
۱۶	حکایت	۶۰	۳۱	مقاله نهم (مراقبت رفقا و)	
۱۷	مقاله دوم (استقلال از مظله علم)	۶۶		معاضت قریبا	۱۲۴
۱۸	حکایت	۷۰	۳۲	حکایت	۱۳۱
۱۹	مقاله سوم (در کمال کلام)	۷۰	۳۳	مقاله دهم (حرمت فوی الاطعام)	۱۳۳
۲۰	حکایت	۷۸	۳۴	حکایت	۱۴۰
۲۱	مقاله چهارم (ابنیه خمسه سلمانی)	۷۹	۳۵	مقاله یازدهم (مفاتیح فیض الای)	۱۴۱
۲۲	حکایت	۸۷	۳۶	حکایت	۱۴۹
۲۳	مقاله پنجم (تقویت تقوی)	۸۸	۳۷	مقاله دوازدهم (منزلت شهید)	۱۵۰



شمار	مضمون	صفحه	شمار	مضمون	صفحه
۳۸	حکایت	۱۵۸	۲۷	مقاله پنجم (غنیمت داشتن)	۱۹۵
۳۹	مقاله ششم (اندز شایان)	۱۵۹	۲۸	شبِ شباب	۲۰۳
۴۰	حکایت	۱۶۶	۲۹	حکایت	۲۰۴
۴۱	مقاله هفتم (تخمین نیت)	۱۶۸	۳۰	مقاله هفتم (دوا و راه نجات)	۲۱۲
	و تقریر و نامت	۵۰	۳۱	حکایت	۲۱۳
۴۲	حکایت	۱۶۶	۳۲	مقاله نهم (بشکایت گرد و خاک)	۲۲۰
۴۳	مقاله دهم (علامت موفی)	۱۶۶	۳۳	حکایت	۲۲۲
۴۴	حکایت	۱۸۴	۳۴	مقاله یازدهم (نصیحت فرزند)	۲۳۰
۴۵	مقاله شانزدهم (سیر انسان)	۱۸۶	۳۵	حکایت	۲۳۲
۴۶	حکایت	۱۹۴	۳۶	گفتار اندر اخلاص امین مجله محمد	۲۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
ہست عصا بریح و تقسیم

## مقدمہ

عرض اعتذار اہلیات خسرو کی اشاعت کا غلغلہ ۱۹۱۴ء سے بلند ہے۔ نواب غلام  
بہادر مظلہ، اس کے علم بردار ہیں اور نواب حاجی محمد اسحاق خان صاحب مرحوم اس  
کے میرساں تھے۔ پورا ۱۹۱۴ء اور نصف ۱۹۱۵ء اس کے افق پر موج کا زمانہ تھا۔  
او اسط ۱۹۱۵ء تک سلسلہ کے ارکان سٹہ کے ذریعہ چار دانگ ہند مسخر ہو چکا تھا۔  
اس میدان کے نبرد آزماؤں میں نواب صدر یا جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمن جاں  
صاحب شروانی، مولانا سید سلیمان اشرف صاحب مظلما اور مولانا محمد اسماعیل صاحب  
مرحوم کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ نواب حاجی محمد اسحاق خان صاحب مرحوم کا  
۱۷ سلسلہ اہلیات خسرو کی چھ مطبوعہ کتابوں سے مراد ہے: (۱) مجنوں بیلی (۲) آئینہ سکندری

(۳) لآئی عاں (۴) دول رانی خضر خاں (۵) قرآن السعدین (۶) ہشت بہشت

انتقال ادا کرنا تو برسہ ۱۹۱۷ء میں ہوا۔ علی گڑھ پر جو اس سلسلہ کا مستقر ہی اس کے بعد سے نوبت بنویت جو انقلابات آئے اُن کا ذکر محتاج اعادہ نہیں۔ خلاصہ یہ ہی کہ مرکز ہی مخوف ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ باز ارہمت سرور۔ اور اب کہ مکر عزم از سر نو نصیبت کی گئی ہے، سلسلہ جدید کا معیار اس سے ظاہر ہے کہ جن اسلاف کی نگاہیں مولانا شبلی، مولانا حالی، مولانا عزیز لکھنوی، مولانا عبدالغنی حنا، غنی وغیرہم مرحومین سے چل کر مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب وغیرہ تک پہنچیں ان کے اخلاف کی نظر میں اب مجھ جیسے مرد ضعیف و بے مایہ پر کیسے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ط

گو مجھے اس ایوانِ عالی شان کے میر عمارت ہونے کا دعویٰ نہیں تاہم ایک ادنیٰ اخشت بردار ہونے کا دیرینہ شرف ضرور حاصل ہے۔ دکھائی بی فخر!۔ لیکن اب کہ میرا درجہ قدے بلند کیا گیا ہے صرف قحط الرجال اس کا ذمہ دار ہے۔ اپنی اس نئی کوشش و کاوش میں کامیابی کی امید صرف خدے بلند و برتر کے فیض اور ناظرین کرام کی فیاضی سے ہی ہے۔

سوئے توئے دعویٰ طاعتِ بریم	عاجزی خود بشفاعتِ بریم
گمشدگانیم دریں تنگ نالے	رہ توئی کہ توئی رہ نالے
ہست رنجشده امیدم چناں	کا دہم من بگزرد از ہم عناں
دیدہ انصاف چو بینا بود	دُر شمر دگر چہ کہ مسینا بود

تصحیح و تنقید | یہ شنوی تصحیح و تنقید کے لیے متعدد نظروں اور مختلف ہاتھوں سے (مطلع الانوار)

گزری ہو اور میں معترف ہوں کہ میں نے ان میں سے اکثر اصحاب کی محنت سے فائدہ اٹھایا ہے، فیض اہم اللہ خیراً۔ جہاں تک مختلف نسخوں کے ساتھ مقابلہ اور تصحیح کا تعلق ہے میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ البتہ اپنی بے ناگہانی اور عدم فرصتی کے لحاظ سے جیسا کچھ بھی ہو سکا یہ چند صفحات ”مقدمہ“ کے نام سے پیش کر دیئے ہیں۔ اور اس سے غرض صرف اس قدر ہے کہ ناظرین کو متن کتاب سے گو نہ مناسبت پیدا ہو جائے۔ نظامی وغیرہ کی شاعری کے مقابلہ سے قصد احتراز کیا گیا ہے۔ علی ہذا کتاب کے لفظی و معنوی محاسن کے استیعاب کی کوشش نہ کر کے میں نے خود اپنی کم فہمی کی پردہ داری کی ہے۔ اکثر مضامین کو تہیدوں سے گرا نبال نہیں کیا گیا ہے، بلکہ محض عنوان قائم کر کے اور برائے بیت کچھ اپنی طرف سے لکھ کر لطفِ سخن کو ناظرین کے ذوقِ سلیم کے حوالہ کر دیا ہے جو غالباً اس سلسلہ کے سابقہ مقدموں سے بہت کچھ تریبیت یاب ہو چکا ہوگا۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝

من کربش از ہرم نیست بار	بہ نبود لافم از آبی و نار
چوں ز شمایا فتم این در بحیب	دادہ خود را نہ توان کرد عیب
شغل بہر حادثہ بسیار شد	نیم دے در سرائیں کار شد
صرف ہم عمر گرائیں جاشدی	قطرہ عجب نیست کہ دریاشدی

**مثنوی** | ”ثنوی“ لفظ ثنئی سے مشتق ہے جس کے معنی ”دو“ ہیں۔ یا سبب کے اضافہ سے بقاعدہ صرف ثنئی، ثنوی ہو گیا۔

چونکہ شنوی کے دو دو مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اس لیے اس صنف نظم کا یہ نام ہوا۔  
اصناف نظم میں مثل رباعی کے شنوی بھی مختصرات عجم سے ہیں۔ عرب کے متناثر  
شعرانے اسے ”مزودہ“ کے نام سے اختیار کیا ہے۔ ”ولم تکن للمتقدمین من العرب  
الا القطعات والقصائد۔ والمتاخرین اخذوا سایر انواع الا بیات من العجم  
كالرباعی المشتهر بالادوبیت والمزود وجعل المعروف بالمتنوی (المیزان الانانی)  
عجمی شعرا میں شنوی کا بھی ابوالابا وہی رو دکی ہے۔ فردوسی نے اسے درجہ مکمل  
پر پہنچایا نظامی نے (جن کے عہد تک اس کی تگ و دو قصص و حکایات پر تھی) اسے  
حقائق و معرفت سے آشنا کیا اور تپد و موعظت کے دریا بہائے شیخ سعدی اور خسرو  
نے گہر پاشی و درخشگی کی۔

آن گہر آرم کنوں از کانِ غیب      کاتب شود عقدِ ثریا بحیب  
گرچہ بہک سخن از بینج گنج      نوبت آں گنجہ نشین گشت پنج  
نوبت خسرو کہ سپیش نوبت      پنجہ زنِ نوبت آں خسرو است  
شنوی مطلع الانوار | مطلع الانوار، مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی شنوی مخزن الاسرار

کا جواب ہے اور خمسہ خسروی کا سب سے پہلا رکن۔

من کہ دریں خم کہہ دیں شدم  
منت ہم از جامِ خمستیں شدم  
بھراس کی نہ بجز شنوی میں سریع ہے۔  
(مطلع الانوار)

مطلع الانوار کے بعد خمسہ کے سلسلہ میں حسب ذیل شنوایاں علی الترتیب مرتب ہوئیں :-

(۲) شیریں خسرو (۳۳) مجتوں لیلیٰ (۴) آئینہ سکندری

(۵) ہشت بہشت

اس ترتیب کا خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ بھی ہر کتاب میں التزاماً ذکر کرتے گئے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

(۱) مطلع الانوار ۵

گشت یکے گنج فراہم زہنج  
مطلع الانوار خطابش نوشت  
پنجہ رسا تم بچا رہد گر

باے از اندیشہ گنجینہ سنج  
صبح کہ خورشید جابش نوشت  
گر بود از عمر شمار دگر

(۲) شیریں خسرو ۵

نمود از مطلع الانوار نو رزم  
کہ نامش کردہ ام شیریں خسرو

نخست از پردہ ایں صبح نشورم  
پس از کلمہ یکید ایں شربت نو

(۳) مجتوں لیلیٰ ۵

راندم قلبے بہ بخت غیش  
کائے کردہ لب تو گوش من باز  
نقل اندک چاشنی قراواں

چوں من بہ دوانہ زین رقی پیش  
از روح قدس شنیدم آواز  
بخت طبقہ بنیہ تراواں

نامش کہ ز غیبت شد مستجیل مجنوں لیلیٰ بکس اول

(۴) آئینہ سکندری ۵

چو در باز کردم نخست از قلم ز مطلع بانوار دادم علم  
وزاں نگین شربت انگنختم بہ شیرین و خسرو فروغ ختم  
وزاں جافرس بیشتر تا ختم بہ مجنوں و لیلیٰ سرافرا ختم  
کنون بر سر پر ہنر پردی کم جلوہ ملک اسکندری

(۵) بہشت بہشت ۵

دادی اول لکسبد و دار روشنائی ز مطلع الانوار  
کردی آگاہ بانشاط تمام شہ شیرین و خسرو اندر جام  
باز در عالم خرد مندی شور مجنوں و لیلیٰ افگندی  
پس دہاں پروردی کردی شرح رازہ سکندری کردی  
وین زمان گز جواہر انجم می نگاری صحیفہ پنجم  
می نویم ز ملک شکشت نام این بہشت خانہ بہشت بہشت

پنج گنج "مولانا نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ مثنویاں (جو پنج گنج نظامی) یا  
"خمسہ نظامی" کے نام سے مشہور ہوئیں اور ان کے مقابلہ میں حضرت امیر  
خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جو مثنویاں لکھیں یہ ہیں :-

یا  
"خمسہ"

## خمسہ نظامی      خمسہ خسروی

- |                  |                  |
|------------------|------------------|
| (۱) مخزن الاسرار | (۱) مطلع الانوار |
| (۲) خسرو شیریں   | (۲) شیریں خسرو   |
| (۳) لیلیٰ مجنوں  | (۳) مجنوں لیلیٰ  |
| (۴) سکندر نامہ   | (۴) آئینہ سکندری |
| (۵) ہفت پیکر     | (۵) ہشت بہشت     |

خسرو کے بعد مقابلہ کا دروازہ ایسا کھلا کہ بہت سے شعر کو دجن میں سے بعض بلاشبہ زبان فارسی کے اساتذہ واساطین ہیں (طبع آزمائی کی جرأت ہوئی۔ یہ جو اب بھی ان کے مصنفوں کے ناموں کی اضافتوں کے اضافہ کے ساتھ اسی نام (پنج گنج یا خمسہ) سے موسوم ہوئے۔ تاہم پنج گنج کا تسمیہ حضرت امیرؒ کی پنجہ زن گنج کشانی کا نتیجہ ہے۔ اور غالباً خسرو کا ذہن اس نام کی طرف کتابوں کی تعداد (پنج) اور مولانا نظامی کے ممکن (گنجہ) کی مناسبت سے منتقل ہوا۔

سازم ازاں ساں سرائے پنج      پنج کلیدار پئے آں پنج گنج  
 کا پنجہ ہر گنج بود نا پدید      فتح شود ہم بزبان کلید

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نظامیؒ کے خزانہ پنجگانہ کی خسرو کی نظر میں کیا

قیمت ہے پنج کے تراؤف اور سہولت تلفظ کے سبب سے خمسہ بعد میں مروج ہو گیا۔

تعداد و اشعار | خود مصنف رحمۃ اللہ کے قول صریح کے مطابق مطلع الانوار کے



اشعار کی تعداد تین ہزار تین سو دس ہے ۵

درہمہ بیت آوری اندر شمار

۳۳۱ صدودہ برشمرد ۵ ہزار (مطلع الانوار)

لیکن دراصل کل تعداد اشعار کی ۳۳۲ ہے۔ اس چوڑہ کی زیادتی کا یہ سبب

ہے کہ اصل مقصود کے بعد بطور خاتمہ چوڑہ اشعار کا اضافہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت

امیر کی عام روش کے مطابق متن کتاب کا خاتمہ اس شعر پر معلوم ہوتا ہے ۵

من کتم آل چہ از دلم آید کجب

باقی الا تمام علی اللہ فحسب (مطلع الانوار)

اور اس شعر کے بعد جو اشعار ہیں ان کی تعداد ٹھیک چوڑہ ہی مگر اس مطبوعہ

نسخہ میں کل تعداد اشعار ۳۳۲ ہے، یعنی اصل سے ۳ شعر زیادہ ہیں جس کا سبب

غالباً یہ ہے کہ ۳ شعر بیضہ کے مقابلہ کنندگان کے سہو سے مکر رہ گئے ہیں۔

زمانہ تصنیف | مطلع الانوار کی تصنیف (یا ختمہ خسروی کے آغاز) کا سال

۶۹۸ھ ہے ۵

سال کہ از چرخ گمن گشت بود

از پیش شش صد و دویست بود (مطلع الانوار)

اس وقت خسرو کی عمر ۴۰ سال کی تھی ۵

نہ فلک بر چہل افزود و بہشت تن کہ دور و بود۔ دو ماہ گشت

(مطلع الانوار)

اس زمانہ میں مشق سخن کامل ہو چکی تھی اور بدبہ خسروی آفاق گیر تھا۔  
 فکرِ سن چوں بفلک اندیش یافت ز گنجینہ توفیق بخش  
 بلبلِ نطق از گلِ طبعم پرید پرودہ غیب از سرِ کلم درید  
 فوجِ بفرج ز معانی حشر خواندہ و ناخواندہ در آمد ز در  
 ز فرمہ دل فلک آوازہ گشت جانِ جہانے سخن تازہ گشت  
 بر سر ہر پایہ کہ بر دم سریر تاجِ ستار گشتم و آفاق گیر  
 اسی سال (رجب سے ذوالحجہ تک صرف چھ مہینے کے قلیل عرصہ میں)۔  
 علاوہ مطلع الانوار کے دواور کتابیں لکھیں :-

### (۱) شیریں خسرو

در آغاز رجب شد فرخِ ایں قال  
 ز ہجرت شش صد و ہشت و نو سال  
 ۸۶۹ھ

### (۲) مجنوں لیلیٰ

تاریخ ز ہجرت آں کہ بگزشت  
 سالش نو دست شش صد و ہشت  
 ۸۶۹ھ

ملاحظہ ہو، ایک ہی عدد شش صد و ہشت و نو کو تین مختلف بحروں میں  
 کس خوبی و صفائی کے ساتھ باندھا ہے۔ صد رحمت! ہزار آفریں !!  
 اس سال سے اگلے سال (۸۶۹ھ) میں چوتھی کتاب 'بئینہ سکندری' لکھی

دریں دم کہ پایانِ این بیکرست  
 ز تاریخ مفصلدیکے کم ترست  
 اس کے بعد ایک سال کا وقفہ ہو جاتا ہے۔ اور آخری شنبوی (ہشت بہشت)

سنیہ میں تصنیف ہوتی ہے۔

سال ہجرتس یکے و مفصلد بود  
 کاین بت بر دسر ہجرت کبود  
 گوند کورہ بالاسنین کے شمارت بظاہر خمسہ کا چار سال میں تمام ہونا معلوم ہوتا ہے  
 مگر حقیقت یہ ہے کہ اس پر صرف تین سال صرف ہوئے  
 کہ ازاں نقد قیمتی بہتہ سال  
 کردم این پنج گنج مال مال  
 (ہشت بہشت)

مدت تصنیف | اسی قادر نگاری و پرگوئی کا نتیجہ ہے کہ مطلع الانوار صرف دو ہفتہ  
 کے اندر کی گئی ہے۔

از اثر اختہ گردوں خرام  
 شدہ دو ہفتہ میں مکمل تمام  
 بلحاظ تعداد مطلع الانوار کے اشعار کا روزانہ اوسط سوا دو سو کے قریب ہوتا ہے  
 (پورا خمسہ جو سترہ ہزار نو سو دس اشعار پر مشتمل ہے تین سال میں تمام ہوا)

**کثرتِ مشاغل** | اسی کے ساتھ مصنف کی کثیر و متنوع مشاغل پر غور کیجیے جو سلطان دہلی کی سرکار سے لے کر سلطان الاولیاء کے دربار تک ہیں اور شعر گوئی کے لیے فرصت بہت ہی کم ملتی ہے۔

شغل بہر حادثہ بسیار شد

نیم دے در سر این کار شد

اگر کافی ہمت ہوتی تو کیا ہوتا اور پایہ سخن کہاں سے کہاں پہنچتا؟

اس کا جواب خود مصنف علیہ الرحمۃ سے لیجیے۔

صرف ہمہ عمر گراں جا شدی

قطرہ عجب نیست کہ دریا شدی

بحرِ ذخرا اور دریا سے نامید اکنا رہونے کے باوجود اپنی شاعری کو ”قطرہ“

سے (یقیناً بلا تصنع) تعبیر کرنا انتہائے مضخم نفس ہے۔

**دبدبہ خسروی** | ناظرین کرام تے اس سلسلہ کی سابقہ کتابوں میں بھی ملاحظہ

کیا ہو گا اور اس کتاب میں بھی دکھیں گے کہ حضرت امیر خسرو نے باوجود مقابله

(اور کامیاب مقابلہ) کے ہر موقع پر اپنے پیش رو (مولانا نظامی) کا بے حد ادب ملحوظ

رکھا ہے۔ مگر ایک نہایت مشہور شعر نے تقریباً ہر زمانہ میں بعض قلوب کے اندر خلش کیا ہے

اور اس کو سوئے ادب پر محمول کیا گیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے۔

دبدبہ خسرو ہم شد بلند      زلزلہ در گور نظامی فگند

لیکن واقعہ یہ محض شاعرانہ تعسلی و تفاخر ہی۔ حالت یہ ہے کہ اس وقت شاعر کی عمر ۴۳ سال ہے۔ کلام کا غفلتہ ہندوستان سے ایران تک بلند ہو چکا ہے۔ سعدی جیسے مقبول و زندہ جاوید معاصر شاعر نے ان کے کلام پر صداد کر دیا ہے۔ اب وہ خمسہ نظامی کے جواب کا ارادہ کرتے ہیں۔ حضرت پیرو مرشد کا سایہ سر پر اور ہاتھ پیٹھ پر ہے۔

ان اسباب کے ساتھ اگر خمستین (نظامی و خسروی) کے ناقدین و مقابلہ کنندگان متزلزل ہو جائیں اور ۵

”فرق ندانست دازیں تا باین“

کا مصداق ہو تو کیا عجب ہے۔ میرے نزدیک یہی اور صرف یہی مطلب ہے ۵  
”زلزلہ در گور نظامی نگند“

کا۔ اس کے متصل مابعد کے اشعار مسلسل ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجیے کہ کس ادب اور احترام واجب کے ساتھ اپنے محترم حریف کا ذکر کیا ہے ۵

آں روشے یو دز اندازہ دور عطر در آمد بد ما غم ز نور

نور کہ از خواجہ نظام رسید کار ازاں رو بنظم رسید

گرچہ برو مہر سخن ختم بست سکھ من مہر زرش شکست

خاتم اور اچو کش دم نگیں داد گنیش بن انگشتریں

اپنے مد مقابل کی ”خواجگی“ اور ان سے ”نور سی“ اور ان کی روش کے ”از اندازہ“

دور ہونے کا صریح اعتراف ہی۔ اس سے زیادہ بغایت دیانت اور کس چیز  
کی توقع ہوتی چاہیے ؟

اور لیجئے آگے چل کر اپنی ہستی کو بالکل ہی فنا کر دیا ہی اور نظامی کی ”اُستادی“  
اور اپنی شاگردانہ ”فرزندی“ کا نہایت صفائی کے ساتھ اقرار کر لیا ہی یہ ادب و  
انکسار کی انتہا ہی ۛ مطلع الانوار

تیر کہ پرعاریت از مرغِ یافت      کے زیرِ مرغ تو اندشتافت  
نہ غلظم کا پنجہ نمودم یہ پیش      عربدہ بود نہ بر جلے خویش  
ماہ کہ در پر تو خورشید زلیست      گرمی خورشید پروہرِ حسیست  
اس کے بعد اسی مضمون کو اس سلسلہ کی باقی چار کتابوں سے لیجئے۔

اور داد انصاف دیجیے ۛ شیریں خسرو

بدیں ابجد کہ طفلان را کند شاد      مثالی ستم از تسلیم استاد  
گرت شیریں خوانی بار بدست      و گر جاں نیت باکے کا کہست  
کشاد و تنج گنج از گنجہ خویش      بدای تنج آزمایم پنجبہ خویش  
کہ تا گوید مرا عقل گرامی      نہ ہے شائستہ فرزند نظامی

ۛ مجنوں لیلی

میخواست بے دل ہوس باز      کہ سحرِ تدیم نو کم ساز  
پہ پہ برپے او چہاں کہ دانم      گفتم قدم زد دن تو انم

ہر چند کہ این خطِ مسلسل      موسے نبود ز حرفِ اول  
 گرز اں قبح آری آبِ خودم      بے گفتِ تواِ اعترافِ کردم  
 ذوقے کہ دریں دمِ حیاتِ ست      ہمیشہ اولیں نباتِ ست  
 زندہ است بمعنی اوستادم      ورنیتِ منشِ حیاتِ دادم  
 احسن نمے مخورِ حیات      کز نکتہ دہانِ عالمے شست  
 می دادِ نچو نظمِ نامہ را پیچ      باقی نگذاشت بسہ ما پیچ  
 آن بحر کہ بر لبش خے نیست      محتاجِ ستایشِ کنے نیست  
 ۵ آئینہ سکندری

ہنس پرورِ گنجہ گویائے پیش      کہ گنج ہنر داشت ز اندازہ پیش  
 نظر چوں بریں جامِ صہبا گماشت      سند صافی و دورِ دبرِ ماگزشت  
 من ارچہ بد اں مے گراں سرشوم      کجا باہر لیناں برا برشوم  
 چہ گویا خردمند آفاق بود      نخوانداں ورقِ کز خرد طاق بود  
 ہمہ پیکرے جلوہ گرد از سریر      کہ ہر جا کہ باشد بود دل پذیر  
 زرازے برا فکندہ سر پوش را      کہ ناگفتہ باورشود گوش را  
 ۵ ہشت ہشت

این غوتہ کہ نقشش پرکارے است      از طرازِ کمن نمود ایسے است  
 گرچہ ایں دارد انجمنیں کاے      سرکہ را ہم بود خمدید ایسے

گرچہ گوہر بقیت ست عزیز      قیمتی ہست گنہار انیسر  
 این رقم کا ندرو صفائی ہست      گرچہ زرنیت زرنائے ہست  
 ننگد گشت طزیرک تیسر      اہلماں را بود فریب انگیز

**اصلاح کلام** | امیر خسروؒ نے با ہمتہ قادر الکلامی پورا کلام استادانِ حق  
 (علی الخصوص حضرت شیخ شہاب الدین) کی خدمت میں بنظرِ حک اصلاح پیش کیا ہے۔  
 اور جسہ کہ آخری شنوی ہشت بہشت میں نہایت صفائی کے ساتھ اس کا اعتراف  
 کیا ہے اور یہ ایک اور ثبوت اس امر کا ہے کہ امیر خسروؒ نے وہ دبدبہ خسروی والا  
 شعر نظامی کی توہین یا استخفاف کی غرض سے نہیں فرمایا تھا۔

یک یک ایں پنج نامہ تاباں      عرض کردم بحشم دایاں  
 ہر کسے را چہاں کہ رھے نمود      در بدو نیک گفتگوئے نمود  
 ہرچہ بیندہ راست را خم دید      بجواب سخن فرامہم دید  
 و اں کہ گفتن از دم کمتر خاست      راست گوچوں نمود کردم راست  
 زین ہمہ ناقدان نکتہ شناس      ہر کسے ز دہم بومہم وقیاس  
 لیکن آں کا ندیریں خزائن پُر ق      مہرہ قلب دور کرد ز دُر  
 نیست الا کہ آں جہاں معلوم      کہ شدش ہرچہ در جہاں معلوم  
 ہں کہ در علم راست تدبیریت      راستی ہم شہاب ہم تیریت  
 او شہاب دل و تنش ز اجار      نیرین مشارق الانوار



من بد و عرض کردہ نامہ نوش      او باصلاح را ندہ خامہ نوش  
 دید ہر تکتہ را رقم برستم      پنج بر خود ہنسا دہ منت ہم  
 نظر تیز کردہ موئے شکاف      نے ہمیں نظر اترہ بگراف  
 گرچہ چوں دوستاں پسندیدہ      لیکن از ختم دشمنان دیدہ  
 دیدہ خصم عیب کوشش بود      دیدہ دوست عیب پوش بود  
 دید چوں دشمنان درین دفتر      تا ہم عیب آمدہ بنظر  
 چوں ہمہ عیب دید دشمن دلا      شست چوں دستاں آئینہ دلا  
 زین قایق کہ شد ز غرش پست      موبو شعر نیز کردہ اوست  
 شمع من یافتہ ضیا از لے      مس من گشتہ کیمیا از لے  
 ہرچہ او گفت من نہادم گوش      بر کشیدم گس ز شربت نوش  
 داغچہ نمود من بختم پے      عیب آں بر من ست نے بروے  
 گر باندہ زد شہناش جائے      بے خے نیست ہیچ دریائے

غور فرمائیے کہ کسی مسودہ کی تصحیح کی جس قدر شکلات اور اس کے حقے مدالوج

ہو سکتے ہیں ان کو نظم میں کس خوبی سے ادا کیا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے کلام کے اصلاح سے

بالانہ ہونے کا کیسا اعلیٰ اور صاف اعتراف ہے۔

**موضوع** | موضوع کتاب اخلاق، کلام اور تصوف ہے۔

ہرچہ من از خامہ فشام بروں      گنج فدائی ست کہ را نغم بروں

خامہ ام از گنجِ خدائی خمِ ست چسیت کہ در گنجِ خدائی کمِ ست  
اسلوبِ بیان | امیر خسرو کے کلام میں جو گفتگی و تسلسل ہر وہ محتاج بیان نہیں۔  
 دزد و تخیل نام کو نہیں۔ ہر دعویٰ پر توار دلائل و تراکمِ توجہیات ان کی خصوصیات سے  
 ہے۔ اور چونکہ مطلع الانوار کا موضوع پسند و موغلت ہے اس لیے اکثر بہت کوری کوری سنائی  
 ہیں جس کے بغیر چارہ نہ تھا ۵

باز کشا دم لطیفی دکان مرہم دل دارد و دارے جاں  
 آں کہ دلش تنگ نیاید ز پند دایے تلخ دہم بود مند  
 و ان کہ خوشاد طلبد نیز نیست یک شکر خند تپانہ بہت  
 دایے تلخ از خورد ہر کس ہم بودش نیز خوردہ بے  
 تپزدگان را کہ نہ حلوا بہ است خوردن کشنیز ز حلوا بہ است  
 تلخ ز شیریں بہتر است سود دہل بشیر از شکر است  
 گر تو خوری سود تو باشد بہت ورنہ خوری۔ آں کہ خورد سودا و  
 جو کچھ کہتے ہیں اکثر کتاب و سنت کو پیش نظر رکھ کر کہتے ہیں ۵

بیش ترین نکتہ ز سرتابہ بہن

ز آیت و اخبار سدا یم سخن

نظامی کے ساتھ مقابلہ میں جہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اُسے خود یوں فرماتے

ہیں۔ اعتماد علی النفس کی انتہا ہی ۵

سازم ازاں ساں بسر لے سہنج      پنج کلید اپنے آں پنج گنج  
 کا پنجہ ہر گنج بود نا پدید      فتح شود ہم بزبان کلید  
 آں نط آرم کہ ہمہ ناکداں      فرق ندانند ازین تابداں  
 حداد یہ ہر کہ اپنے آپ کو بڑھاتے نہیں صرف اسی قدر پرکتفا کرتے ہیں کہ  
 ”فرق ندانند ازین تابداں“

عنوانات کی شرح بھی بغایت لطیف ہے ۔  
 چوں شود آراستہ نظم چو در      از گہرِ شکر کشم حنائہ پیر  
 نثر ازاں گونہ کشم در قلم      کاب ز شعر لے برد و تیر ہم  
 یافتہ آئین عبارت نوی      لفظیش آراستہ چون منوی  
 تقسیم مطالب | کتاب کے مطالب کے بیس مقالوں پر تقسیم کیے گئے سوا سو مضامین  
 ان میں بیان کیے ہیں اور یہ بیس مقالے حمد و نعت مدح مرثیہ اور تعریف سلطان اور خاتمہ  
 کے علاوہ ہیں اور یہ تہجدی و اختتامی مضامین بھی اکثر دو دو تین تین عنوانوں  
 کے ذیل میں ہیں ۔

بینیت خزینہ است دریں پیر گنج

بینیت خزینہ ز صد و بیست و پنج

مقابلہ کا فتح باب | مخزن الاسرار اور مطلع الانوار کی تصنیف میں تقریباً ایک صدی  
 کا فضل ہے۔ اس طویل عرصہ میں سوائے امیر خسرو کے کسی اور شاعر نے خمسہ نظامی کے

مقابلہ کا ارادہ نہیں کیا۔ لیکن امیر خسرو نے اپنے خمسہ میں ایسی ندرت و جدت پیدا کی کہ خمسہ خسروی کے بعد کثیر التعداد شعرا نے اس طرف توجہ کی معلوم ہوتا ہے کہ خود مصنف علیہ الرحمۃ کو اس کا کامل یقین تھا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے ۵

ہر چہ نوسیم بسرد استاں      راست گم رہ نہ پئے راستاں  
تا سلم ہر کہ دوا د و کند      پس روی این روش نو کند  
اور متاخر شعرا کی یہ بہت نتیجہ ہی کلام خسروی کے سہل متبع ہونے کا جس کی نسبت کہا گیا ہے کہ ۵

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میسے دل میں ہو

اذا قیل اطمع الناس طرا

واذا ریم اعجز المعجزینا

یا ۵

مندرجہ ذیل جدول سے (جو مطلع الانوار کے مقابلہ کی کتابوں کی ہے اور بجائے خود نام مکمل اس کا کچھ کچھ اندازہ ہو گا۔)

نمبر شمار	نام مثنوی	نام مصنف	سنہ قاجری	کیفیت
۱	مطلع الانوار	امیر خسرو دہلوی	۷۲۵	
۲	روضۃ الانوار	خواجہ کرمانی	۷۵۳	
۳	مونس لابرار	خواجہ عارفیہ کرمانی	۷۷۳	
۴	گلشن ابرار	مولانا کاتبی نیشاپوری	۸۳۹	

نمبر شمار	نام شنوی	نام مصنف	سنة قاجاری	کیفیت
۵	تحفة الاحرار	مولانا جامی	۸۹۹	
۶	منظر الابصار	قاضی سنجانی	.	
۷	منظر الآثار	امیرباشی کرمانی	۹۲۸	
۸	مشهد الاتوار	غزالی مشمدی	۹۸۰	
۹	نذرت آتار	"	"	
۱۰	منظور الانظار	رهائی مروی	۹۸۲	
۱۱	منظر الاسرار	حکیم ابوالفتح دوانی	.	
۱۲	جمع الالبکار	عرفی شیرازی	۹۹۹	
۱۳	زبدة الافکار	نیکی اصفهانی	۱۰۰۰	
۱۴	مرصد الاحرار	ابو اسحاق گزرونی	.	
۱۵	مرکز ادوار	شیخ فیضی فیاضی	۱۰۰۲	
۱۶	شنوی نامی	میر محمد معصوم نامی	.	
۱۷	شنوی شانی تگلو	افانفت شانی تگلو	۱۰۲۳	
۱۸	منبع الانهار	ملکسقی و مولانا طوسی	۱۰۲۴	
۱۹	ویده بیدار	حکیم ثقفائی اصفهانی	۱۰۲۷	
۲۰	حسن گلو سوز	زلالی خوانساری	.	

نمبر شمار	نام ثنوی	نام مصنف	تذکرہ تاریخی	کیفیت
۲۱	منظر الانوار	ہاشمی بخاری	.	
۲۲	ثنوی طاہرہ حید	مرزا محمد طاہر وحید قزوینی	.	
۲۳	نور الدہری	درویش حسین والدہری	.	
۲۴	مطلع الانوار	میر محمد باقر داماد اشراقی	۱۰۶۴	
۲۵	دولت بیدار	ملا شیدا	۱۰۸۰	
۲۶	مشرق الانوار	مولوی عبدالرحیم دہری	۱۲۷۳	

**تضمین بسم اللہ** مولانا نظامی نے بسم اللہ کی جو تضمین کی ہے وہ بھی ایسی عام پسند ہوئی کہ بہت سے نامور شعرا نے اس پر طبع آزمائی کر کے اس طرز کو نبانے کی کوشش کی ہے۔ یقیناً یہ منسلک جدول نہایت دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کی جائیگی۔

نام شاعر	بسم اللہ	تضمین
نظامی	بسم اللہ الرحمن الرحیم	ہست کلید در گنج حکیم
امیر خسرو	"	خطبہ قدس است ہلک قدیم
مولانا جامی	"	ہست صلوات سر خوان کریم
ہاشمی کرمانی	"	فاتحہ آزلے کلام قدیم

نام شاعر	بسم اللہ	تقصین
نغز الی مشدی	بسم اللہ الرحمن الرحیم	ہست شہاب از پے دیو رحیم
فیضی	"	گنج ازل را دست طلسم قدیم
عرفی	"	موج نخت است ز بحر قدیم
شانی	"	ماہیچہ را بیت امید و بیم
شفائی	"	تیغ البیت بدست حکیم
ملاشیدا	"	آمدہ سر حنیفہ فیض عمیم
		مطلع دیباچہ نظم قدیم
		نص صبح است و کلام حکیم
		پنجہ اعجاز و عصائے حکیم
زلالی	"	ارہ کش تارک دیو رحیم
		تیر شہاب است ید دیو رحیم
		سر و سید پوش ریاض نعیم
		ابر دئے خوش و مہ حسن قدیم
آزاد بلگرامی	"	تیغ سیہ تاب رسول کریم
مصفا	"	ہست عصائے رہ امید و بیم
محمد قلی سلیم ہرانی	"	ہست عصائے رہ طبع سلیم

نام شاعر	بسم اللہ	تضمین
ادیم صفوی	بسم اللہ الرحمن الرحیم	راہِ حدیث ست بسوئے قدیم
میرزا طاہر وحید	"	ہست تہائے زریاض قدیم
وحید	"	کعبہ جان و دل اہل نسیم
تمت	"	ہست علاج از پئے قلب سقیم
عاصم	"	خال رخ آرائے عروس قدیم
کامی	"	نغمہ مرغان ریاض نسیم
وحدت	"	مطلع انوار کلام قدیم
معنی	"	مصرعہ ربستہ نظم قدیم
آزاد	"	حاصل ہر چار کتاب قدیم
واصف	"	آیت الطاف خدائے کریم
اشرف الہی	"	زینت عنوان کتاب قدیم
	"	ہست نمک بر سر خوان کریم
	"	غازہ رخسار عروس قدیم
	"	قافلہ سالار کلام حکیم

تذرت اسالیب | مطلع الانوار کی نظم و نثر میں معانی و مطالب کی جو افراط و فزونی  
وافراط مطالب | ہو اسے خود مصنف کی زبان فیض ترجمان سے سنئے اور قصہ



وَصَدَّقَا كَيْهٖ۔ ان کا اعجاز اس مقدمہ کے ایجاز کے احاطہ سے باہر ہے۔

پیش دویدند بتان ضمیر	خامہ فرو خواند ببا ننگ صریر
فوج بفرج ز معانی حشر	خواندہ و ناخواندہ در آمد ز در
ملک سخن با چو گرفتسم بہ تیغ	گوہر خود نیز فشانم چو میغ
جیب جہاں پر ز غرایب کنم	وضع مہلکے عجائب کنم
ورثہ ہر بیت نہاں در نہاں	تحفہ پوشیدہ جہاں در جہاں
نثرے ازاں گو نہ کشم از قلم	کاب ز شعرم بہر دہم بہم
آں چہ نہفت ست مراد خیال	گر کنش وصف نماید محال
غیر چہ آگہ کہ دریں سیاحت	کو چہ دانند کہ در آئینہ کیست
خامہ کہ از گنج خدائی خم است	چیت کہ در گنج خدائی کم است

(مطلع الانوار)

تاہم بقول اے "مالایہ رک کلہ لایت رک جگہ" اپنی محدود استعداد و استطاعت کے مطابق بلا لحاظ حصروا استقصا تبرکاً و تمناً چند نمونے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

### حمد باری جل جلالہ

سہل بود ہر کہ بدو حرفِ کُن	از ملک لہر شں چہ بختِ سخن
کے سخنِ او بجد مردم ست	زین نفسے کو برفتہ کم ست

زندہ باقی کہ جہاں آفرید      کے مرد آں زندہ کہ جہاں آفرید  
 آنکہ بود خالق موت و حیات      مرگ بر وہیر کے آید بذات  
 نیت براں بہت کہ آرد شکست      کو ہمہ رانیت کند ہر چہ بہت  
 ساخت نیک قطرہ آدم گہر      طرفہ کہ نہ بحر بیک قطرہ در  
 چوں سر و عوئی کشاں کس رست      کو ز قفای دو عدم گشت پست  
 گر ہمہ عالم بہم آمیند تنگ      بہ نشود پاسے یکے مور لنگ  
 جملہ جہاں عاجز یک پائے مور      و لے کہ بر قادی عالم چہ زور  
 بہ کہ بیچارگی جان خویش      معترف آئیم بہ نقصان خویش  
 مندرجہ بالا اقباس کے مطالعہ کے بعد حضرت امیر کے اعلیٰ درجہ کے مکمل  
 ہونے میں کلام نہیں رہتا۔ اسی طرح کثیر القیاد اشعار سے ان کے منہ و محدث  
 اور فلسفی ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ یہ حمد گویا اس حدیث کی تفسیر ہے ”لا اُحصی ثناء  
 علیک انت کما اتلّیت علی نفسک“۔

## نعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مندرجہ ذیل ابیات مضمونِ نعت کی گویا معراج ہیں ”گفتہ او گفتہ اللہ بود کے  
 عقیدہ حقہ کو کس خوبی سے نبایا ہے اور ایمان کے ساتھ عمل کی ضرورت کو کس طرح  
 ناگزیر ثابت کیا ہے ۵

زان از لی مکتب و امی لقب	عقل کل آموختہ لوح ادب
کرده و کیلان قصائد نخت	ہم بقدم سبق حدیث درت
ہر بخش حاصل مسلمانی است	حاشیہ نامہ ربانی است
درس شرف کردہ بہ جن المآب	شیر خرد خوردہ زام الکتاب
عین عنایت ز عطاءئے کریم	دال ہدایت برہ مستقیم
عروہ وثقی اکف نور او	جہل میں نسخہ منشور او
ماہ دو ہفتہ بہ سپہر جمال	یافتہ از سبع مہاشائی کمال
او بقیہ دیدہ جمال عزیز	ماہم امیدست کہ بینیم نیز
کرد نمازے بہ نیاز تمام	بود نماز ازے وار حق سلام
یافتہ تشریف نماز از خدا	آدازاں گونه غازی قبا
ہر قدمت عمدہ ہر دوسرے	ہر سخت خازن وحی خدے
من کہ عیاں تشنہ حجے توام	خسرو اماں گبے توام

## منقبت اصحاب رضی اللہ عنہم

منقبت کے اشعار گویا اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہیں کہ اصحابی  
 کا بخیرم باہم اقتدایم استلیم (میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں کہ جس  
 کی بھی پیروی کر لو گے ٹھیک راستہ پا لو گے)۔

انچہ ز سر شپہ مقصود بخت	نیم کش خود بہ ابو بکر بخت
دور گزراں ساتی بچو بود	عدل عمر نیندراں دور بود
ز آب جہا تش کہ دما دم رسید	قطرہ ہر آں ابر جہا ہم چکید
جام شرابے کہ بہ تمیز خورد	جرعہ آں جام علی نیز خورد
بر دگر آں داد از آں خم نے	تا بہ نئے شیفہ شد عالمے

### مرشد

اس زمانہ میں شاعری اور تصوف کی حالت محتاج بیان نہیں۔ دونوں کو علم و عمل کی احتیاج سے بالاتر سمجھا جاتا ہے۔ دونوں کی سند کمال کے لیے صرف ایک مجلس کی ترتیب کافی ہے۔ اس کا جو اثر اخلاق پر ہو وہ ظاہر ہے۔ شعر و شاعر کے لوازم آپ نے حضرت امیرؒ کی زبان قلم سے اور مقامات پر بھی سننے ہونگے۔ مرشد کے سلسلے میں تصوف کی جو حقیقت پیش کی گئی ہے ان کے زمانہ کے غور کے لائق ہے اور جس کا خلاصہ ہے ”شیع اگر عین نباشد شریست“

نہیرنگیں عرصہ ملک جیش	خطبہ مہب لی رقم خاش
نہد ایک طرز علم	فاخلع نیلک مقام قدم
راہ رستے کو بطریق صف	رفقہ قدم بر قدم مصطفیٰ

سیرت میونس بدیں پروی	نسخہ دیبا چہ پیبری
چوں دم المام زودہ کام او	تائب وحی آمدہ السام او
سکہ کارش بفروع و اصول	تابع قال اللہ وقال الرسول
عین شریعت بطریقش درست	شرع اگر عین نباشد شریعت
ہم تنگ او ہم بریاضت گری	بر سر او چست کلاہ سری
از پے گمراہی جاتا رقیب	وز پے ہماری دلہا طبیب

## شائے سلطان

اس وقت دہلی کے تخت پر سلطان علاء الدین جلیاؤی دہدہ بادشاہ سریراہی۔ مشرقی آداب اور ایشیائی درباروں میں خسرو وقت کو سایہ خدا سے برتر و بالا دکھانا روش عام ہی لیکن جس طرز میں حضرت امیر خسرو علاء الدین جیسے فرماں کی تعریف کرتے ہیں وہ بجائے خود مستحق صد ستائش ہی کہا جاتا ہے کہ وہ زمانہ لب لباب و چشم بند و گوش بند کا تھا اور یہ دور ہی "فری تھکنگ اینڈ پلین اسپیکنگ" (Free thinking and plain speaking) کا۔ اُس زمانہ کا مرقع تاریخ کی لوح پر منقوش ہے، اس دور کا نقشہ ان آنکھوں کے سامنے ہی ٹھنڈے دل سے دونوں کا مقابلہ کیجیے یقین ہی کہ نتائج کی ترتیب میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ اس زمانہ میں جو بہت سے نئی اصطلاحیں قائم ہوئی ہیں ان میں سے ایک

”خوشامد“ اور ”چاپلوسی“ بھی ہے۔ جس چیز کو پہلے ”خوشامد“ اور عیب سمجھا جاتا تھا، اسی کی بدترین شکل کو اب ”ڈپلومیسی“ (Diplomacy) یا ”مصلحت“ بتایا جاتا اور ہنر قرار دیا جاتا ہے۔ ”خوشامد“ اور ”ڈپلومیسی“ کے مقابلہ اور تجربہ کے لیے بجائے خود ایک دفتر درکار ہے جس کا یہ محل نہیں۔ حضرت امیر کے قول کے مطابق بادشاہ نے شرع رسول خدا کو قوی کیا۔ ”نائب فرمان کردگار“ ہے، بنیاد دین کو برقرار رکھنا اس کا اصول کار ہے، سلاطین جنس اور ”شیاطین انس“ پر اس کا رعب غالب ہے، ”ملک معمول“ اور ”چشم بیدار“ ہے۔ اس میں کون سی بات خلاف عقل ہے اور اس سے زیادہ حاکم کے اندر محکوم کے لیے اور کس صفت کی ضرورت ہے؟ اور کیا اس زمانہ میں بھی یہ اوصاف بہترین سلاطین کے لیے نمونہ نہیں ہو سکتے؟ مثل حمدت وغیرہ کے ثنائے سلطان کے بھی دو حصے ہیں۔ اول دونوں نظموں کے عنوانوں کی نشر ملاحظہ ہو جو بجائے خود اعلیٰ درجہ کی شاعری ہے۔

(۱) ”دعائے چتر ہمایون سلطان السلاطین و بہائے ہوائے متعالی علو الدینا والدین زاد اللہ بقیۃ تحت جناح المصور و صاومین اعدائہ بحجۃ التراب ما دام طار الطیور“

(۲) ”بنائے ثنائے ثانی بخاطبہ خدا یگان زمین و ترماں ناسب رزاق و کلید اوراق فتح اللہ خزانہ این السموات و الارض علی الاطلاق“۔

اب مرح مہر فح کا خلاصہ سنئے

آں سخن آرم کہ چنیاں کم بود درخور مرح شع عالم بود

آں بلفقب و تیاؤ دیں را علما	کو بجاں دادہ را احساں صلا
شاہ محمد کہ بت ایڈر لے	کرو قوی شریع رسولی خدا
نائب فرماں زردیر کردگار	خازن روزن ز کف گنج بار
خلق کہ پویند لطفں ہماے	بے خبر اندر ظل خدا لے
سکہ او بت بدولت طراز	خطبہ او نائب یا نگ نماز
خاتمہ تخت تو گردوں نشیں	قاعدہ ملک تو تیاؤ دین
بام تو معراج سلطین جنس	نام تو لاول شیاطین انس
نادک بیدرت شدہ کفر گاہ	ہندی مخرابت ایماں پناہ
تیغ تو کو فاتحہ ابتداست	برتن بدخواہ تو تبت یداست
ملک تو معمور و مخالف خراب	چشم تو بیدار و جہانے بخواب

## علماء کے فرائض

حضرت امیر نے علماء کے جو فرائض قرار دیئے ہیں ان کو اگر زمانہ حال کے مقتضیوں

پر منطبق کیا جائے تو ان کا ہو ہو نقشہ کھینچ جاتا ہے ۔

خامہ فرن سو فتن عامہ را	آلت تزویر مکن خنامہ را
زرق تہ رخصت نعلماں مدہ	زیر ملک بیضہ شیطان منہ
بیضہ کلرغ بزیر ہماے	از نسب خویش بود بچہ زلے

شرم نداری کہ چو فرماں دہی      تیغ نبی در کفِ شیطان نہی  
 عالم نیرواں بود از جیلہ دور      پہچ کسے سایہ نہ بیند نور  
 جیلہ تنویر بچسل صواب      بوقلمونیت برام الکتاب  
 ایں ہمہ تشنیع بر آگہ رود      زانکہ بداندرہ دبیرہ رود  
 کس جہلار انکند جرح کار      حک نبود بر ورقِ بے نگار  
 علم بہان ست تحقیق دلس      کز رہ تحقیق بر آری نفس  
 ہر چہ کنی گرچہ صواب ست پاک      ہم بوی از ختم خدا ترسناک  
 چون تو نداری ز خطا نبینم      علم تو در دین خلل شد عظیم  
 ای نپے فتنہ میاں کردہ چیت      وز پے تحقیق عمل پائے ست  
 علم کز اعمال نشانیش نیست      کالبدے دارد دو جانیش نیست

اس سلسلہ میں یہ بات دیکھنے کی ہے کہ علما کی ”خطانا ترسی“ کو ”خلل در دین“ اور ”علم بے عمل“ کو ”کالبد بے جان“ ٹھیرایا ہے، حتیٰ کہ ”صواب و پاک“ کام کے لیے بھی ”خطانا ترسی“ کو ضروری قرار دیا ہے۔ پھر غور کیجئے کہ اس ذی سطور وجہوت طبقہ کو بھی نہیں چھوڑا جو ”فتوے“ کی آڑ میں ہر کردنی و نا کردنی حرکات کرتا ہے۔ حق گوئی کی حد ہے کہ بادشاہ کو بھی صراحت کے ساتھ لیا ہے اور گناہ ہمک سے کنارہ کیا ہے۔ سینے ۵

ان پے یک میر تم کیش را      محو کند صد حق در ویش را



جیلہ گرانے کہ مظالم کنند	شرع نبیٰ سخسہ ظالم کنند
ہرزہ شہ را دم نعل دہند	کفر ملک رالقب ایماں دہند
وانچہ کہ شہ کار پریشاں کند	آنہمہ از رخصت ایشاں کند
اوفکند مال کساں درمفاک	شماں ہمہ گویند حلال ست پاک
در فن بوجہل کنند اتفاق	عدلی عمر نام نہند از نفاق
جاہ فقیہ از امرائے سفیہ	سودا میرست و زیاں فقیہ
خسر و اماں در امرانیت خیز	سوسے فقیہان فدائی گریز
از پے کفارت تعظیم میر	دیدہ ز پائے علما ربرگیر

## انسان کی نیابت الہی

ذیل کی بیتوں میں انسان کے شرف اور منصب نیابت و خلافت الہی کو واضح کیا ہے۔ گویا آیات کریمہ "علم آدم الاسماء کلھا" اور "انی بجا عل فی الارض خلیفۃ" کی تفسیر ہے۔ انسان کا فطرۃً بندی خواہ ہونا اور نیچے رہ جانے والی چیزوں کا خود بخود نظر میں چھوٹا معلوم ہونا کیسا اعلیٰ و عظیم اور روزاً مشاہدہ کے مطابق خیال ہے۔ اور جب خدائی خزانوں کی گنجی ہی ہاتھ آگئی تو پھر اور رہ کیا گیا۔

خود پر گر چہ کنوں آمدی      با پدر از حبلہ بروں آمدی

دقتر معنے تو زبر خواندہ      تختہ اسم ساز پدر خواندہ  
 عرصہ عالم بمبافت تراست      دولت آدم بخلافت تراست  
 توشی اسلیم تو بہر دوسرا      تو ملکی تخت تو شد چار پاسے  
 گنج خذرا تو کلید آدمی      نرپے بازیچہ پدید آدمی  
 مرتبہ جو کہ برانی جاہ      کس نخورد شربت بابرانی چاہ  
 یسج کسے رہ سوئے بالانیافت      تا قدم از نہت والانیافت

پھر کہتے ہیں کہ خدا کا نائب اور خلیفہ بننے کے لیے بڑی بلند ہمتی اور عالی  
 حوصلگی کی ضرورت ہے۔ اور یہ نیابت و خلافت محض خوش خوراکی  
 و خوش پوشاکی سے حاصل نہیں ہوتی۔ ان خیالات کو کسی نادرتبہیات و تجربیات  
 سے ثابت کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ پُر دل ”ترک“ (سپاہی) تیرے نشانہ کا کام  
 لیتا ہے، مگر تنگ ظرف ”مطحی“ (بھٹیارا) اسیندن کا۔

دھوبی کپڑے کو آگ پر رکھ کر اجاتا ہے، لیکن پچی آگ میں جھونکتا ہی۔  
 پست ہمت اور تنگ نظر آدمی کتنا ہی بڑھ جائے ذلیل ہی رہتا ہے جیسے فرش  
 خواہ قر و اطلس ہی کا ہوتا ہم یا مال ہے، ریشم کا کیرا جو پتے چاٹ چاٹ کر بڑا  
 ہوتا ہے دنیا اس کو ننگا کر کے اپنا بدن ڈھکتی ہے۔ کبھی اپنے دھیرے حریری  
 ملبوس کے باوجود برہنہ بدن ہے۔ مچھلی اتنے فلس رکھنے پر بھی مفلس ہی رہی۔  
 آخر میں خلاصہ کے طور پر فرماتے ہیں ۵

آدمی ست از پے کارے بزرگ  
گر نکند این ست حارے بزرگ

## علم بے عمل کی ذلت

”علم کو ”چرخ“ اور ”جہل“ کو شب تاریک سے تعبیر کرتے اور چرخ نہ ہو تو اندھیرا  
رات میں کنوئیں میں گر جانے کا اندیشہ ظاہر فرماتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ عمل کو  
علم کا جزو لا ینفک قرار دیتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ علم نام ہی عمل و اخلاص کا  
ہی۔ ”آنکھ والا“ (عالم فقیر مویا غنی، ہمیشہ بکیناں رہتا ہے، جیسے خود آنکھ کہ وہ  
نہ کبھی موٹی ہوتی ہے نہ ڈبلی۔ ان کے نزدیک واعظ بے عمل کی مثال ایسی  
ہے جیسے سوئے ہوئے کا بڑبڑانا۔ کیا اچھی بات کہی ہے کہ قرآن کا صرف  
سر پر یا ہاتھ میں رکھنا بے سود ”سود و سودگی“ (گس گس) ہے۔ اس مضمون  
کو شاعر نے جس طریقے سے لکھا ہے اُس کا خود انھیں کی زبان سے کچھ خوب لطف  
آئے گا۔

بے مصرا ز جہل چو در مصرخہ اہل دگر باشد و اہل دگر

نشد چو گازر کہ آہ آب گیر سینہ تہی چوں سر بوجھ قصہ پیر

اہل نگر و دبما نہ۔ سفیہ خزنہ شود از جہل و بیافقیہ

منصب بے مایہ نہ در غور بود گر ہمہ فسر ز تہ پیمبر بود

باب تو گیرم کہ علی مرتضیٰ است      وہ کت از اں باب کلیہ گنج است  
 بے بصر اں راست بہر جا بنگاہ      کا ستن از ذل و فزون ز جاہ  
 بیش و کمی نیست بہ بنیائے کار      دیدہ نہ فریب شود دوتے نزار  
 مشعلہ کعبہ یہ گلخن مسوز      دلق خراز سوزن عیسیٰ مدوز  
 مصحف اگر بر بنویا برکت است      سودِ سرو سودگی مصحف است

## اپنے زمانہ

حضرت امیر نے اپنے زمانہ کی جو شکایت کی ہے وہ سوا چھ سو سال پہلے کی ہے، اسی پر اس زمانہ والوں کی حالت کو قیاس کیجیے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اُس وقت بھی گناہوں کی ایسی ہی کثرت تھی جیسی اب ہے بلکہ اس کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے اُجلے کپڑے پر ذرا سادھ بیہ بد نما معلوم ہوتا ہے، بخلاف اس کے میلے کپڑے کے بڑے بڑے داغ بھی نظر نہیں آتے۔

ایں چہ زمان ست کہ در ہر طرف      ہست بفسق اہل جہاں را شہر  
 ہر نفسے کار گنہ بیشتر      خواری دیں باشد ازین بیشتر  
 آں کہ بفرضے نمند کاہلی      متقی اشش نام کنند و ولی  
 بس کہ شد از کفر جہاں پرزدود      آں کہ شراریت چہ رائے نمود

ولے نہ یکبار کہ صد بار ولے  
 زین ہمہ گیران مملایں سما  
 دعوی دین دل بے ترناک  
 خندہ مزین بیدہ بردین پاک  
 اے ہمہ بر نسبت گبرانت نسبت  
 نام مسلمانیت از ہر حصیت  
 آنکہ تگ از شرع فراتر زده است  
 اللہ یارب کہ زندہ عربدہ است  
 زشت بود از غر کاہل ستیز  
 غفلت بکسیر زدن در گریز

### صوفیان حال کا نمونہ

ہست بے صوفی شہینہ پوش  
 کش نہ رسد بانگ موزن بگوش  
 چوئی میش دور سلطان شود  
 تند بحراب خسراں شود  
 سرتر دامن کسے در مہر  
 گو کند غرقہ ز دامن تر  
 قبلہ مکن پیسہ ترابات را  
 تا بخسرا بی نبرد ذات را  
 در پے آں پرچہ پوئی بفرق  
 کو بد خود نیک نماید بزرق  
 پیران بے حال کی تشبیہ اس شہر کو چشم سے کیا خوب ہے جو مرغ کی  
 اذان سنتہ ہی حسرت و افسوس کے ساتھ محراب کے تاریک سوراخ میں جا  
 چھپتی ہے

شہرہ در قبلہ نزد پرفوس  
 صبح دم از بانگ نسا زخروس

مرشدان ز راندوران کے نزدیک ”برہمنان بت زریں پرست“ ہیں ۵

برہمن بت کہ گند شرج بید  
تختہ سیاہش بود و خطا پید  
بادہ تسبیح بیک لب خطا  
مجلس و محراب بیک شب خطا

مسجد و میخانہ چو یک جا بود  
طاعت آلودہ نیاید بکار  
نطح حرلیں ز مصلابود  
مشک جگر سودہ نیاید بکار

صوفی میخوارہ کہ گریز حال  
دنبہ کہ گر گے بقفا گردوش  
گر ہمہ کشف ست مدام جز خیال  
پڑی دم سنگریا گردوش

زر کہستانی و وہی پھیت ہنس  
کسب رار خود بشریعت بود  
خاصہ کہ بتانی و نہ ہی لکس  
در روش فقرہ رعیت بود

تا تو ندانی کہ ز رابت کم است  
ایں ہمہ شیخان خزان پرست  
برہمنان رابت زریں ہم است  
برہمنان بت زریں پرست

## صرف جو ہر ذاتی اصل ہی

کم بود از چرب زبانان فراغ  
دیگ کجا پختہ شود جہر پیراغ  
ددمہ و دیگ دما دم صلاست  
زمزمہ چاہ ہنرم صد است  
گر پدہرت داشت کمالے بزیست  
آں حق او بود از آن توصیت  
نہیست ہمہ نسل کریمان عزیز  
تخم خیارست بس تلخ نینیز

زشت بود سفلہ بجائے بلند کاسہ خالی و صدائے بلند  
 بعینہ یہی تعلیم اسلام کی ہے۔ قرآن کریم میں ہے: "ادافع فی الصو"  
 فلا انسأب بلیہم۔" اُن حضرت مہلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحب زادی حضرت  
 فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تاکید فرمایا کرتے تھے: "اعلیٰ یا بنت احمد اعلیٰ۔"

## ناقص تربیت کی مٹی پلید

تربیت کی جس درجہ ضرورت ہے وہ ظاہر ہے۔ اور تربیت کو حقیقت  
 تعلیم پر ہدایح ترجیح ہی۔ مطلع الانوار میں تربیت کے وہی اصول قائم کیے گئے  
 ہیں جو بہترین شمار کئے جاتے ہیں۔ یعنی اولاد کی اصلاح کی کوشش سے پہلے  
 ماں باپ کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ تربیت شروع ہی سے ہونی چاہیے۔  
 تربیت میں سختی کو دخل نہ ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "ہر بچہ اصل فطرت  
 ہی پر پیدا ہوتا ہے، مگر اس کے ماں باپ اُسے یہودی یا مجوسی یا نصرانی  
 بنا دیتے ہیں" اگر کوئی کہے جہل اپنی جگہ سے ٹل گیا تو اُسے سچا مان لو، لیکن  
 اگر کوئی کہے کہ فلان شخص کی جبلت بدل گئی تو اُسے سچا مت جاؤ، "اور جبلت در  
 اصل نام ہے اس عادت کا جو تربیت کا نتیجہ ہوتی ہے جس کی تربیت کی جائے  
 اُسے وہ ٹیڑھی ہڈی سے مشابہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر اُسے چھوڑے رکھا  
 جائے تو وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہے گی، اور اگر سختی کی جائے تو اس کے ٹوٹ

جانے کا ڈر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تربیت میں غایت احتیاط کی احتیاج ہے۔ کلام پاک میں بھی نرمی سے بات کرنے اور بہتر طریقہ استعمال کرنے کا حکم ہے۔

گر تو ہی - خونِ تو بزرگ چراست      ورنہ لگی زادہ تو سنگ چراست

نیش و جراحت نہ ز مردم دید      از دم مار و دم کثر دم دید

چوں تو بدی - گرز تو ز اید بتر      خونِ بگر گوشہ بہمت خور

گر بچہ خود بخورد گرزہ مار      بچہ او نیز شود بچہ خوار

میوہ کہ در شتر بخش توئی      خار ز خود خور کہ درختش توئی

شوا و ب آموز پیر را پیش      کہ چو قوی شد توانیش بیش

چرب کنی شانہ نوزار باں      موز گستن نہ فقہ در زیاں

زادہ بد در کن دکن کش      ناخن از دیدہ بناخن کش

زانکہ بد اں گفت پدر نشود      جز سخن خویش دگر نشود

ایں ز حدیث پدر اندر خروش      آں ہمہ تن بر لبِ فرزند گوش

ریخ کش طفل شکبا بود      پرورش نازنہ زیبا بود

## اولاد سے خدمت کی امید

بہترین تربیت کی تاکید کے باوجود حضرت امیر خیر و کا مشورہ والدین کے لیے یہ ہے کہ ماں باپ کی ہمت کا تقاضا یہی ہونا چاہیے کہ وہ اولاد سے خدمت



کے متوقع نہ رہیں، کیوں کہ خدا جانے اولاد کا فراج کیسا قائم ہو ۵

بچہ طائوس چوانہ بقیہ حیت دانہ خور دھیت زبالا و سیت

بچہ کہ گنجشک و کبوتر کشد لرزہ کناں دانہ زما و کشد

صید ہاں بہ کہ بشت خودت راحت مردار کف دست خودت

خواجہ مبادا کہ بہ پیرانہ سر بندہ فرزند شود بہر خور

دہ پسر از یک پدر آسودہ گشت یک پدر از صد پسر آفتد بہت

نا غلفے را کہ بود شوم چہر بر پدر و مادر و خوشیاں چہر

سگ چو گہ خشم فغاں بر کشد لقمہ زندان برادر کشد

نیز یہ کہ پیدائش اور پرورش کے زمانہ میں والدین کے اندر یہ جذبات

تو ہوتے بھی نہیں ہیں یہ شفقت پدری و مادری کا فلسفہ کچھ اور ہی ہے ۵

پرورش زادہ و شوا ز زیت آنکہ نہ زادہ است چہ دانکہ نہ

سہل نماید بر استرد ناں محنت ز امیدن آبتناں

گیر کہ ماورکت از بہر خویش ق پرورش زادہ بامیدیش

چیت صدف را کہ زجان دونیم پرورداندر دل و درتسیم

دست قضا کیں ہمہ باہم نہاد از پئے آبادی عالم نہاد

گر نہ دو آتش زدہ در غے شد دہر پر از جانوراں کے شد

کلام کے بین السطور پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کے

مناسب حال تعلیم و تربیت کے وہ اتنے ہی حامی و خواہاں ہیں جتنا کہ ہونا چاہیے  
اور اس حقیقت کے معترف ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر لڑکوں کی  
خاطر خواہ تعلیم و تربیت محال عادی ہے۔ چنانچہ خود اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے  
کہتے ہیں۔

گرچہ کہ انخوان چوتونیک اخترند      نے ز تو در دیدہ من بہترند  
دختر اگر نسبت پسر کے شود      بے صدف سادہ گھر کے شود  
جاں سگ آں دختر آزادہ شد      کز رحم او پدرش زادہ شد  
باید چوں در صدف از صند      تا صدف آوازہ بر آید بلند  
دُر کہ بزرگاں ہمہ ملیش کنند      یادِ صدف ہمہ بطفیلیش کنند  
نذکورہ بالا شعروں کے ظاہری معنی بھی نہایت لطیف ہیں۔ وہ یہ کہ اگر  
بیٹی نہ ہو تو نہ بیٹا ہوا ورنہ باپ "خوب بچوں کے رجحان طبیعت کا اندازہ کرنا  
بھی اصول و لوازم تعلیم و تربیت میں نہایت اہم ہے۔ اس خیال کو انھوں نے  
اس بے مثل مثال سے ثابت کیا ہے کہ اگرچہ مٹی اور پتھر بجائے خود بکار آمد ہیں،  
لیکن آئینہ یا پانی کی طرح عکس پذیر نہیں ہیں۔ بالفاظ دیگر اگر مٹی یا پتھر سے وہ  
کام لینے کی کوشش کی جائے گی جو آئینہ یا پانی کا ہے تو یقیناً محنت برباد  
جائے گی۔

فیض ز قالب کہ نذاند گزشت      بردگرے خود نتواند گزشت

آئینہ و آب بود عکس گیر      نیست گل و سنگ تصور پذیر  
 دیدہ نہ خود دید نزدیک دور      قابل آنست کہ بیند ز نور  
 گوش کہ صد مشعلہ بائے بود      نیست چو قابل نظرش کہ بود

## زرداری و فیاضی

اب سے سات سو برس پہلے کے مسلمان (خصوصاً امراء اور دربارہ رس  
 لوگ) بے زری سے واقف ہی نہ تھے اور جو زرداری تھے ان کو فیاضی کے  
 موقعے بنانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس باب میں بھی حضرت امیرؒ نے جو  
 کچھ کہا ہے وہ ایسا ہے کہ صرف اسی شخص کی زبان و قلم سے ادا ہو سکتا ہے جو  
 انسانی فطرۃ کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔

گر تمہ گہرست کہ کشش بہت      در نظر خلق جالیش بہت

ورچہ بود مومن و پرہیزگار      ہر کہ زرش نیست ندارد عیار

مطلب یہ ہے کہ زرداری کی بے دینی پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے اور بے زرمومن کو  
 کوئی نہیں پوچھتا۔ اس لیے مالدار بننے کی ہر ممکن اور جائز کوشش کرنی چاہیے۔

اور جب زرد مال ہاتھ میں ہو تو یا موقع فیاضی سے دریغ نہ کرو۔ مالدار

کا سنجل ہونا ایسا ہے جیسا جو اصر کا کان میں یا گوہر کا دریا میں (گویا بیکار) پڑا  
 رہنا۔ یہ بھی نہ ہو کہ سب کچھ اپنے پر یا اپنیوں پر ہی خرچ کیا جائے اور بیگانے

مردم رہیں۔ اگر یہ ہو تو دینے یا خرچ کرنے والا گویا بولا ہے جو کاٹ کاٹ کر  
اپنے ہی سامنے ڈالتا جاتا ہے۔ اور اگر اُسے دیتا ہے جو مالدار ہے تو گویا موتی اُسے  
دریا میں پھینکتا ہے۔ پھر یہ کہ جسے دے اُسے بھی اندازہ کے ساتھ دے جیسے کہ انکھ  
میں سرمہ سلائی سے ڈالا جاتا ہے نہ کہ چھچھے سے۔ دیتے وقت اپنی حالت کا اندازہ  
بھی ضروری ہے۔ غرض بخل و اسراف اور حقیقی فیاضی کے تمام مراتب بیان  
کر دیئے ہیں۔

ازہ صفت قیمتی راست باش	نے ہمہ چوں تیشہ سوئی خود تراش
لطف بجائے ست کہ دوری بود	برزن و فرزند ضروری بود
کیست کریم۔ آنکہ مسکین دہد	نزد پئے شہرت۔ نپئے دیں نہد
ہر چہ تو بخر تو بخر تا فلکند	و آنکہ گھر باز بد ریافتند
گرتوئی از راہ کرم زرقشاں	پر بگدا کم ہو بگر رساں
ہر چہ بہ نسبت زرقشاں کے	بخل ز اسراف نحو تر بے
گر چہ عطا در ہمہ جا دلکش ست	ہر چہ بہنجار بوداں خوش ست
ویدہ کہ از سرمہ و لیلش دہند	سرمہ نہ از چھچھ بیلش دہند
دادن کرم شرفی شد بلند	دادن صرف بزد و رشخند
آنکہ دویم جامہ ندارد پوست	بخیر دست اردہا ترا بدوست
نقہ کہ بخشید بر با فقیر	رحم کن گر ببرد۔ گو بمیر

صحن جہاں شد چو خرابی نشان      باغ بود بہر ہنس و زرقاں  
 آنکہ تو بگر بزرست و منال      گر ہمہ بد بود اسراف مال  
 از دو بچہ چشم کرم راست تولد      وز سہ بچہ قسمت خیر الامور  
 پردلی آں بہ کہ بطاقت بود      پردلی از دام حماقت بود  
 حکم سخا نیت بہ بسیار چیز      از در سہ دانگ نزدانگے شیر  
 کسیت سخی ہا آنکہ ردانت دہد      ہر چہ دہد ہم بزرمانت دہد

فیاضی کے موقعوں پر ایک اور مسئلہ بھی قابل لحاظ ہوتا ہے، یعنی "تولیش و درویش" کا۔ ایسے موقعوں پر اپنوں کو بالکل ہی نظر نہیں کرنا چاہیے۔ جو کچھ کیا جائے بلا خواہش نام و نمود کیا جائے (علی الخصوص جب معاملہ اقارب کے ساتھ ہو) اپنوں کی امداد کے لیے یہ خیال کیسا تسکین بخش ہے کہ اس صورت میں جو کچھ ہاتھ سے جاتا ہے وہ گویا اپنے ہی ہاتھ میں آتا ہے۔

شہرہ مکن ہر چہ بخویشاں دہی      در کف تست آنچہ ہر نیشاں دہی  
 سفہ کہ دانگے فقیر آورد      شش ہمت ازوے بنفیر آورد  
 گر تو شوی از ہمہ خویشاں بزرگ      در رمہ نغوش نیشاں شو نہ گرگ  
 گر ہمہ شہد شش بدہاں آوری      نہ ہر بود چوں بزباں آوری  
 آنکہ سر انجام زنی نشترش      بہ کہ زاوّل مدہی نشکرش  
 گر شرف در گ نیکوے تست      ہر کہ بجز تست دعا گوے تست

عرقِ بپاکی بدعا ضم شود      رشتہ بتویند مکرم شود  
 زو کہ بشیریت فتوت بود      خوش خورانی چہ مروت بود  
 منزلِ مہاں نہ بود ہر درے      بار عزتیاں نہ کشد ہر سرے  
 پھر فیاضی کے عموم سے سالکوں اور مفت خوروں کی ترقی کا جو اندیشہ  
 ہو سکتا ہے، شاعر کا ہمہ گیر دماغ اس سے بھی خالی نہیں ہے، اور مخصوص انداز  
 کے ساتھ سوال اور دست درازی کی مذمت بھی موجود ہے ۔  
 دستِ جواں مرد بود گنج بار      دستِ نگوں ہیچ نگیر قرار  
 دستِ ستاں ست تانندہ را      دستِ نگوں ست رسانندہ را  
 یعنی اگر تو وہی از کف دست      سجدہ کند دستِ پشتِ نخت  
 سر نہ از دامنِ پر آدمی      پدہ چو برگشت بوسد زہیں  
 پیشِ نشانندہ کہ ریزد بروں      گرد و چینندہ ضرورتِ نگوں

## جوانی کی باتیں

تابود اسبابِ جوانی بہ تن      روئے چو گل یاشد تن چو سن  
 تازہ بود مجلسِ یاراں تو      جلوہ کند صفِ سواراں تو  
 شیفگانِ دیدہ برویت نند      زخمتِ ہوس پر سر کویت نند  
 نختِ گیسو چو نسیم سحر      رنگِ بنا گوش چو نسرین تر

نرگس تو بادہ ندانگتہ  
 غنچہ تو خندہ ندادنگاہ  
 تاب دہ چہ ز برنایت  
 میل کند سینہ بر عنایت  
 دیدہ سوئے فتنہ پرستی کشد  
 دل ہمہ در شوخی و مستی کشد  
 ناز کنی ناز کشندت بجاں  
 دل طلبی نیز دہندت رواں  
 روز چہ جوئی بہ ثبت آں رسد  
 تاشب تو نیز بپایاں رسد

### بڑھاپے کی گھاتیں

نوبت پیری چو زند کوس درد  
 دل شود از خوش ولی و عشق سرد  
 گو نہ رخسار بزر دی زند  
 آتشِ معده دم سردی زند  
 معے سپید از اجل آرد پیام  
 پشتِ خم از مرگ رساند سلام  
 ورتن اندام در آید شکست  
 لرزہ کند پائے بستی چو دست  
 چشم شود منزوی از خاہنما  
 رخنہ شود در شستہ و دمانما  
 قوتِ دل بشکند و ز ورتن  
 پست جدا گردد چوں پیرین  
 پینگ صفت رگ جدا ز پشت پیر  
 تار بخند و چو کمن شد حربہ  
 تیرہ شود مشعل نور عین  
 دل بملا کشد از کعبتین  
 خشک شود عمدہ باز و چوکاک  
 سست شود مہرہ گردن بیلک  
 از مے و گلزار نسل غافل  
 زہد ضروری بدماغ آؤفتد

برہمہ این دور و مادام رسد از تہمہ بگذشتہ با ہم رسد

## ”عہد پیری شباب کی باتیں“

پیر کہ او درد سببیلی خورد	عبت عین دست کہ سیلی خورد
پیری نداف کہ از پنبہ سخت	راست مدال شرم ز پنبہ جداست
پیر نگیسر ند بوسے سپید	تا بر پیراں نمود زوا امید
باشش چو کاغذ پیرانہ سمر	پاک ز بیدوں و دروں سمر
نافہ مشو کر پئے خون تباه	موسے سپیدش بود و دل سیاہ
کوزندی نفس کن جیفہ خوار	زندہ بود ز مرغ کماں را شکار
پیر شندی پشیم پیراں پذیر	زشت بود لب جواناں ز پیر
پیر کہ بر سر سیم جواناں زید	مردہ بود گرچہ بعد جاں زید
وانحہ جواں پیر تیز ویر گشت	طفل بود گرچہ بو پیر گشت
نسبت پیری جوانی نہ موسست	ہرچہ ہنگام بوداں نکوست
موسے کہ ساندہ پید از کلاب	سخرہ چو موسے سید است از غضبا
عمر چو از حیدر نخواہد نرود	سیلت رنگیں بگفت چہ سود

چہ ہے

عہد پیری شباب کی باتیں      ایسے ہیں جیسے خواب کی باتیں



یاد رکھو

شیان عجیبان ہما ابرد من یخ  
شیخ یصبی و صبی یشیخ

### مدارج عمر

عمر کے مختلف حصوں میں انسان پر چار حالات گزرتے ہیں ان کو متعدد شاعروں نے بیان کیا ہے اور ان سے اپنے اپنے طریق پر عمدہ نتائج اخذ کئے ہیں۔ امیر المومنین حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اس خصوص میں ایک قطعہ ارشاد فرمایا ہے جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ غالباً کسی زبان میں اس خیال کو حضرت مولاناؒ پیشتر ادا نہیں کیا گیا۔ بعد کی نظمیں تو مختلف شعرا اور مختلف زبانوں کی نظر سے گزری ہیں۔

اذا عاش امرء ستین حولا	فنصف العمر تحققة الليالي
ونصف النصف يمضي ليس يدري	لغفلت ميمنا عن شبال
وثالث النصف امال وحرص	وشغل بالمكاسب والعيال
وباقى العمر اسقام وشيب	وهم بارئ حال وانتقال
فحب المرء طول العمر حبس	وقسمته على هذا المثال

یعنی اگر آدمی بفرض ساٹھ سال زندہ رہے تو گویا وہی عمر ۳۰ سال ہوئے

ہی میں بریاد ہو جاتی ہے۔ اور آدمی میں سے آدمی (۱۰ سال) اس طرح گزر جاتے ہیں کہ دائیں بائیں کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ اور اس نصف کی ایک تہائی (۱۰ سال) کو کھانے کمانے اور بال بچوں کے لیے رکھ لو۔ اب رہی باقی عمر (۱۰ سال) وہ بیماری بڑھاپے اور مرنے کی فکر و غم کی نذر ہو جاتی ہے۔ اسی صورت میں طول عمر کی خواہش سراسر نادانی ہے حضرت امیر خسرو لکھتے ہیں ۵

ششدرہ راہ سپہ بزم کشاد	ہفت و نہم در شش و پنج اوقفا
گر چہ میر چاروہ من بکاست	دل ز سر چاروہ بازی نہ است
عمر بدہ بازی و نادانی است	بست شد آغاز پریشانی است
از وسع و زہد ترستی تا چہ نسل	ہر چہ کنی خوی پذیرست دل
چون ز چہل پائے فراتر نہی	سگہ محال ست کہ دیگر نہی
از پس نجاتہ در آید شکست	وئے بد بنگونہ کہ رفتی بشت
از پس ہفتاد بیفتا دنی است	حد بقا ز اں سوئے ہشتاد و نیت
در نو د آئین حیات اندکیت	زینت و مرگ بہ نسبت یکیت
در بیدارفت حد پایندگی	مرگ نکو تر ز چہاں زندگی

جس نتیجہ کی نسبت حضرت امیر علیہ السلام نے از راہ انتہائے بلاغت کیا ہے  
 سے کام لیا اسی کی حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت کر دی اور کہہ دیا کہ ۵  
 مہلت تو گر صدویا پنچہ است از پئے آرائش زادرہ است

چوں تو دریں تختہ نزاری شما عمر چہ دہ چہ صد و چہ صد ہزار  
مقصد و نون بزرگوں کا واسطہ یعنی انسان ساٹھ سال جیا تو کیا اور سو سال  
جیا تو کیا، اُسے چاہیے کہ جو کچھ کرنا ہے اسی تھوڑی سی مہلت میں کر لے اور طویل عمر  
کے غم میں نہ پڑے۔

## مناظر

### رات کا منظر

صوفی گردوں چو بخت نشت	کر د فلک سجہ پرویں بہت
طرہ ظلمت ز نسیم ہبار	مشک فشاں شد چو لب وزہ دا
دہر پر از غالیہ سودہ گشت	دام و دواز تگت دل سودہ گشت
چشمہ خور برد ہر خانہ تاب	تا قن آورد ہر دیدہ خواب
مردمک چشم کساں تابروز	کر دز مرقاں در خودیخ دوز
سایہ فگن خاک بحسب زیں	چرخ شدہ سانشین ز میں
جن ملک ہر دوشہ گوشہ گیر	دزد و عس ہر دوشہ گوشہ گیر
زاں شب فرخندہ کہ میوں شدہ	پوم چو طاؤس ہایوں شدہ
از اثر نور شریانشین	مرغ میجا شدہ خورشید بین

## طلوعِ سحر

مرغِ سحر گشت چو تبیجِ پاک	یا نگِ موزنِ بفلکِ شذ خاک
خلوتیِ شرقِ برآمد ز دور	بر کتفِ افگندہ مصلائے نو
صبحِ کہ شد نور بیدارش گوا	زد قدمِ صدقِ بردے ہوا
جنشِ پاکاں سے محرابِ گشت	چشمِ مگال پر دہ کشِ خوابِ گشت
شبِ پرہ از گنبدِ فیروزہ گوں	رفت یہ فروالہ گنبدِ وروں
بوم کہ در رفت چو دزدانِ بباغ	در د سرخوشِ شذاز کوپِ زارِ غ
مرغِ سحر خیز نو ابر کشید	زمزمہ تر ہوا بر کشید
باد کہ بر لالہ و گلِ پائساد	رقصِ کناں رقصے بصرِ انساد
تازہ شد از ابر بباری چمن	خندہ زو از یادِ ریاحینِ سمن
ابر کہ از باد و زراں شد ستوہ	بست سرا پر دہ بہ او تاد کوہ
سرخِ مشرقِ زائقِ رونود	ہمچوئے سرخِ ز جامِ کبود
شاہدِ صبحِ از رخِ لعلِ و سپید	داد حریفانِ طربِ را نوید
کر دغخِ رود بریشمِ زناں	گشت رواں جامِ صبوحیِ خورل
نادرہ صبحی کہ ہمہ ماہ و سال	شد ز دشِ فرخ و فر خندہ فال
مرغ کہ آہ از دلِ غمکشِ زدہ	در جگرِ سرخِ گلِ آتشِ زدہ

بلبل نالتد ز غم دیده تر      سینه ز آواز خراشید تر  
کبک و گیتو تر نفیس آمده      زان وزغن درجم و زیر آمده

## بهار کی بهار

باغ در ایام بهار ان خوش است	موسم گل با بهار ان خوش است
چون گل نور و رنگت نافه باز	نرگس سرست در آید بناز
سبز بر آرد خط عاشق فریب	از دل بنیده ریاید شکیب
برگ شود بر گل تسرین فرخ	آب چکد را بر باند ام شاخ
سر و تر اندام ز لطف صبا	از خرب تار بپوشد قبا
تازه شود لاله چو رخسار دوست	غنچه نو خیز بگنجد بر پوست
بر رخ گل غازه کند لاله زار	جلوه کنان دست بر آرد چنار
از خط سنبل که مغنیر شود	خاک چمن خالیه تر شود
ابر گوید بر رخ بوستان	باغ بخندد چو لب دوستان
تا بندد بر جگر لاله داغ	گل همه از باد فروزد چرخ
بطه ترانه که پرود آورد	فاخنگان را بسرد آورد
گر چه کند مرغ زمستی خروش	نیز تند بر سر گل پا بپوش

## خزاں کی پُچار

خندہ فراموش کند لالہ را	باز چو گل رخت بریزد ز خار
غنچہ بہ بند دلب شیریں کشد	یاغ دہد حلقہ رنگیں بباد
در ورقِ لالہ شکست افتد	سر و سرافراشته پست افتد
پر شکند فاختہ از شاخ خشک	نافیہ تگوفہ نہ دہد بوسے مشک
بید بیار و بسیر سبزہ تیغ	مغ خورد بر گل نرسد یرغ
خشک شود در جگر لالہ خوں	نسترن از شاخ در افتد گول
زرد شود سبزہ چو گل خوردگان	سرد شود چشمہ چو انسر دگان
کتر دمہ دیدہ عجب سر شود	شاخ بنفشہ کہ زیبا بر شود
شاخ دہد مژدہ ہینم فروش	برہنہ گرد و چین حلقہ پوش
سایہ بہر ز سر یا سین	خنجر سوسن چو فتد بر زمین
خار نثار دسر نرسد بہر	ابر نیار دگر نہ آید بہر

## خلاصہ کلام

مثنوی مطلع الانوار کے متعلق مجھے جو کچھ عرض کرنا تھا وہ صفحات بالا میں پیش کر چکا میں شروع ہی میں کہہ چکا ہوں اور اب آخر میں بھی اُسے دہرانا

کہ میں نے کتاب کے معافی و محاسن کے استیعاب کی مطلق کوشش نہیں کی۔  
 نہ اس کی ضرورت تھی، اور نہ یہ میرے لیے ممکن تھا۔ حضرت امیر خسرو درحقیقت  
 ان انسانوں میں تھے جن کو غلاق علی الاطلاق کی بے انتہا قدرت کا عجیب و غریب  
 نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

وہ فطری شاعر تھے۔ انگلستان کے مشہور شاعر اور ”ہومر“ کے مترجم  
 پوپ Pope (۱۶۸۸-۱۷۴۴ء) کی نسبت کہا جاتا تھا کہ

“He lisped up in numbers, for

the numbers came” (یعنی آمد کا یہ حال تھا کہ تسلا کر بولنے کے زمانہ

میں بھی وہ نظم ہی میں بولتا تھا) بلاشبہ پوپ بڑا شاعر ہے اور اوائل ہی سے  
 اس کے اندر شعر گوئی کا مادہ اور رجحان پایا جاتا تھا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ۱۷۴۴ء

یعنی ۲۲ سال کی عمر سے پہلے کے اس کے کسی کلام کا پتہ نہیں ہے۔ انیسویں صدی  
 کے نامور انگریزی ادیب اور مؤرخ مکالے (Macaulay) کے  
 متعلق بھی مشہور ہے کہ وہ آٹھ برس کے سن میں شعر کہنے لگا تھا لیکن اس سن کے

کلام کا کوئی حصہ محفوظ نہیں ہے (حال آں کہ پوپ اور مکالے دونوں کا زمانہ  
 ”تاریخ کا زمانہ“ ہی) بخلاف اس کے امیر خسرو کی صغریٰ کا ایک پورا دیوان  
 ”تحفۃ الصغر“ کے نام سے محفوظ ہے، چنانچہ اس دیوان کے دیباچہ میں وہ خود  
 لکھتے ہیں کہ مجھے اوائل عمر ہی سے شعر گوئی کا فوق العادہ ذوق تھا۔ جب

خواجہ اعز الدین سے پہلی بار ملاقات ہوئی تو انہوں نے امتحاناً چار لفظ <sup>نو</sup>  
 (بال) ، بھینٹہ ، تیرا و رتر پڑھ لیے تاکہ جن میں باہم بظاہر کوئی ربط نہیں تصنیف  
 رباعی کی فرمائش کی۔ میں نے فی البدیہہ ذیل کی رباعی موزوں کی ۵

ہر موٹے کے درد و زلفاں صم <sup>ست</sup> صد بھینٹہ غنبریں دراں موی صم <sup>ست</sup>  
 چوں تیراں است دلش را زیرک چوں خر پڑھ دندانش درون شکم <sup>ست</sup>

اس واقعہ کی تصدیق یورپین مشرقین نے بھی کی ہے۔ ان کے شاعر  
 کمال کو دنیا تسلیم کرتی آئی ہے۔ پڑگو لیے ہیں کہ اشعار کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی  
 ہے۔ بدیہہ گوئی کا یہ عالم ہے کہ تین ہزار تین سو چوبیس بیت کی مثنوی (مطلع الانوار)  
 بے تکلف دو ہفتہ میں کہہ ڈالی۔ کل خمسہ جس کے اشعار کی مجموعی تعداد تقریباً  
 اٹھارہ ہزار بیت ہی تین سال میں پورا کر دیا، حال اں کہ شاعری ان کے لیے  
 محض تیسرے درجہ کے مشاغل میں تھی مقابلہ نظامی کا تھا جو اپنے فن کے امام  
 ہیں، سوائے شغل شعر کے اور کوئی فکر نہیں رکھتے تھے، اصناف شعر میں محض مثنوی  
 گوئی کو اپنے لیے مخصوص کر لیا تھا۔ اور باوجود تقریباً سو اسو سال گزر جانے کے  
 کسی اور شاعر نے اس مقابلہ کی جرات نہیں کی تھی۔ چنانچہ ان تمام واقعات کو متروک  
 ایک موقع پر یوں بیان کرتے ہیں ۵

(نظامی کی حالت)

اوزان ہمہ فکر گو ہر آمائے ننہا و بروں ز یک روش پائے



صد تر سخن چو شکر و شہد      ننود مگر بختوی جس  
کوشش ہمہ در سخن لگالی      خاطر زہر التفات خالی  
بارے نہ یہ دل مگر ہمیں بار      کارے نہ دگر مگر ہمیں کار  
از ہر لکے و نیک نامے      اسباب معاشن را نطاسے

(خود اپنی حالت)

مسکین من مستند بے ہوش      از سوختگی چو دیگ در جوش  
شب تا سحر از صبح تا شام      در گوشہ غم نگیرم آرام  
باشم ز برے نفس خود لرزے      پیشے چو خوں سادہ بر پائے  
تا خوں نہ دوز پائے تا سر      دستم نشو و ز آب کس تر  
مردے کہ دہند منت داد      واں رنج کہ من بر ہم ہمداد  
با چندین شغل خاطر آشوب      چندیں بر نو دہم ز یکا چوب

نثر کلام کی مقدار بھی طیر العقول ہے۔ بلند پایہ اس درجہ ہیں کہ بڑی بڑے استاد اور نقاد باوجود وسیع بلیغ ان کی گرد کو نہیں پہونچتے۔ مع ہذا سہل گو بھی اتنے کہ چھوٹا قن تک کو نہال کر دیں۔ فن شعر میں وہ اہل ایران تک کے نزدیک نہ

۱۷ حضرت امیر خسرو کی ہم عصر نئی میں چھوٹا نام ایک ساقی (دیکھ فروش) بھی ایک وزن (تقریباً ۱۷۰)

صرف مسئلہ استیاد ہیں بلکہ صاحب ایجاد ہیں۔

علوم نقلیہ و عقلیہ کا معلوم نہیں وہ کون سا شعبہ ہے جس میں ان کو درک و افہام نہ ہو۔ کلام میں جس علم اور جس فن کا ذکر کرتے ہیں، ایسی صفائی اور روانی کے ساتھ کرتے ہیں کہ کہیں رکنے اور بند ہونے کا نام نہیں لیتے۔ حتیٰ کہ بعض فنون میں ان کے ایجاد موجود ہیں۔ اس وقت کی کوئی علمی زبان ایسی نہ تھی جس کے وہ ماہر نہ ہوں بعض موقعوں پر انھوں نے سنسکرت زبان کی خصوصیات اور صرف و نحو کے مسائل اس نہج پر لکھے ہیں کہ صرف واقف کار ہی سے اس کی توقع ہو سکتی ہو۔ تصوف کے اندر آپ کے پایہ گراں مایہ کا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت محبوب الہی سلطان الاولیاء کے مہمان خاص و مقربان باخلاص سے تھے جن کے ”سینہ سوزاں“ پر مرشد گونا گونا تھا اور حضرت کی درگاہ و بارگاہ سے ”ترک اللہ“ کا خطاب حاصل۔

بحر سیاست کے ایسے بے باک خواص و تیراک تھے کہ سات سلاطین کے

(ذیقہ حاشیہ صفحہ ۵۶)۔ اس نے فرمایش کی کہ میںاں خسرو ب کی ٹکیں ملایا کرتے ہو، کوئی تنگ میری

بھی ملا دو۔ اس پر آپ نے فی البدیہہ کہا۔

اوروں کی چوہری بابچہ چھو کی اٹھ پھری باہر کا کوئی آوے ناہیں آویں سائے شہری

صاف صوف کر آگے رکھے جاہیں ناہیں توسل اوروں کے جہاں سینک سماجے چھو کوٹھاں مل

(یعنی ایسی گاڑھی کہ ”سینک کھڑی رہے“ یہ غاورہ یہیں سے لیا گیا ہے)

درباروں میں بار سوخ باریاب رہے۔

خسرو کی ان تمام مختلف و متنوع حیثیتوں پر غور کرنے سے شاعر کے اس  
قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

لیس من الله بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

اور اس لیے کمالات خسروی کے استقصا سے اپنا عجز تسلیم کر لیا ہی تہی

نے سوئے تو دعویٰ طاعت بریم

عاجزی خود بشفاعت بریم

البتہ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی نسبت نہایت اختصار کے ساتھ

چند آستان فن و تقادان سخن کی رائیں نقل کر کے ”یہ مقدمہ“ طے کر دیا جائے۔

صفحات بالا میں کسی موقع پر ان چند اساتذہ کے نام بتائے گئے ہیں

جنہوں نے نظامی کے مقابلہ اور خسرو کے تتبع کی کوشش کی۔ ان کے

علاوہ جلال اسیر، وحشی، خزین اور قاضی بھی قابل ذکر ہیں۔ اور اگر اس

فہرست کو مکمل کرنے کی کوشش کی جائے تو ناموں کا شمار کم از کم ششتر تک

پہنچے گا۔ بہ لحاظ زمانہ یہ سلسلہ خواجہ کے کرمانی (سنہ وفات ۳۵۵ ہجری)

سے شروع ہو کر عبدالرحیم دہری (سنہ وفات ۱۲۵۴ ہجری) پر تمام ہوتا ہے۔

گویا اتنے کثیر التعداد و داغ و قلم سوا پانچ سو سال کی طویل مدت تک برابر سرگرمی

و جلال رہے، اور یہ واقعہ بجائے خود بہت بڑا ثبوت ہی امیر خسرو کے کمال کے  
مسلم ہونے کا۔ تاہم اصل الفاظ کا اعادہ بھی یقیناً خالی از افادہ نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہوں۔

(۱) امیر حسن علاء بخاری

خسرو از راہ کرم پسندید      آں چہ من بندہ حسن می گویم  
سخن چوں سخن خسرو نیست      سخن این است کہ من می گویم  
(۲) ضیاء برنی

”امیر خسرو، خسرو شاعران سلف و خلف بودہ است۔ در اختراع معانی و  
کثرت تصنیفات غریبہ نظیر نہ داشت۔ و ہر چہ نسبت طبع لطیف و موزوں کنذاری تعالیٰ  
اور ادراک منہ سرآمد گردانیدہ بود۔ وجودے عظیم المثال آفریدہ و در قرن متاخر  
از نوادرا اعصاب پیدا آوردہ“

(۳) خواجہ جوئے کرمانی

سو ختم این نخلچہ خسروی  
در طبق مہربت مولوی

(۴) کاتبی نیشاپوری

میر خسرو را علیہ الرحمہ شب دیدم خواب  
گفتم این عہمت ترا یک خوشہ چین خرمن است  
(الح)

تاہم اس سے ان شعرا کے رجحان طبع کا حال معلوم ہوتا ہے۔

یورپین مورخین و مستشرقین میں سے سر سہری الیٹ، ڈاکٹر اسپرنگر اور ڈاکٹر  
ڈنیزن راس قابل ذکر ہیں جنہوں نے امیر خسرو کو ہندوستان کا مشہور ترین فارسی  
شاعر اور باکمال موسیقی داں تسلیم کیا ہے اور ان محدود سے چند مشہور عالم سخن جو  
میں شمار کیا ہو جن کا نظیر مادر گیتی بہت کم پیدا کر سکی ہے۔

یہ تو حضرت امیرؒ کے تسلیم کمال کا ثبوت پہلو ہے۔ منفی پہلو یہ ہے کہ جن شعرا نے  
کسی خاص سبب اور خاص خیال سے، امیر خسروؒ کی تنقید کی ان کو زمانہ اور عام  
رئے کی تائید حاصل نہ ہو سکی۔ پھر جن استادوں نے مقابلہ کا حوصلہ کیا (اور عہد  
میں اور بہت سوں نے کیا) ان میں سے اکثر سے تو پوسے خمسہ کی تکمیل بھی نہ ہو سکی  
اور جن محدود سے چند نے ایسا کیا ان میں سوائے ملا جامیؒ کے کسی کو قبول عام کی  
سند نہ مل سکی۔ چنانچہ ”عرفی کی شنوی“ مجمع الابکار کی نسبت آذر صفہانی نے لکھا:  
”عرفی در باب استعارہ اصرار دارد“۔ بعد سے کہ مستمع از معنی مقصود غافل می شود  
از ان جملہ شنوی کہ در برابر خزان الاسرار گفتہ شاید بر بے وقوف مشتبه شود، اما  
استاد ماہر می داند کہ بسیار بگفتہ۔“ اسی شنوی کے بارہ میں حکیم بہام کا قول ہے۔

عرفی مادر غزل استاد بود      خانہ خراب و دہش آباد بود

شنویش طرز فصاحت نہادت      کان نہک بود و ملاحظت نہادت

شنوی ”منع الاتہار“ قتی و قطوری نے (چو در بار و کن کے ملک اشعرا تھے)

مل کر لکھی تھی اور ایک بار شتر انعام پایا تھا۔ جب ذہنی سے فرمالیش ہوئی تو اس

نے یہ رباعی نکلے کر بادشاہ کی خدمت میں گزرائی ۵  
 دردمخ و تنایت اسے شہنشاہ دکن معذورم دارا اگر گفت ”مخزن“  
 پسند کہ بر یک شتر زر گیرم خونِ دوہزار بیت بہ در گردن  
 جلالِ سیر کی شنوی کی نسبت والدہ داعستانی کا خیال ہے کہ ”بعضے ابیاتش  
 از لباس معنی عور ماندہ“

زلالی کی شنوی ”حن گلو سوز“ کے متعلق رائے ہے کہ ”زلال افکارش  
 اکثر دوا مینست“

شہید اکی شنوی ”دولت بیدار کے بارہ میں“ ریاض الشعراء میں ہے کہ ”اکثر  
 اشعارش ماخوذ از دیگران ست، نہ اس کے بعنوان توار و لیکہ دریں امر عابد و مصرعہ  
 حکیم ابوالفتح کی شنوی ”مظہر الاسرار“ پر ظاہر ہے یہ فقرہ چست کیا تھا کہ ”اسرار خفیہ  
 در آں درج ست۔ چوں فقیر قابلیت فہم آں معانی ندارم اکثر ناہمیدہ ماندہ خداوندی  
 دریافت آں کرامت کند“

زاہد نے میر علی کو اپنی شنوی سنائی اور بسم اللہ کی تعریف میں یہ شعر پڑھا ۵  
 کنگرہ سین چو خداں شدہ  
 خندہ ادا زین دنداں شدہ

تو میر صاحب نے فرمایا کہ کنگرہ سین کیا تھا اسے شعر پودہ دیوار خندون

فیضی نے اپنی مثنوی ”مرکز ادوار“ میں حسب عادت ایجاد معانی و اختراع  
مطالب کے بڑے بڑے دعوے کیے ہیں۔ چنانچہ کہتا ہے ۵

قطع نظر کن ز خیال دگر      زان کہ سپر خوانہ نگر د پسر  
ہر چہ خدا داد بہ آں شاد باش      طالب معنی خدا داد باش  
مگر ثانی نے ایسے یوں نشانہ کیا کہ ۵

چند زنی لاف کہ در ساحری      سامریم سامریم سامری  
دعوے ایجاد معانی مکن      شمع نہ چرب زبانی مکن  
طبع تو ہر چند در ہوش زد      یک سخن تازہ نشد گوش زد  
انچہ تو گفتی دگر اں گشتہ اند      دُر کہ تو سفتی دگر اں سفتہ اند  
خانہ کہ از نظم بیارستی      آب گلش از دگر اں خواستی  
سقت ہنقش کہ در اں خانہ است      نقش دے از خامہ بیگانہ است  
طبع تو دارد دروش باغبان      ساختہ باغے ز نہال کسان  
سبزہ آں باغ ز راغ دگر      ہر گل رعنائش ز باغ دگر  
غچہ آں گرچہ رواں پرورست      یک ز خون جگر دیگرست  
یک سخن از نظم تو بود درست      مضحکہ ایں سخن نظم تست  
گرچہ پروے تو نگوید کسے      عیب تو پیش تو نگوید کسے  
لیک بہ غیب تو طاعت گراں      انجمن آراء سخن پرور ایں

شعر ترا گر مہیاں آورند      عیب تو یک یکتا ہاں آورند  
شعر ترا پیش تو تحمیں کند      وز پس تو لعنت و نفریں کند

## ختم سخن

یقین ہے کہ ان تمام رایوں پر مجموعی حیثیت سے غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر  
پہنچنا ضرور سہل ہو گا کہ سوائے خمسہ خسروی کے خمسہ نظامی کو کوئی نہیں پہنچتا، اور  
خمسہ جامی اس سے دوسرے درجہ پر ہے۔ رہی ایک کی دوسرے پر ترجیح اس کی نسبت  
خود حضرت امیر نے جو ایک سے زیادہ مواقع پر فرمایا ہے اس پر اکتفا نہ کرنا احادیث  
سے گزرا ہوا۔ و آخر دعویٰ ان الحمد للہ رب العالمین ۛ

جام سے ساختم از خون خویش      نے تخم مسر کہ کہ کند سینہ ریش  
دو ویر آوردہ ام از جاں نگار      تار قمی کردم از نیاں نگار  
زانبوہے رفرت رو گوہریں      جانہ کہ انگشت ہند کس بریں  
سفرہ چو در پیش گہ خوان رسد      پیشتر از کاسہ نکداں رسد  
چوں قلم آراستن نامہ حبت      خال نہد بر رخ ناخن نخت  
دُر کہ دریں سینہ نہاں دشتم      یک بیک از دل بزباں پاشتم  
گر بدو گرنیک فلکندم بہ پیش      خواہ کش رخ کن خواہ پیش  
ہرچہ دلم رنجت دریں حقہ دُر      قطرہ نم بود ز دریا کے پُر



باقی الا تمام علی اللہ فحسب	من کنم آنچه از دلم آمد کسب
آبِ رواں بے غش و خاشاک نیست	نظم کس از عیب و ہنر پاک نیست
بے ہنر از عیب کند زوچہ پاک	چشم ہنر بین بود از عیب پاک
کار خاں نیست مگر خار خار	رسم بزرگاں بود انصاف کار
کے شود از سرزنش خصم خرد	دل چو ہمہ دُرِ بزرگم سپرد
چاشنی بادہ بروں دادہ ام	ایں دور قمش نم خوں دادہ ام
ہم بیکے چاشنی بادہ خوش	ناکتم آں را کہ بود بادہ کشش
تا نکشم کن مکن از صد بروں	مایہ بیکے دادہ ام از صد بروں
آنکہ کم از ماست از و کم نہ ایم	گیر کہ حاجت فراہم نہ ایم
گزر نیے پختہ ام ایں دود پخت	دیر شود پختہ چینی زود پخت
و آنکہ حرامش کند اورا حرام	ہر کہ خورد بادہ حلش بحرام
نامہ سیدہ کردم دودیدہ پید	ہر چہ درین شعدہ بستم امید
ہیچ ندانم کہ چہ گویم جواب	روز قیامت کہ کنندم خطاب
ہم تو بیا موز جواب خودم	یارب از آئین صواب خودم
بوئے علیک رسد و السلام	بو کہ ز نرہبت گیر دار السلام

محمد مقتدی خاں شروانی

علی گڑھ : ۹ شعبان المعظم ۱۳۲۴ھ  
مطابق ۲۳ فروری ۱۹۰۶ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایں برج و قایق کہ مطلع انوار الہی ست ایں برج  
حقایق کہ مجمع اسرار نامتناہی ست از ثنائے  
مالکِ یوم الدین تحت الکتاب یافت الحکمۃ

رب المین

خطبہ قدس ست بلک قدیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم
زائچہ حکمت تو تسیم راز	نہست مگر ایں رقم جاں نواز
شمس نہ منظر ہر دوسراے	مطلع دیباچہ وحی خداے
نامہ لاریب چہ دریا ست ایں	بر سر ایں نامہ چہ طغر ست ایں

آن کہ زجان زنده برآرد نفس  
 فاتیحہ خداست و بس  
 حرف آہی چو برآرد علم  
 زہرہ قلم را کہ نہ گرد دستم  
 عقل ازین گنج نثار و کلید  
 وہم بریں پایہ نیار در سید  
 ور کند اندیشہ دین رہستیز  
 دست سیاست زندش تیغ تیز  
 معرفت ارجوید ازین پردہ ہا  
 شمع غیرت کندش سنگ سا  
 سہل بود ہر کہ بدو حرف کن  
 از ملک العرش چہ <sup>نہ</sup> سنجید سخن  
 حرف کماش ز خط کبریا  
 قہر زده بردہ ہن نبیا  
 ہا صفتش پردہ نشیندہ تر  
 کورتر آن دیدہ کہ بنیندہ تر  
 کے سخن او بجد مردم ست  
 زین دم بادے کہ تو ان گرفت  
 زین نفے کو ہرے تم گست  
 سکہ حکمش ز تیز برون <sup>نہ</sup>  
 عرصہ کہ ہستی ہم <sup>نہ</sup> سنجید درو  
 عرصہ ملکش ز تصور برون  
 زان نمطے کا مدازو نقش کس  
 میوہ ہماں ست کہ دریافت ہر  
 ہرچہ نوشتہ خط خویش اندر  
 لیک سیر موسیٰ گنجید درو  
 زان نمطے کا مدازو نقش کس  
 میوہ ہماں ست کہ دریافت ہر  
 ہرچہ نوشتہ خط خویش اندر

نہ فاتیحہ نہ بدان نہ ہیں پایہ ندارد نہ تاکہ برو - نہ تاکہ بدو  
 نہ گنجید نہ چہ گنجید نہ کورترین نہ چشم نہ ازو نہ دوم و بادے  
 نہ ازو نہ عاقبت نہ انے بہ زین نہ پایہ نہ انے زان نہ آماجہشتہ نہ بازخوا

دیده کن کور دلانِ خیال	سرمه کش دیده و رانِ کمال
معرفت آموز شناسندگان	معصیت آموز ہر سندگان
پردہ کش جلوہ گرانِ نیاز	پردہ در پردہ نشینانِ راز
شمع نہ زاویہ بے کساں	روزی رسانندہ روزی رساں
عقہ کشتاے دل ہر غم کشتہ	نشا دکن سینہ ہر ناخوشہ
مونس اندیشہ بے چارگان	خانہ بر اندازِ ستم کارگان
نیت خداے بحر آں بے نیاز	کوست خداوند و خداوند ساز
زندہ باقی کہ جہاں فسرید	کے مرد آں زندہ کہ جاں آفرید
آں کہ بود خالقِ موت و حیات	مرگ بر دچہرہ کے آید بذات
نیت ہر آں بہت کے ارتکاست	کو ہمہ نسبت کند ہر چہ بہت
از دستِ ہفت چہا آفریں	یک نقشِ رست ہزار آفریں
خیمہ شش گوشہ برا ختر کشید	چار و تدرابر سن کشید
نہ تنق از اموج ہوا کردہ نشتر	دامنِ شاں بستہ بدامانِ حشر
ہر فلکے را کہ بر آراستہ	از پے کارِ دگر آراستہ
ہر قدسے ساخت بہ آب دگر	در تہ آں رختِ شراب دگر

نارساندہ روزی ۱۱ مؤخر بموجب ۱۲ مقدم بموجب ۱۳ کوست خداوند - خداوند  
 نہ آرد بہت ۱۴ آرد نہشت ۱۵ وز ۱۶ دو حرف کن ۱۷ ہفت ملاز آبا سجد و چہار  
 کنایہ بہت از امامت علی ۱۸ نہابر ۱۹ بہت ۲۰ قح از بہت ۲۱ آبر آب ۲۲ شرابے

کرد بصر از پست مردم بپای	ایں گهری خانه مینا خانه
ز حسن تقویم شمارش نهاد	تخته خاکی بکنارش نهاد
انجمن خاک بمر دم گماشت	کو کبه چرخ بانجم گماشت
طرفه که نه بحر بیک قطره در	ساخت ز یک قطره چو آدم گهر
تخته هر دل ز زباناں بر کشید	شفقه هر پوست بجاں در کشید
ملک سخن تیغ زباناں را سپرد	دور خورشید جاں را سپرد
روشن از کاسه سرها فکند	از فردا ز دشت چراغ بلند
چشمه جاں را ز بقا آب داد	دیدہ دل را ز بصر تاب داد
کرد تیر چتر سیاه بادشاه	مردم دیدہ بسپید و سیاه
مهره کش حق مینا شدیم	نور بصر داد که مینا شدیم
عنصر یار را بر باعی ستود	انوریان را ره شعری نمود
نه در نشان خازن هزده هزار	ز آب و گل آریست فراوان هصا
پنج بر دس سوسه در دس نیز پنج	قلعه نین داد بدہ کار سنج
دزد اجل را همه درها کشاد	پاس خس در همه سرها نهاد
هر چه بر آورد فردا برد باز	هر چه که شد زنده فردا مرد باز
اولن الملک برآورد بلند	تا همه لها بود آخا به بند

نمایانماید که مینا خانه که گزشت از مردم که زبان را چرخ نه به بقا نه کرده از نظر  
نمایانماید که مینا خانه که گزشت از مردم که زبان را چرخ نه به بقا نه کرده از نظر

مناجات اول در اولیت وجود واجب الوجود و اولویت  
 سجود سوسے حضرت باب المعبود و صفت دست قدرت  
 کہ نہ خاتم فلک در صبح صنع او گردان ست و بحر آدمی  
 کہ نہ محیط را بیا شام و اگر قطرہ در گلو گیرش حیران ست

پہچ ترا از پہچ بدر گاہ تو	لے دو جہاں فرہ از راہ تو
شام عدم صبح وجود از تو یافت	پشت فلک طوق سجود از تو یافت
بار کہ اِنَّ اِلَیْکَ اِیَّاب	یافتہ از در گیر تو فتح باب
و آنکہ ہمہ نیست کند ہم توئی	ہست کن ہر چہ بعالم توئی
جام بقا بخش در اں میتیم	چوں ز قنائیت شود ہر میتیم
صورتے از نیست بروں آمدہ	من کہ بوم خاک بوں آمدہ
از خود و ہستی خودم شرم باد	گر کنم از ہستی خود با تو یاد
آدمی فانی و معدوم کیست	گر ز تو موجود نباشد ہر نیست
کو ز قفای عدم گشتہ نیست	چوں سر دعوی کشاں کہی نیست
ز ان تو گوئیم کہ مطلق تراست	ہستی مطلق کہ در حق تراست

لا شیع زہ ہو زہ گز نہ قدرے نہ گشت زہ آں ز تو گویم لا الحق

فکرت مارا سوے تو راہ نیست  
جز تو کس از سر تو آگاہ نیست  
جز تو زباں را کہ تواند نهاد  
ہاے ہویت کہ تواند کشاد  
راز تو بر لبے خیراں بستہ در  
با خیراں نیز ز تو بے خبر  
وصف تو از اندازہ دانش نژاد  
کار تو ز اندیشہ مردم برد  
حکم ترا در خیم این نہ ذرہ  
رشتہ در از ست گرہ برگرہ  
ہیچ کس از پیچ کندت نہ بست  
جل قضای تو کہ یار دوست  
ایں ہمہ دندان کو اکب بگاز  
یک گرش را نہ کشادند باز  
گر ہمہ عالم ہم آیند تنگ  
بہ نشود پایے یکے مورنگ  
جملہ جہاں عاجز یک پایے مو  
واسے کہ بر قادر عالم چہ زور  
بہ کہ بہ بیچارگی جان خویش  
معرف آیم بہ نقصان خویش  
بر درت اے مایہ دہ زندگی  
پیشہ ما چیت بجز بندگی  
سوے تو نے دعوی طاعت برم  
عاجزی خود بشاعت برم  
مناجات دوم در نیار بندہ کہ اثر نعمت در تیراوست

طلب ہیئت کہ آیتِ حمت ہمراہ اوست جستن

لا بر تو	لا در تو	لا کشاد	لا از	لا ہر دوں
لا نژاد	لا ہیچ	لا سخت	لا آرد	لا ز بیچارگی
لا از جان	لا کے			

امانِ نفسِ سیس گم دن کش از احتراقِ بانه آتش و

خواستن دستِ مطلقِ حجتِ قهار و دینِ یو کشت

اے بنوازش در خود کرده باز	از من و از طاعت من بے نیاز
نفس مرا کوست سزا کد گشت	گر نه نوازی تو که خواهد نواخت
گم شده گانیم درین تنگ نای	ره تو نمائی که توئی رہنمای
گرچه بزنجیرِ درکت در خورم	طوق ده از سلسله کوثرم
ده بصراطِ قدمِ مستقیم	تا زل آں سوئے گرایم سلیم
در ره اسلام دلم بخش نرم	دیدہ از آن نرم ترم ده ز شرم
بنیش من تیره شد از کار خویش	سرمه سپیدم ده از انوار خویش
دیو بس انبوه و پریشان تنم	بدرقه ده که برایشان زخم
ایں دل آلوده که خون من است	فریادِ دیو درون من است
در ره خویشم روستی بخش تیز	تا کنم از خویش بسویت گرین
زین دم غفلت که در دم گرفت	نفس بوں گیر ز بونم گرفت
قوتِ شیریم چنان ده بچنگ	کا ہوئے من باز رہ زین لنگ

نادر ۱۲ ہم تو نوازی که توانی نواخت ۱۳ جز تو نواز که تو دانی نواخت ۱۴ ہم تو نوازی که تو دانی نواخت  
 ۱۵ طبعه دوزخ جحش درکات ۱۶ تا که ہاں سوئے نہ دے ۱۷ انبوه پریشان نہ تینم  
 ۱۸ از نیم ۱۹ زین ۲۰ در ره خود روشنی



آنچہ بود صحت کار من      دور مدار از من و کردار من  
 تا ندید فضل تو باران فراخ      کشتہ کس بر بندہ نیم شاخ  
 تخم عمل دہ کہ بکارش برم      انبر کرم بخش کزاں ہر خورم  
 کستم ازاں ابر پر آوازہ کن      گلشن امید مرا تازہ کن  
 آن علم بخش کہ بے گفتنی      پیش تو آرزو بہ پذیرفتنی  
 چون بحساب عمل افتد شمار      حکم بدستور رعایت سپار  
 حرف سیاهم کہ وبال من ست      سلسلہ گردن حال من ست  
 از رسم عفو دم نشاد کن      خطا نام دہ و آزاد کن

مناجات سوم در ترصد دیدہ امیدوار بر قضاے

قضاے ربانی و توقع بنعم جاودانی از عطاے عطا

سبحانی تسلیم کمان خلقت خویش بقبضہ ارادت قائ

کونین کشیدن سهم سعادت از کیش صاحب قاب قوسین

صلی اللہ علیہ وسلم

لے ز تو پُر دامن امید ما      و ز کرم نعمت جاوید ما

نابذل نہ وابر نہ گوشم اداں عدل نہ آرد

چوں تو کشادی در جاویدیم      گنج گشاده کن و رسم بدہ  
 گنج گشاده کن و رسم بدہ      از ہمہ گاہ سوسے تور و تاقم  
 از ہمہ گاہ سوسے تور و تاقم      سهل بود عقل چہ سنجہ مرا  
 سهل بود عقل چہ سنجہ مرا      در لب من نہ ز سر خوان خویش  
 در لب من نہ ز سر خوان خویش      نعمتم آں گاہ رساں بے قیاس  
 نعمتم آں گاہ رساں بے قیاس      زین تن روزی خور و عیال گئے  
 زین تن روزی خور و عیال گئے      زان ہمہ بخشش کہ ز تو سوسے مست  
 زان ہمہ بخشش کہ ز تو سوسے مست      ق گر چہ پیشش نہ بازوے مست  
 ق گر چہ پیشش نہ بازوے مست      تا بنوم در رہ تو ناپاس  
 تا بنوم در رہ تو ناپاس      ہستی خود را بتو دادم ز نام  
 ہستی خود را بتو دادم ز نام      دار براں گو نہ کہ باید ترا  
 دار براں گو نہ کہ باید ترا      کن کن خویش برم یا خداے  
 کن کن خویش برم یا خداے      گئے بود آگاہ ز راز است  
 گئے بود آگاہ ز راز است      حالت من بہ نقش روشنست  
 حالت من بہ نقش روشنست      طرح بہ تسلیم رضایت نکند  
 طرح بہ تسلیم رضایت نکند      حاتم این ست ز غفران تو  
 حاتم این ست ز غفران تو

نہ کے بود امید      نہ گنج      نہ گراے      نہ پات      نہ قدرے  
 نہ کو      نہ منت      نہ جوشم

کار نکویم که چنان کن بدو      آنچه ز تومی سزد آں کن بدو  
 کاخر دم کاخرم آید چو روز      تلو سه جاں شودم سینه سوز  
 راه چنان بر که چو از خود شوم      با شرف دین محمد روم  
 نعت اول کی مکین که فلیک فلک اوست

بیدامی امین که فلیک فلک اوست و  
 بدر نجمین انک لمن المرسلین باران رحمت مارسلناک

### الاحمده للعالمین

چرخ که زین سان عجب آراستند      هر رسول عرب آراستند  
 احمد مرسل که نوشته تسلیم      حمد بنام دے و خم هم  
 نه فلک از نام محمد میقم      هر دو جهان در حدیثش دیم  
 گوے زین برده بچوگان خود      عرصه میدانش ازل تا ابد  
 موج نخستینش ز دریای نو      شسته بساط ابد و رفته دود  
 هستی کوین درین پرده کسیت      ذره چه آگاه که خورشید حسیت  
 زان ازل مکتب دائمی لقب      عقل کل آموخته لوح ادب

نابرد      نه یعنی اضطراب ۱۲      نه روم      نه چرخ کز نیسان      نه صفت آں  
 نابرد      نه نختین که      نه شست

کرده و کیلان قضا و نخست  
 ہر نفس صلا مسلمان ست  
 درس شرف کردہ حسن المآب  
 عین عنایت عطاے کریم  
 عروہ و ثقیف کف نور اود  
 ہشت کشا از کرم و ہفت بند  
 پردہ کش امت شوریدہ کار  
 بارِ جہاں بر دل آں نازنین  
 نامہ کہ آزادی خاص ست عام  
 شاہ ملک شیش جہاں جو داوست  
 اہل ایام در آخور گمش  
 تیغ کشیدہ سلم انداختہ  
 زان و قدم کرد و جہاں پیش رفت  
 پیش رو قافلہ پیش ہیں  
 ماہ دو ہفتہ سپہر جمال  
 مہر نورش بفلک پازدہ  
 ہم بقدم سبق حدیش درست  
 حاشیہ نامہ ربانی ست  
 شیر خور و خوردہ زام الکتاب  
 دال ہدایت برہ مستقیم  
 جبل متین نسخہ فتور اود  
 بند و کشادیش سزاے پسند  
 ضامن آمرزش آمرزگار  
 سینہ چنان نازک بارے جنیں  
 کردہ بتوقع رسالت تمام  
 شمع جہاں تا بفلک دو داوست  
 زاویہ فقر تفاخر گمش  
 فتنہ ز متغیش سلم انداختہ  
 گرچہ پس آمد ز ہمہ پیش رفت  
 مرد مکے یدہ عین لہقیس  
 یافتہ از سبع مثانی کمال  
 صبح ز مہر ش دم بالا زدہ

نا مشور      لے یعنی در ہاے ہشت گاہہ جنت و طبقات ہفت گاہہ دوزخ ۱۲      ز ۳ تبلیغ

زہ جو داد      زہ دو داد

از عرق افشانِ بناگوش و  
 گیسو و رو نور و دغاش بہم  
 از لبِ دینم نئے سبیل  
 گر چہ کہ یوسفِ نمک کم نہشت  
 مردہ او خضر بچوانِ خویش  
 پیشتر از کالبدِ آدمی  
 آدمِ خاکیش چو جولاں گرفت  
 خاکِ بے اربابیتِ مردم بدے  
 چرخ کہ دورا نشن آبا نوشت  
 باد ہمیشہ رو ماسوے او  
 چشمہ خورشید کے قطرہ خوے  
 ابروے او باقرہ نول و اہل  
 بر شکر او گسے جسریل  
 از نمکش چاشنی ہم نہشت  
 نشہ او نوح بطوفانِ خویش  
 دولت او بود برے زمی  
 خاکِ دیش مرتبہ جاں گرفت  
 مسیح میحاجہ تیسیم بدے  
 برد را و کنت ترا با نوشت  
 سرمہ ما خاکِ سر کے او

نعتِ موم معراجِ سلطانِ لائیا کہ قلبِ عشقِ مسندِ والا

اوست شرفِ قبہ نہ فلکِ قریشِ پائے او احمدے کہ

الف باویش و اندتا بر کنگرہ اسری رہت با پستاد و

ناگیسوے او ۲۴ فتنہ ۳۴ دولت جاں ۳۵ اس قطعہ میں شاعر کا دعویٰ ہے کہ ممدوح کی خاکِ رشتہ  
 جاں رکھتی ہے۔ اس کا ثبوت دوسرے شعر میں ہے کہ اگر بت یعنی جسم میں بھی اس خاک کی آمیزش ہوتی تو حضرت عیسیٰ کا لہجہ  
 پر ہاتھ پھرنا زوالِ مرض کے لئے ہوتا، بلکہ حصولِ طہارتِ تیمم کے لئے ہوتا ۱۲ نہ مردم بود نہ بود

## محمدؐ کے کہ والی آخرتِ خواند تا بر سرِ دنیاے دنی پانہا

نیم شبے کاں شہِ گردوں غلام	کرد بدولت سے گردوں خرام
لولہ در عالم بالا فٹاد	غلغلہ در گنبدِ الافٹاد
نہ تنق و نہت صنم خاستند	ہفت و نہ خوشیہاں ہستند
ثباتِ نیٹا دریں انتظار	بانہ زبیروں و دروں بے قرار
خازنِ جنتِ دل بے سکوں	گاہ پروں مدد گاہے دروں
روضہ بر آؤں در غبارِ بخور	ساختہ جارد بے کیسویں حور
حور برہ داشتہ چشمِ سیماہ	گشتہ ز دیدہ دُر ز افشاں براہ
سدرہ و طوبیٰ سے بے چناں	سجدہ کنان در شبِ قدر چناں
بلبل طوبیٰ کے نواز دلبند	رقصِ رادریس و میحاکمند
دہر سدرہ کو قدم کار زد	مرغِ فلک بوسہ بمقتار زد
خاستہ طاووسِ ملائک بکار	باسجہ بالا زدہ طاووس وار
خواجہ چو شمع بہ شستائِ نور	کاشتِ آں پیکِ بشارتِ نور
پیشکشِ آورد بر آتے شکفت	کر دوجہاں یکنگِ میاں گرفت
طرفہ ہما کے کہ پراز نور داشت	بلوے خوش از عالیہ حور داشت

نامہ زاکرت    نامہ سیارہ    نامہ بر آوردہ    نامہ دم    نامہ ساختہ  
 نامہ شمع    نامہ کادشاں    نامہ کو    نامہ ابراں

نون<sup>۱</sup> آریب خوش از مشت<sup>۲</sup> باغ  
 ز آتش خود نه کره را کرد داغ  
 فزوده رسا گفت بفرده پذیر  
 کاورد آهنگ بعرش از سریر  
 شاه<sup>۳</sup> رسل خاست بدین اتفاق  
 برق صفت جیست به پشت براق  
 حرز<sup>۴</sup> کله بست زاو<sup>۵</sup> لے بسر  
 چتر سیه کرد ز اسر<sup>۶</sup> لے بسر  
 از حرم<sup>۷</sup> اول که شد اندر خرام  
 برگزید بیت<sup>۸</sup> بیت احرام  
 وای حرم قدس<sup>۹</sup> چو واپس نکند  
 نور را قصاص<sup>۱۰</sup> مقدس نکند  
 جلوه نمود آستین<sup>۱۱</sup> آن محترم  
 خانه بخانه ز رسم تا حرم  
 گنبد دیگر که ازاں جا نمود  
 بر زبر مسجد<sup>۱۲</sup> اقصی نمود  
 یک تنگ از آن بویه که بزدنت<sup>۱۳</sup> پا  
 چار کره کرد در با هم سجا  
 پس بیکی جنبش<sup>۱۴</sup> آن را هوار  
 بر کره ماه شد آن شسوار  
 مرد ماک چشم<sup>۱۵</sup> قمر شد ز نور  
 ناخن از چشم<sup>۱۶</sup> قمر کرد دور  
 خامه که بخت<sup>۱۷</sup> دیگر نهاد  
 تیر قلم شد<sup>۱۸</sup> بخش سر نهاد  
 چون بگلستان<sup>۱۹</sup> سوم خاص گشت  
 محبت زهره<sup>۲۰</sup> رقا<sup>۲۱</sup> گشت  
 تا چهارم<sup>۲۲</sup> فلک آرد شتاب  
 بود فاعلیده<sup>۲۳</sup> بخاک آفتاب  
 چون علم<sup>۲۴</sup> افراخت به پنجم<sup>۲۵</sup> رباط  
 ترک<sup>۲۶</sup> فلک<sup>۲۷</sup> رفت بسبب<sup>۲۸</sup> بساط  
 در ششمین<sup>۲۹</sup> خانه بخدمت<sup>۳۰</sup> گری  
 بنده<sup>۳۱</sup> ب<sup>۳۲</sup> رسم شد<sup>۳۳</sup> شش<sup>۳۴</sup> مشتری

نون<sup>۱</sup> آریب    نون<sup>۲</sup> آریب    نون<sup>۳</sup> آریب    نون<sup>۴</sup> آریب    نون<sup>۵</sup> آریب  
 نون<sup>۶</sup> آریب    نون<sup>۷</sup> آریب    نون<sup>۸</sup> آریب    نون<sup>۹</sup> آریب    نون<sup>۱۰</sup> آریب  
 نون<sup>۱۱</sup> آریب    نون<sup>۱۲</sup> آریب    نون<sup>۱۳</sup> آریب    نون<sup>۱۴</sup> آریب    نون<sup>۱۵</sup> آریب  
 نون<sup>۱۶</sup> آریب    نون<sup>۱۷</sup> آریب    نون<sup>۱۸</sup> آریب    نون<sup>۱۹</sup> آریب    نون<sup>۲۰</sup> آریب  
 نون<sup>۲۱</sup> آریب    نون<sup>۲۲</sup> آریب    نون<sup>۲۳</sup> آریب    نون<sup>۲۴</sup> آریب    نون<sup>۲۵</sup> آریب  
 نون<sup>۲۶</sup> آریب    نون<sup>۲۷</sup> آریب    نون<sup>۲۸</sup> آریب    نون<sup>۲۹</sup> آریب    نون<sup>۳۰</sup> آریب  
 نون<sup>۳۱</sup> آریب    نون<sup>۳۲</sup> آریب    نون<sup>۳۳</sup> آریب    نون<sup>۳۴</sup> آریب    نون<sup>۳۵</sup> آریب

چوں بھنم خانہ ہنم نشست  
 رشتہ ز تار زحل رگست  
 کرد چو در مسند مشتم ثبات  
 لرزہ در آمد ہمہ ثباتات  
 برہ در افتاد بجو لاش  
 خواست کہ قرباں شود اندر رش  
 ثور کہ بد گوہر پر ویش یار  
 باری گھر کرد پیش شزار  
 خاست دیکر ز دل بے نفاق  
 سود و ور خار پیای براق  
 بر سر طاں چوں دم فسخ نکند  
 گشت پھر از سر طاں بے گزند  
 شیر لیم بوس براق چناں  
 از بن ندان شدہ سہلت کناں  
 در تہ آں ابر جواہر نشار  
 سبیلہ در سجدہ درآمد ز بار  
 سنگ دراکر ترا زو سجد  
 زان کہ بمقدار ترا زو نہ بود  
 گزوم جوارہ ز دم گوئے کرد  
 قوس چو جبریس بہ پیش کشند  
 روضہ بزار چو درود آورید  
 دلو کہ از چشمہ خورشک ماند  
 جوت کہ دریای کفش را پدید  
 کرد سبک پای ز کرسی بلند  
 بر سر عرش آمد و کرسی نگند

لے حکماء سابقین نے فلک شتم کو فلک ثبات مانا جو اس کے لئے ثبات کا کلیہ کہنا یعنی ۱۲ ذی ہجری  
 ۱۲ دروں ۱۲ دوروں ۱۲ ہزار ۱۲ زہ گوئے ۱۲ گوئے برد ۱۲ برد ۱۲ یعنی  
 فی الحال و فی الفور ۱۲ ذی خور



کرد ز پا زحمت نعلین دور  
 چوں قدم بر ترازاں زد قدم  
 بس که دروں رفت در ایوان آ  
 شد بمکان که مکانه نداشت  
 گم شد از آن سال که ز حد بیش بود  
 تن شدش از هستی صورت بری  
 از همه سو خواست جفت خانه خیر  
 پنج همت چوں ز همه سو بنود  
 گشت چنان روی از چشم دور  
 دست بدر ویزه مقصود داشت  
 ناظر دیدار پسندیده گشت  
 یافته عین الله ز عین الیقین  
 او به یقین دیده جمال غریز  
 دید و شنید آنچه نگنجد بهوش  
 حرف نشنید چو ز احمد خدا  
 کرد نماز به نیاز و تمام  
 بود نماز از دے و از حق سلام

لا اهدو لا ارم لا نشده لا احسان لا بنور لا عین لا همه  
 لا سرئی لا جدا لا شداو

بار کہ پشتِ فلک از <sup>نوا</sup> زوئے خمید  
 بر سر خود کرده بدیں سوچید  
 یافته تشریفِ نماز از حسدا  
 آمد ازاں گونه نمازی قبت  
 از سمن دلالتِ آں بوستان  
 داد شامہ بکفِ دوستان  
 آنچه ز سر چشمتہ مقصود بخت  
 نیم کش خود با بویگر ریخت  
 دور کراں ساقی بے جور بود  
 عدل عمر نیز دراں دور بود  
 ز آب چشمتہ کہ دما دم رسید  
 قطره بر آں ابرجہا ہم چکید  
 جام شرابے کہ بہ نیمز خورد  
 جرعه آں جام علی نیز خورد  
 بردگراں داد ازاں خم نمے  
 تا بہ نمی شیفہ شد عالمے  
 اے شدہ مست از کرمت میکشا  
 بلوے ازاں بادہ بہ خمر و رسا

نعت سوم در مخاطبہ حضرت نبی کہ بناے ہر دو عالم  
 از نور نبوت است و نبوت آدم از نبوت او و کریم  
 کہ کافماے کلام اللہ از کرم و کرمیتا و نشانے  
 کافی و حکیمے کہ علت جانے را از الف لے و طیب شافی  
 اے سخت گنج خدا را کلید گوہر آں گنج تو کردی پدید

و زابہ سرگردوں بریں زابہ روا زابہاں نہ رسید نہ نیز بُرد نہ از کرمت بیکیاں

از تو صلائے بہ است آمدہ	نیت بھمانی بہ است آمدہ
غرہ ماہ از خم ابروئے ست	طرہ شام از شکن موئے ست
ماہ بطوق خدمت چوں ہلال	شام بلوغ حبشت چوں ہلال
صبح چو طفلش ز سحر شیر یافت	درت شیراز تو طباشیر یافت
برہ زگیسوئے تو شب تار سوئے	وز خجے تو یافتہ گل آبروئے
خلق گلانی ز گل رخبتہ	تو ز گلانی گلے انجینبتہ
لعل تو گنجینہ رحمن کشاد	چشم تو دروازہ احسان کشاد
از لب توبے علی صدر جاست	جاں نثوان کند چو یسین بجات
ہر قدمت عمدہ ہر دوسراے	ہر سخت غارین وحی خداے
نام تو زائدہ بدوم پایہ خاص	نامہ چارم ز تو با اختصاص
از ظلمت یافتہ حرف صواب	جائزہ ان علینا حساب
پر تو تو مشعل راہ ہمہ	ظل لوائے تو پناہ ہمہ
خادم نہ جگر تو ماہ و مہر	انجسم مسعود در اں نہ سپہر
فرش تو زرداں ز فلک ساختہ	تو ز گیسو علم افراختہ
رفتہ ز فتراک تو ہر بدست	از چہ دو رخ سوئے ہام بہشت

نامہ لہ ہلال پیشیت معرذہ ہونے کے نام ۱۶ اصحاب کا اور ابو ہلال تمیمی صحابی ہیں اور ذو البیان حضرت زید بن حضرت عمر بن خطاب کا لقب ہے ۱۲ ز صبح کہ زہ کہ سحر زہ زگے زہ زگلانی گل زہ امی نہ بنتوان نہ زودوم زہ نام چارم نہ بدہر

از پے آں بام کہ گردوں رست      گوشہ فتراک تو مارا بست  
 ہر کہ فتراک تو کرد اعضا م      کرد بمطرح فلک را بکام  
 قلزم رحمت توئی از بے نیاز      کرد تو نمازی شدہ ہر بے نماز  
 ہر کہ طراز تو بساز و نہاد      نقدِ دو عالم بتر از و نہاد  
 بر مہ گزدان قیامت بدوش      گشتہ ز ذیلِ کرم تہلہ پوش  
 سایہ خویش آنکہ نکردیش نشر      داشتہ از پے خورشیدِ نشر  
 تا چو بسوزیم در آں آفتاب      خود فگنی سایہ بر آں عذاب  
 از عل خویش ندارم امید      بر کرم بست ہزار مہمید  
 رویہ بمان کہ توئی پشت ہاں      ہم ذلِ مادہ بکرم ہم زبان  
 ایں ہمہ گستاخی ما بگناہ      زان سبب بد کہ توئی عذر خواہ  
 تکیہ چو بر مغسم خود کردہ ایم      غم خویش ارچہ کہ بد کردہ ایم  
 قوتِ مادہ کہ پناہندہ ایم      نعمتِ بخشش کہ خواہندہ ایم  
 من کہ بجاں تشنہ جوئے توام      خسروم اما سب کسے توام  
 گرچہ تو پنچو بست کنی ہدیہ راست      لیک گدایاں نہ گزارند خواست  
 خواہشم آنست کہ خواہی غیب      کار زوے بندہ رساند بحیب  
 آرزویم آں کہ برویشمار      مژدہ عفویم دہی از کردگار

نالے ناکردار نہ نزدیک نہ دور      نہ چو ناپڑ نہ کردہ ام نہ غم خور  
 نہ کردہ ام نہ بچوے نہ دہی      نہ نیز نہ آرزوے آں کہ

باد بڑیں مژدہ دلم خوش نفس مژدہ ہسم نیز تو باشی و بس  
 در بحر دریائے ابرار و سحابِ آبدار نظامِ جواہر دین  
 فرید عقدِ لقیین اضاء اللہ تعالیٰ فی سلک المقربین  
 کالہ لثمن بالنور المبین

ہرگز دل دامنِ پیراں گرفت	گنجِ بقا زیں دہ ویراں گرفت
ناصیہ پیر نہ تنہا ست نور	بلکہ جہانے ست ز نورِ حضور
ناصیہ پیر نہ تنہا ضیا ست	بلکہ یکے از صفتِ کبریا ست
چشمہ خورشید نہ تنہا ضیا ست	بلکہ زمیں را نظرش کمیّا ست
ایں کہ مرا هست بخاطر دروں	نقدِ معانی ز نہایت بروں
نے ز خود ایں ملکِ بدیاستم	از نظمِ منعم خود یا فستم
شیخ ام قطبِ حقیقت نظام	خضر و مسیح از دمِ سحبی العظام
آں بولایت شدہ سلطانِ پناہ	دوختہ از ترکِ دو عالم کلاہ
زیر نگینِ عرصہ ملکِ حمش	خطبہ ہب لی رستمِ فاش
دادہ دل از پردگیانش خلاص	یافتہ از با جند یا رخا ص

نعبدا یا ک طرازِ علم      فاخلع نعلیک مقامِ مدم  
 راہِ روئے کو بطریقِ صف      رفتہ قدم بر مدم مصطفیٰ  
 سیرتِ مینوش بدیں پروری      نسخہٴ دیباچہٴ پیغمبری  
 چوں دمِ الہام زدہ کام او      نایب وحی آمدہ السام او  
 عیبِ رآئینہٴ دل روشنش      آئینہٴ از موم نہ از آئینش  
 چشمِ یقینش بہ تماشاے غیب      در نظر او ہمہ صحراے غیب  
 عصمتیانِ حرمِ آسمان      جلوہ کماں در نظرش ہر زمان  
 گاہِ بیانِ زلالتِ شہ      بر بخشش چوں گماں بر شکر  
 چوں ہوا برودہ دو دست دعا      گشتہ ہر نگشت کلیہٴ سما  
 ہر دعائش کہ رود بر فراز      در کہ و بیگہ دیر نہ چرخ باز  
 دست در گنجدہ فلکِ عجیب      دادہ بردن گوہرِ نہاں ز غیب  
 نطعِ فلکِ ہچو زیں خاک او      شیرِ فلکِ آہوے فقر اک او  
 ثنائیِ خورشید بر روی زمین      ثالثِ سعدین بحسبِ رخ بریں  
 در چینِ روضہٴ قدسِ حرام      بر شرفِ مقصدِ قدس مقام  
 بیتِ مقدس شدہ برجِ دُعاش      رکنِ یانی شدہ کنجِ صفاش  
 گاہِ وضو بر سرِ کرسی شست      گاہِ نمازش ز برِ عرش دست

سکہ کا ریش بفرود و اصول	تابع قال اللہ و قال الرسول
عین شریعت بطریقش درست	شرع اگر عین نباشد شرست
ہر چہ حق معرفتِ این فنست	جملہ حق معرفتِ روشنست
ہم تنگ اندہم بریاضت گری	بر سر او چست کلاہ سہری
رہست عصایش چو شہابے برز	دیو کش و بلکہ غرا زیل سوز
زیر فلک قطبے مانہ ہموست	قطبے گویند گنگانہ ہموست
دظہر او زگدا و ملوک	دُشده پیچا دہ بسک سلوک
بردرا و ہر کہ ارادت نمود	زندہ جاوید شد ار مردہ بود
قوت او بردہ زمین قوت را	تافتہ دست ملک الموت را
در تن ہرگز دم او جاں شدہ	نفس کہ دیوست مسلمان شدہ
باو دش تری گل را برد	خاک درش کوری دل را برد
از پئے گمراہی جاننا رقیب	وا ز پئے بیماری د لہا طیب
دل کہ بسر رشتہ فرماں شدش	رشتہ تسبیح رگ جاں شدش
نمتر کہ ہر بر قدش گشت خاک	بموی ہمو از سر سودہست پاک
دادہ ہر سر کلے چرخ سائے	ترک ازو بودہ وزہ از خدائے
زافسر شاہاں کلہ او فر	بر کلش ہائے ہوا شد گرہ

۱۔ پیچادہ کہہ با دنی قسم کیا قوت جیسے چینی معنی ظاہر ۱۲۔ قہ زما ز کس زہ برد۔ زہ دل لہر و لہا  
 نو کردہ ز سودہش پاک۔ کردہ زو سواس پاک ۱۳۔ ترک۔ ٹوپی۔ ٹوپی کے حصے جن کو پرت کہتے ہیں۔ ۱۴۔ طرف کنارہ کوئی

اوشہ از ملک بسا این خویش      داوہ ولایت بعلما این خویش  
 مفتخر از دے بعلما می نسیم      خواجہ نظام ست و نظامی نسیم  
 چوں نظر جگرش گشت یار      نیست مرا حاجت آموزگار  
 بار خدا یا برضاے خودش      خاص کرم کن بقائے خودش  
 تاکہ سعادت بمن آر دپیام      دولت ازاں شاہ رسد با غلام  
 چوں دہی از نور مراوش نشان      پر تو آں بردلِ خسرو نشان  
 دعاے پتھر بہا یون سلطانِ اسلامیں      بہاے ہوا

متعالی علما الدنیا والدین اور اللہ بیضہ تحت جناحہ المنصور

صا و عن عدائہ بجوہۃ التراب یا و ام طار الطیور

دوش کہ از بہتِ دلاے خویش      باز کشادہ فلک پائے خویش  
 خاست عطار دہن آورد روے      رفت رہم کہ بمرہ کہ بموے  
 جتم از دمن بستم دست برد      او قلم خویش بدستم سپرد  
 مہ سزد اکون تسلیم را حریر      چوں قصب بہت بہر دم زیر  
 پیش کہ نہاں خانہ جاؤ و فناں      باز کشادہ بہ کلیدے چناں



در خورِ مدحِ شہِ عالم بود	آں سخن آرم کہ چمن کُلم بود
کو بجاں دادہ ز احسانِ صلا	آں بہ لقبِ نیا و دینِ راعلا
کرد قوی شریع رسولِ خداے	شاہِ محمد کہ بتائیدِ راسے
تیغِ زینِ تارکِ لشکرِ کشاں	داعِ نہ ناصیہ سرکشاں
جودش از اندازہ خواہش فروں	کارش از اندیشہ مردمِ بروں
خازنِ روزی ز کفِ گنجِ بار	نائبِ فرماں زد درِ کردگار
حُرمش مہمِ بے چارگاں	معدش قاہرِ خو خوارگاں
لشکری از دولتِ شہری زدا	لشکری و شہری از و پُر مراد
تشنہ حرمِ اہل از جود او	حالی دولتِ زمن از بود او
سایہ یزداں بسرِ بندگاں	بایہ امیدِ سرِ افکندگاں
بے خبر اند ز ظلِ خداے	خلق کہ پویند نطلِ ہماے
نطلِ ہما لازم و پیرانہ شد	نطلِ شہِ آبادی ہر خانہ شد
از کرش عقلِ جنوں در گرفت	ز اہلِ جہاں بس کہ قلم برگرفت
خاصیتِ بوم بدل گشت ہم	بوم شد آبادِ عرب تا عجم
خطبہ او نائبِ بانگِ نماز	نسکہ او بست بدولتِ طراز
خطبہ شاہ است روزان شد است	جمہ کہ آزادی گیہاں شد است

خواب چه کز آئینه و آب هم	مثل ندیش فلک از خواب هم
در به از و کس طلبد آن هم اوست	دویم او در همه عالم هم اوست
در جگر خضم غله موسیشر	سبب کین را چو بتابد و لیس
آب شود چشمه رخشان مهر	بیشتر از بانگ ند بر سپهر
مشرق و مغرب همه بر هم زند	و غرضش صدمه بعالم زند
چرخ سناں افتد و خیم نگوں	و سنگد نیزه بچرخ حسرون
همچو فتنه که کند دفع شک	خنجر او نام کیاں کرده حک
خسرو شام و ملک نیمروز	روشن از آن اختر عالم فروز
نون خفیت ست بتاکیه کار	نعل کمان سبک شهر یار
فتنه پرورده بجلاپ مرگ	بیکیش از پیکر چون بید برگ
هم بدش عین کشید و دو کرد	ناوک و چون بعد و باز خورد
شکر او خنجر بر آن اوست	ز یور او آهین خنجان اوست
یاز سپه دائره همچو میم	ز یورستان دگر زرو میم
نقطه موج دائره میم را	عکس نخواه آینه میم را
خنده پر دین همه بر آسمان	از شرف بارگش هر زمان
جرات سفله است عطاے گرم	بر در او بودن گردون میقم

نلادوم زلاطبی زلاکه سناں باکسر بر پشت افتاده ۱۱ زه رفغ  
نلا است عطاے کریم

عفو چو در پیش در آید بموج	شعله خشمش چو بر آید باوج
تاب که آر و غفیش را تاب	گرند هر چشمه احسانش آب
کرد و حالت به کرم کار او	آں که گنید ز کردار او
خلفش از احسان بشارت گری	خشمش از آفاق بشارت گری
شسته سواد از رخ هندوستان	ابر کفش کرده جہاں بوستان
ہم شود آں لحظہ کہ کمتر دہد	نیت پشیمانش از زردہد
داوہ ز را ما ہزار دے جو	زر ہمیش نے ہزار دہد
بستن مشتش بکساں یا بہ تیغ	بر ہمہ کس دست کشادہ چو تیغ
ہر دو بغض از چہ نیامی بند کم	بھر بچو دشمن نہ سہم
چشمہ خورشنگی افزوں کند	چاشنی بحر جگر خوں کند
چوں کرم ابر گوارندہ داد	ہر چہ کہ شاہ از کف بارندہ داد
در آل حسد ذہین کریم	بدلتش از آل بیش کہ سجد سلیم
صامت ناطق ہمہ کسیر دہد	چوں لعل داؤد سخنور دہد
ہیں شرف نامہ چو شمع بلند	لاجرش زین دل مدحت پسند
باد فلک مرتبہ چوں نام خویش	تا بد از نامہ اکرام خویش

نا کردہ      نا اشارت      نہ بحر چو پس نبود      نہ چو رد عبود      نہ زان  
 لا محنت      نہ نام      نہ بہ شعر بلند      نہ از

بنائے ثنائی بنجاطبہ خدا یگان زمین و زمان  
نائب زاق و کلید رزاق فتح اللہ خزان لہوت  
والارض علی الاسلاق

لے بزمان تو وکیل کرم	وزن زرزبر و شمار از درم
بذل کہ خورشید منور کند	دامن کسار پُر از زر کند
لیک فدا از چو توجہ انگنے	کوہ زرا اندر خم ہر دانے
بیخ نہالے کہ تو آہن دہی	میوہ بخشش بنود بحر ہی
ملک راں بردر تو پردگی	ملک تو یافتہ پروردگی
قائمہ تحت تو گردوں نشیں	قاعدہ ملک تو بنیادیں
روے ترا آئینہ دیں بہ پیش	بخت ترا سہم سعادت بہ کیش
بر سر دہیز تو شیر و شبان	چتر سیاہ تو بہ شب پاسبان
دامن چتر تو زبر پوش مہر	رایت ولات ستون سپہر
کلہ بارت شدہ براوج منغ	کنگر قصرت زدہ بر چرخ تیغ
بام تو معراج سلاطین جس	نام تو لاجول شیاطین انس

تیج تو در معرکہ مالک رقاب	ذات تو در گردوغا بو تراب
شیر فلک بستہ ز خجیر تو	نقد ظفر در گرہ تیسر تو
ناوک بیدیت شدہ کفر کاہ	ہندی محرابیت ایماں پناہ
صف سپاہ تو بروز مصاف	ہم سدا کند رو ہم کو وقاف
بیشتر از سپ تو بروے سطح	کس ندویدہ بوغا جز بھستج
تیج زنت بہمن باز و دراز	نوبتیت شجر نوبت نواز
سجرا اگر کرد یہ نوبت غرور	نوبت او با نگاہ دل بد زور
نوبت تست آن کہ بہانگ بلند	خلفہ در گنبد گردوں فگند
ز آہن تو سنگ چو ز رشد دینم	وزالفت تیر تو شد قاف میم
تیج تو کو فاختہ است دست	برتن بد خواہ تو بت بید است
چوں نے پیر تو ہر آرد نوا	مرغ نہ جند بمیان ہوا
سہم تو گر بر فلک آرد شتاب	لرزہ کند چرخ چو دریائے آب
نیزہ تو دیدہ انجم ر بود	از پئے گوری سپر کہ بود

لہا دیت لہا بندوے محرابیت لہا نوبت کے معنی علاوہ اور چیزوں کے تقارہ کے سکندر کے وقت سے  
 تین وقت نوبت جتنی تھی جسے شجر تخت نشین ہوا جو خاندان سلجوقیہ کا پٹشاہ بادشاہ ایران تھا۔ تو اس پر مخالفوں نے جادو کرنا  
 مشیروں نے تین وقت کی نوبت کے علاوہ چوتھے وقت کی نوبت بجوائی اور یہ مشہور کیا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا اس خبر سے جادو کرنا  
 اپنا کام چھوڑ دیا اور بادشاہ جو اڑھ سو سے سخت بیمار ہو گیا تھا تندرست ہوا تو اس خوشی میں پانچویں وقت بھی نوبت بجا  
 اور پھر یہی دستور ہو گیا پانچ نوبت شجر کی طرف سے ہوئی ہیں چنانچہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنیاد نوبت سکندر بنیاد  
 سہ از دے شد و پنج شجر نہاؤ۔ شجر نے ۲۱ سال سلطنت کی اور ۲۵ برس پیری میں فات پائی ۱۱ لہا غرور لہا شجید

خصم تو در رزم بہمردار خوار  
 دیدہ زبوں دادہ کو دل مُرد کار  
 گشت بر محنت قصبِ عہِ سلم  
 تیغ کہ از تیغ تو گشتہ سلم  
 گر نکرد تیغ تو خصم نہ ترند  
 بر جہد از خواب چو ز آتش سپند  
 ملک تو معمور و مخالف خراب  
 چشم تو بیدار و جہانے بخواب  
 دزد بعدت ز رہِ فتنہ خیز  
 کردہ چو شیر از قف آتش گریز  
 عدل چو مئے تو ز راہِ دلیل  
 نئے رسن شیر کہ زنجیر پیل  
 تا تو بالضاف سرافراشتی  
 کردہ بہم آتش و آب آشتی  
 محتبِ عدل تو تا جوش کرد  
 چنگِ دن ز ہرہ فراموش کرد  
 رے چو خورشید تو از فیض نور  
 دیدہ نہا نہا سے فلک ز دور  
 نام بزرگاں کہ ثعناں نوشت  
 از تو چو تاریخ بیایا نوشت  
 بس کہ دزدِ چرخ ہنسگندگی  
 تماش دہی سابقہ بندگی  
 باد برد گر ہمہ افلاک را  
 تخت تو بس ملکِ خاک را  
 ہر شبِ روزے کہ در آید بہ پیش  
 عمر ہمہ کم شد وزان تو بیش  
 تیر فلک کو لبِ سلم منگافت  
 گردِ قلم جہدِ ثنائے تو بافت

ناگرگ ۱۵ اگر گرگ پڑھیں تو چنگِ دن کے معنی نیچہ مارنا مگر نیچہ شیر مارنا ہی نہ کہ گرگ۔ اور اگر زہر پڑھیں  
 تو چنگِ دن کے معنی چنگ بجانیکے ہونگے اور بوجہ زدن کے محتبِ عدل کا مواخذہ درست ہوگا اور  
 یہی صحیح ہے کیونکہ دوسرے شعر میں بھی اجرامِ علوی کا ذکر ہے ۱۶ ۱۵ عنوانِ تاریخ میں مقصود بالذات امور  
 درج نہیں کئے جاتے بلکہ وہ ہمید اصل مقصود کے لئے ہوتی ہے۔ یہی شعر کا مطلب ہے کہ مورخ کا اصل مقصد تیرہوی  
 تاریخ ہی اور اگلوں کا نام بطور ہمید ہے ۱۲ ۱۲ دید

لے سخن از مدحت تو سر بلند  
 پایہٴ مع تو زخست بلند  
 من کہ مرا تکیہ بکیواں رسید  
 دست بدهج تو ز دم زان رسید  
 ویں گمزنو کہ ز کماں می کشم  
 گر چه در ورشته جاں می کشم  
 یکٹ براغم کہ ز خجلت گری  
 باز رسا نم بدر جوہری  
 کلم حد آن نیست کہ گستاخ وار  
 راہ ترا آب زغم زین نثار  
 یک اساسے کہ کوشش بکشند  
 از لقب خاص بزور کشند  
 گر چه بنا پست بود در سراے  
 فر خطابت کندش چرخ سلاے  
 سهل بود تا کہ ز روے قیاس  
 ز آب گل من چه توان کرد ساس  
 لیکن از آغاز عمارت گری  
 دادش از نام تو نیک انتری  
 تا چو شود بقعہ خاطر پسند  
 ماند از آرائش نامت بلند  
 شاید اگر مرحمت باد شاہ  
 جرات این بندہ نہ گیر دگنہ  
 کاچہ برد ذرہ بخورشید پیش  
 عرض کند نیستی حال خویش  
 تخفہ کہ مورے بسلیماں برد  
 عفو سلیمان نکرد - زان برد  
 ورنہ چه اندازہ دہد خاک را  
 جوہر تو زبدہ چرخ کبود  
 کاب دہ چشمہ افلاک را  
 وصف تو چون در حدیث نیست  
 خسرو مسکینت چه یار دستود  
 طبع مرا بہ زود عا پیش نیست

لایز ز خلوت فابل - ز دل ز کم ز من ز عرصہ  
 ز آورد

تا بزمیں چرخ بود برقرار باد ز تو چرخ وز میں را باد

دور فلک بستہ فرمان تو داغہ دروہست ہمہ زان تو

کام تو در دامن امید باد ملک تو چوں عمر تو جاوید باد

در اعینہ ترتیب ایں جریدہ پر حکمت و در باعثہ ترکیب ایں

خریدہ بے قیمت نمودار عرصہ برجاس و نہادش

کاغذ در آماجگاہ من صنف فقہ استمدف و خود را چوں تیر

چرخ بر اصحاب غرض زدن ایں سہنا کاں را نشانہ

تعلت ساختن رحم اللہ علی من نصف

فکرت من چوں بفکرت از رخس یافت ز گنجینہ توفیق بخش

بخت و وید و در دولت کشاد بشیر از خواہش من ہدیہ داد

بلبل نطق از گل طبعم پرید پردہ غیب از سر کلمہ درید

ناکہ زمیں نہ از زمیں نہ ترکیب نہ تصدیق نہ نسخہ کہ میں اسی طرح ہی جو میں نے  
 لکھا۔ یہ فقرہ نسخہ ن اور ح میں بھی اسی طرح ہوا اور اس لئے اصلی عبارت کا پتہ نہیں لگاؤں اگر لوں پتہ  
 (نموداری عرض برجاس نہاد ایں کاغذ در آماجگاہ من صنف فقہ استمدف) تو معنی بھل آتے ہیں برجاس  
 کے معنی ہیں نشانہ ہدف ۱۲ نہ تقدیر



پیش دویدند بتان ضمیر  
 خامه فرو خواند بباغ صبر  
 هر چه در آینه گردن خیال  
 روی برآورد دادر سوجال  
 فوج بفوجسم ز معانی حشر  
 خوانده و ناخوانده در آید ز دور  
 ز فرم دل فلک آواز گشت  
 جان جان به سخن تازه گشت  
 هر نطفه را که بیا رستم  
 بهتر از آن بود که می خواستم  
 بر سر هر پایه که بردم سریر  
 تاج نشان گشتم و آفاق گیر  
 گشت چون نقد همه قلب آزما  
 سایه بریدم ز همه چون بهای  
 دبدبه خسرویم شد بلند  
 زلزله در گور نظامی می کند  
 آس رفته بود ز انداز دور  
 عطله در آمد به ما غم ز نور  
 نور که از خواج نظام رسید  
 کار از آن رو بنظام رسید  
 گرچه برو مهر سخن ختم بست  
 سکه من مهرش را شکست  
 خاتم ادرا چو کشادم نگین  
 داد نگینش بمن انگشتری  
 خاتم ادملک بسطاط سپید  
 خاتم دولت بسلیماں سپید  
 آں گدازم کنون از کان غیب  
 کاب شود عقد ثریا بحیب  
 گرچه بملک سخن از پنج گنج  
 نوبت آن گنج نشین گشت پنج  
 نوبت خسرو که پیشش نوبت  
 پنج زن نوبت آن خسرو است

زادروز زادروز ۳۵۵ فرد خواندن تمام پڑھنا آخر تک پڑھنا ۱۲ زاده بروی نه بروی نه داد  
 نه من خواستم نه گشتم و تسلیم نه غلغله زانندیشه نه خامش ار

سازم ازاں ساں بسرے پہنچ  
 کاچسہ ہر گنج بود تا پدید  
 آں منط آرم کہ ہمہ ناقدان  
 بازم از انساں خم چوگان خویش  
 سکے آں ملک مسلم کتم  
 ملک گہرا چو کر فتم بہ تیغ  
 جیب جہاں پر ز غراب کتم  
 رشتہ نظمی کہ بصحرا ہنم  
 ز آتش دل شمع خرد بر کتم  
 در تیر ہر بیت نہاں در نہاں  
 بیشترین نکتہ ز سر تا بہ بن  
 چوں شود آراستہ نظم چو در  
 ہر چہ نو لیم بسر داستان  
 ہستم ہر کہ دوا دکنند  
 نثرے ازاں گو نہ کتم از قلم  
 یافتہ آئین عبارت نوی  
 پنج کلید از پئے آں پنج گنج  
 فتح شود ہم بزبان کلید  
 فرق ندانند ازین تا بدان  
 کا درم آں گویے بمیدان خویش  
 سکے خود نیز بدان خصم کتم  
 گوہر خود نیز فشانم چو میغ  
 وضع مظلماے عجائب کتم  
 در گہرے مایہ دریا ہنم  
 بیت بہ پیش ہمہ انور کتم  
 تھہ پوشیدہ جہاں در جہاں  
 ز آیت و اخبار سلیم سخن  
 از گہر نثر کتم خامہ پر  
 رست کتم رہ ز پئے رشتاں  
 پس روی ایں روش نکند  
 کتاب شعرم بہر د پیر ہم  
 لفظش آراستہ چوں معنوی

لا تاقل نہ کن نہ منط نہ کم در تہاں نہ روارو نہ تیر عطار کو کہتے ہیں  
 جس کا لقب منشی فلکسہ ہو نہ عبادت

آنچه نرفته است مرا در خیال  
 غیر چه آگه که دریں سینه چسبیت  
 پاک خدای که نهان کرد پاکت  
 آن که چنین گنج بیک سینه داد  
 لعل زکائنات در نظرت چون کشم  
 تماشه ز اندیشه آن سحر سنج  
 هر چه من از خانه فنا نم برون  
 خانه ام از گنج خدائی خم است  
 معجزه بین خشک نهی را بکار  
 نخله مریم بزبان فصیح  
 حاصل قوس ز تبار عی بود  
 مایه من از تسلیم نامی است  
 مایه که اندیشه در و گم بود  
 و آنچه بالهام در آید عجیب  
 آن که بهردم شرف عام داد  
 گنج گمشد وصف نماید محال  
 کور چه داند که در آینه چسبیت  
 گنج دو عالم به یک مشت خاک  
 ہیں کہ ہر سینه چہ گنجینہ داد  
 بینشیں آن روز کہ بیرون کشم  
 پایے فرو رفت متلم را گنج  
 گنج خدائی است کہ را خم برون  
 چسبیت کہ در گنج خدائی کم است  
 میوہ ترکردہ نگوش ز بار  
 کو ہمہ جنبیدہ ز باد مسیح  
 برہ بعضے ز عطاے بود  
 مایہ نہ کسبیت کہ الہامی است  
 کے حد تعلیم و تعلم بود  
 عیب کسے کن کہ برد کرد عیب  
 وحی خفی را لقب الہام داد

ناکم این ناکگاه نکیت ناک خاک نه بکاه نه تماشه نه خانه  
 نه کلک من - هر چه من زو بنی ناکبار ناک ز زبان ناک ز ساعه ناک سماعه  
 ناک تماشه ناک ناز ناک قلم لوح محفوظ ناک الہام ناک بر آید ناک از عیب

ملک سخن کاں صفتِ برتریست  
 و آنچه کند اہل سخن بادبست  
 کے بدستی بود این گفست  
 من کہ چنین لوح ابد می کنم  
 هست ز بخشند امیدم چنان  
 باش کہ این نامہ بعد از رسد  
 ہفت و ہشت کردہ چو ماہ تمام  
 ہر ورقے را کہ بخواند از و  
 اہل بصر مایہ ز کائنات کنند  
 راحت خود چون نگردد ہشتمند  
 گر چه بریں رنج نریند و روا  
 آن کہ پذیرد بہ نیاز از منش  
 و آن کہ گذر و بسوے دانسم  
 زان کہ قبول ورد ہر کس بجیب  
 داد چو این حرف روا نم خدا  
 زان دم این باد بہ تندی وزید  
 نسخہ دیب چہ پیغمبریست  
 معجزہ گر منیت کرامات هست  
 تا نکتم گفستہ بہ برہاں دست  
 حجت این دعویٰ خود می کنم  
 کا دم من بگذرد از ہمنماں  
 و رہودم عمر پیاں رسد  
 جلوہ دہشتم در نظر خاص عام  
 ہرہ خود باز ستانند از و  
 و اہل حد ہیئہ جانے کنند  
 رنج مرا باز شناسد کہ چند  
 رنج دلم نیز ندارد روا  
 منت جان ہست مرا بر تنش  
 منت صد جاں بوش بر تنم  
 بخشش غیبست کساں را عیب  
 زہرہ کہ دارد کہ نند پیش پا  
 تماش خستہ پیش نیار و خزید

لا ہر بریت لا ہر بست لا آں نہ گفت نہ بخشندہ لا آں نہ کنم  
 نہ بیودہ نہ جانے ست نہ اسوا دم نہ از جاں بود

خس نتواند کہ نند پیسے رہست	باد مخالف زینے کہ خاست
پل چہ کند بر سر طوفان باد	بر سر اس نکتہ چہ جلے شاد
نر پیے خود بہر کساں می کشم	من کہ خراشے ز خاں می کشم
خلق ز احسانش نہ بخشند نصیب	گر چہ صد افتادہ زید از طبیب
افش سیر و کند و سبز پاک	یک تن اگر شد ز اجل رگراک
مرہم دل دارم دارے جان	باز کشادم بطیبے دکان
دارے تلخش دہم و سود مند	آں کہ دوش تنگ نیاید ز پند
لیک شکر رختہ تپ را نہ بہت	وان کہ خوش آمد طلبد نیز بہت
ہم بودش نیز خورندہ بے	دارے تلخ ار خور دہر کسے
خوردن کشیز ز حلوا بہت	تپ نہ دہ گان را کہ نہ حلوا بہت
سود ہل بیشتر از شکرست	تلخ ز شیریں بہتر بہترست
تلخ مگو جز کہ بشیرینیش	آں کہ نصیحت نہ سزا بہنیش
گفتن شیریں کندش دل پذیر	پند کہ تلخ نہست بہ برنا و پیر
دارے خوشخوارہ نکو تر خورد	آں کہ ہلبل بعل پرورند
بچد و من می دہمت رایگان	قیمت ایں مرہم پُر مایگان
ورنہ خوری آں کہ خورد سوداوست	گر تو خوری سود تو باشد ہوست

نہ زیاد نہ تلخے نہ آں سہر پایے نہ خرا نہ برترست نہ ہر کہ

ہر نفس نیکو کہ راغم ز پیش  
 عیب تو من باز مناسیم برو  
 دشمنی کو عیب برو تو گفت  
 زخم زبانی کہ زند <sup>نہ</sup> اہل پسند  
 تن کہ بہ نیش از پئے راحت بند  
 انچه مرا می حسد اندر ضمیر  
 شرع و طریقت بہ بیان آورم  
 باز نمایم کہ ہدایت کجاست  
 من کثرت را بنمون بکار  
 بود در اندیشہ ام از ویر باز  
 حکمت پوشیدہ بصیرانم  
 بے خراں را دہم آگاہی  
 گرچہ ہی خواست سخن کام خویش  
 ہیں کہ رسید آن نفس جان نواز  
 بہر تو ای تختہ بہ برداشتم <sup>۱۶۱۵</sup>  
 شرح دہم ز انچه خبر داشتم

نہ چند نہ اگر نہ گرتوبہ نہ بشوے نہ دشمن نہ کند نہ کند نہ نزد خدایتے ستان  
 نہ بصرہ نہ آں نہ اندیشہ من نہ داندہ داوین ساز نہ حکمت طراز  
 نہ ابروہ <sup>۱۶۱۵</sup> این کہ ازین تختہ کہ برداشتم پیش تو ای تختہ کہ راغم

اے کہ نزاری خطِ عشق از غذا  
انست اماں نامہ یوم الحساب  
گر روی ایں رہ کہ درین ماست  
گر نرہی عمدہ آں بر من ست  
من کہ درین خم کہہ دیں شدم  
مست ہم از جامِ نشتیں شدم  
بوشِ عونت بد ما غم فتاد  
باو تکبر بحسدِ غم فتاد  
پے چو زین مہی تنزلزل ز دم  
تکیہ بدیوار توکل ز دم  
کرد توکل چو بدر گہ سخن  
ماو توکلت علی اللہ سخن

خلوتِ اول در فضلِ تبعید کہ اوش تائے تعبست و  
آخرش دالِ درجت و فضیلتِ تہجد کہ بہ نہایتِ  
ہمد قلب تمام شود و بہ نزدیکِ اصلِ فکر  
روشن کردنِ نورے کہ در دلِ شب بیدار عینِ لبتین  
معائنہ شد و باز نمودنِ صفائے کہ از دلِ آہنی آئینہ  
صوفی گردوں چو بخلوشت  
کرد فلکِ جہم پر دین بست  
طرزِ ظلمت ز نسیم ہزار  
نکشائیں شد چو لب و زہ دار

لا عشق نہ آں نہ نزدی نہ جان نہ کن

دام و دوازنگ زندن آسوده گشت	دهر پر از غالیست سوده گشت
تا خنن آورد بهر دیده خواب	چشمه خور برد ز هر خانه تاب
کرد ز قمر گاه در خود میخ دوز	مرد یک چشم کاس تا بروز
چرخ شده سایه نشین زین	سایه فلک خاک بپسین برین
دزد و عسیر دوشده نوشته گیر	جن ملک هر دوشده گوشه گیر
بوم چو طایوس بهایون شده	ز اسب فرخنده که میمون شده
میر میساخته خورشید بین	از اثر نور شریانی نشین
رخت بردن بردم از ایوان خاک	من بچین تیره شب تابناک
دولوله دل رگ جانم گرفت	جذب مقصود عنایم گرفت
بردم ازین تن خاکی بردن	دل که شد از سینه بپاکی بردن
باد هوا را هوا بر زدم	چون قدم از خاک فراتر زدم
تاب نماند آتش سوزنده را	چشمه شکست آبی وزنده را
کشکبش طبع پرانده گشت	جوهر جانم ز دل آکنده گشت
سوی سر پرده را زدم کشید	فکر کزین حسنه فرازم کشید
کز سرم افتاد کلاه سری	دیدم از اسب شریف برتری
کای سگ زهره چنان می فری	داد و دم همت عالی گرای

لا توشه گیر لا گوشه گیر لا دبه لا بردم نه رسید لا رسید



من کہ بدیں گفتہ مدد یافتم	گرم روی کردم و بشتا فتم
لرزہ کنان بر شدم از جانے خوش	من ز پس و حاجب امید پیش
نیستم آراستہ نطرح حضور	بوسہ ز دم ذیلِ کرم راز دور
دید چو دستور عنایت مرا	خواند بصد گو نہ رعایت مرا
در ترقی معرفتسم بار داد	بے اوبے را ادب کار داد
گفت باں ساں کہ دلم زنده گشت	سینہ تاریک فروزنده گشت
کاسے گیس گلخن ازیں حقیقہ چند	مرغِ فلک شو کہ بر آئی کلبند
ہر چہ نہ سبحہ ہر فست آن بدو	ہر چہ نہ قبلہ ضمست آن بسوز
پاسے دل از راہ صناعت برآر	دست بہ تحریم طاعت برآر
گردن شیطان بقفا پست کن	ہر و جہاں را بہ پس دست کن
دور ز زدے کہ بازی بود	شو بہ نمازے کہ نیازی بود
گم مشوا از حضرت جاں بہ ہیں	دل بحضور آرد حسد را بہ ہیں
بو کہ دلت بشنود از گوشِ حال	از درِ نیردانِ تعالی تعال
خیز کہ مشبہ شبِ نفقہ ست	بلکہ شبِ تھنہ دل گفتن ست
چوں کہ عنایت بمن این نکتہ گفت	نفسِ بد ہم خاست نہ خواہے کہ نکتہ
واعیہ صدق در آمد بمن	رخت بروں برد گرانی ز تن

نابیں نہ در شدم نہ بدار نہ نیازی نہ نمازی نہ شے نہ دایہ

ورقدے غایت ز غفلت طلال  
 عطمت از آنجا که ز تابم نکلند  
 رائض توفیق در افشرد پای  
 دیدہ بر اندخت تقاب دو چشم  
 آبت دم بر رخ صافی صفات  
 گشتم از اندیشه عالم بری  
 غفلت تکبیر بر آید ز کام  
 سر که بسجده ز زمین تاج یافت  
 رمے تعبید برین داشتم  
 قامت من کو بفلک سر فروخت  
 نور حضورم که بدل حنا کرد  
 زان همه نوے که شب افروز بود  
 مقتدری من دو ملک و برے  
 ز حمیت و سوا س در اندیشه ست  
 فاتحه جز عقد زباں  
 گوش پیر از گفت خداے حلل  
 تکیه زد دم بر کرم ذوالجلال  
 بار و گردیده بخوابم نکلند  
 مقرر زو که بستم زجاں  
 غل صفا کردم از آب دو چشم  
 دست بستم ز همه کائنات  
 رمے نهادم بر نیایش گری  
 پشت قوی شد بر کوع و قیام  
 در دل شب پایہ معراج یافت  
 فرق تجب بجه افراشتم  
 در ملک و علم صدق ساخت  
 جاں بر شش رقص چو پروانه کرد  
 ز اول شب تا محرم روز بود  
 بنده کریم الطوفین از دوسوے  
 خلعت اخلاص بر اندام چیت  
 عقدہ کشاے که عقل و جاں  
 نے میاں واسطہ جبریل

دعوت من کرده دست نیاز  
 هفت در گنبد گردنده باز  
 رفته ز تن زحمت جُبا نغم برون  
 برده دل از مرد و جهانم برون  
 تن که نماند شش اثر زندگی  
 زنده باقی شده زان بندگی  
 نیم شبان زان عل بے ریا  
 خاص شدم در حرم کبریا  
 یافتن امانه بمقدار خویش  
 نعمتی از هر چه توان گفت بیش  
 چشم یقین سرمه جاوید یافت  
 نقد عمل که امید یافت  
 ریختم این نقد فلک را بحیب  
 بانگ تقبُّلت بر آمد ز غیب  
 جان و دلم کاختر میمون شدند  
 شمع سرا پرده گردون شدند  
 کرد ز سر زنده بدانش هر دو تاب  
 مشعل مردۀ خویش آفتاب  
 پر تو خوشرو بهوا شد ز پست  
 صبح بدر و نیرہ بر آورد دست

خلوت و دم در صفت صبا و صباح و روح ریاحین و  
 ریاح و بیان حال سماعی که رحمت را از آسمان باو  
 میخوانند و ملائک لیلیات ناں فرود می آیند و رحمت  
 می افشانند

مرغ سحر گفت چو تسبیح پاک  
 بانگ موزن بفلک شد ز خاک

خلوتی شوق برآمد ز دور  
 بر کف افکندہ مصلای نور  
 صبح کہ شد نور بصدقش گوا  
 ز دم قدم صدق بر پے ہوا  
 جنبش پاکاں سوے محراب گشت  
 چشم سگاں پر وہ کش خواب گشت  
 شب پرہ از گنبد فیروزہ گوں  
 رفت بہ فردا لے گنبد دروں  
 بوم کہ در رفت چو زواں باغ  
 در سرفرویش شاد از کوب زراغ  
 مرغ سحر خیز لوار کشید  
 زمزمہ تر بہوا بر کشید  
 باد کہ بر لالہ دگل پائسدا  
 رقص کنان بر پے بصرا ہندا  
 تازہ شد از ابر بہاری چن  
 خندہ زواں یاد ریاحین سن  
 ابر کہ از باد و زل شد ستوہ  
 بست سر پر دہ بہ او تاد کوہ  
 سرخی مشرق ز افق رونمود  
 پھچوئے سرخ ز جام کہ بود  
 شاہد صبح از رخ لعل سپید  
 داد حریفان طرب انوید  
 کرد سخن رود بریشم زناں  
 گشت رواں جام صبوحی خوراں  
 نادرہ صبحی کہ ہمہ ماہ و سال  
 شد زدمش فرخ و فرخندہ فال  
 من بچین صبح مبارک نفس  
 کلم نفس قدس پراں پیش و پس  
 پھچو خروسان سحر صبح خیز  
 نصیرہ تکبیر بر آوردہ تیز

لُ ز پروازہ لُ بغیر وزہ لُ فردا لہ وہ مکان کہ جس میں کھڑکیاں اور دروازے اور چالی ہوا کے لیے زیادہ  
 ہوں ۱۲ لُ بیل از ان قصد لُ بیل نو خیز لُ باد لُ خندہ شاد زبوی لُ رواں  
 لُ رواں لُ باد پش و پس

پیر ملک رسته ز بازو من	پر زده معرفت این فلک سو من
سوی نو آئین چمنه خاسم	بال به پرواز بیا را ستم
بخت بهایوں بهو خوا سیم	طائر اقبال بهم را سیم
مشقک اللہ بطول البفت	نفسه زناں دولت فرخ لقا
ابر هو سایه فلک بر سرم	باد صبا مشک نشاں از بر سرم
بوئے گلیم رهبر بستان شده	قمری و دُرّاج بدستان شده
گشت از چشمه جاں روشنم	چوں گز افتاد در اں گلشنم
لذت روحانیم اندر دماغ	داد نسیم گل و نسیم بباغ
جلوه طاؤس بند و ستاں	کردم از آرائش آں بوستاں
خاک ز سبیل شده غنبر سرشت	زین چمن تازه چو خورم بهشت
نغمه مرغان هوا سو بوئے	خنده گلهاے چمن رو بر بوئے
خرقه دیرینه در انداخته	جان که از اں نغمه سر انداخته
گردگیریاں زه ازرق زده	فاخته شیشه دم از حق زده
خنده فرد خورده شکوفه بکام	زاغ که با کبک نموده خرام
همچو دل مدخل و دست کریم	بند و کشت ادکل و غنچه بسیم
چشمه ز خورشید جوا نمرود تر	آب ز مہتاب زین گرد تر

قطرہ غم بر شمعِ ترچہاں	کابلہ بر عارضِ سیمین تناس
عاشقِ گلِ غنچہ پوشیدہ حال	پروہ در شگستہ نسیم شمال
لالہ کہ شد یاد دہن بوسِ او	دیدہ ز گس شدہ جاسوسِ او
رفت ازیں روضہ بفر دوس بو	غالیہ نوزدہ حوراں بموسے
من بچنیں گلشنِ مینو نشاں	دامنِ اندیشہ بہر سو کشاں
بر سر ہر سبزہ کہ پامین دُم	از دل شوریدہ نوا میزدُم
ہر گلِ نورستہ کہ برداشتم	از قرہ در خونِ جب گداشتم
بہر قبحِ لالہ کہ کردم بدست	جوشِ شرابِ دگرم کردست
در تہ ہر شاخ کہ جستم پناہ	ہمیزم افروختہ کردم ز آہ
ہر غلہ حنر کہ خوردم بگشت	صد غلہ بخر بجا نم گذشت
ہر سمنے کش نظر انداختم	ناوکِ غم را سپرے ساختم
سینہ گرفتار ہوائے زشوق	جاں تہمنائے سماعے زدوق
کامد از ازاں گو نہ کہ رفتم ز ہوش	از طر فے نالہ در کئیے بگوش
طرفہ سرو دے کہ بجاں در گرفت	آتشم از دلِ بزاں برگرفت
بس کہ از ازاں ز فرمہ گشتم خراب	چرخ ز ناں گشتم از ازاں سو تباب

لا شجر لا نازک لا امید لا سروہ کہ لا پاسے ز دم لا نواسے ز دم لا ہینری  
لا غلہ لا تہماشے لا زشوق لا سروے لا در گرفت لا کردم

بر دل تنگش غم چوں کوه بود	رفتم و دیدم که بهم اندوه بود
درد دل خویش برون میفکند	سوخته و آزار از غره خون میفکند
چیت که می نالی ازین گونه باز	گفتش ای ناله تو جاں گداز
آنچو منی را حد این کار نیست	گفت ز کای که بمقدار نیست
در سر این کار فرو شد بخاک	کار که چندین سر مردان پاک
در سر خالی سر و کای چنیں	آدمی عاجز و بار سے چنیں
کار و گشتیخ بریں در سجود	تا چه بود این تن ناقص وجود
چرخ نگوں خیسر نگوں اوفتد	صدمه سببت چو برون اوفتد
شوخی مردم که هند پیش پای	پیش چنیں صدمه عالم پای
پشه رقاص بطوفان باد	مرد شناسد که تواند ستاد
ذره سرگشته شدم در هوا	من که شنیدم سخن آشنا
آب ز چشم آمد و از سر گذشت	حال من از حالت من در گذشت
داع من از نغمه ترانه کرد	اوفتن رفت و ز سر تازہ کرد
دولت و دشمن ز سر آغاز شد	پرده از عالم دل باز شد
ز ان شغب عشق بهانم کشد	هر چه ز بسیج نهانم کشاد
روز شکیش همه تاراج بود	آنکه شبش بایه مهران بود

دیدم که گه ز سوخته رو ز گذار ز زار ز آں ز خاک ز کار و دستار ز شناسم  
 ز حالت او ز اوفتن رفتن ز پرده ام

عاشق دیوانہ بھٹکا افتاد  
 خور دیکے جرعه دار پافتاد  
 زہ زدن مطربش آوارہ کرد  
 زخمہ او پر دہ حبس پارہ کرد  
 مستیش از مطرب نے از کسے  
 مطرب اوست ترازو بے  
 نالہ عشاق بجاں کردہ کار  
 عافیت از سینہ بروں بردہ بار  
 شمع شوق آمدہ ہمان مین  
 دامن خود بستہ بدلائن من  
 کردہ دل از شربت مخی سخن  
 کوزہ تہی گشتہ ز درد کمن  
 طبع بیلابی عدم دادہ رخت  
 عشق بگنجینہ قدم کردہ سخت  
 جہاں شدہ عاصی ز تن ناپس  
 بیخرا از کار گران حواس  
 گریہ بھولے نیاز آمدہ  
 قطرہ چو صوفی بہ نیاز آمدہ  
 پاک شدہ نامہ طولا نیم  
 روح شدہ جسم ہیولا نیم  
 جوشش و بہر دیک جانشہ  
 موج و دغون بہ بدریاشدہ  
 او غم خود گفتہ و من ہنر خویش  
 دیدہ نمک نختہ بہر دوریش  
 آرزو بے ہر دویک کام بڑ  
 چاشنی ہر دویک جام بود  
 ماتم مادیدہ گل خندہ ناک  
 جامہ خود کردہ بصد جاسے چاک  
 چوں دل مالالہ افروختہ  
 شکر کف خونی ز میاں سوختہ  
 گشت تہی دیدہ ز گن خواب  
 بلکہ فرو آمدش از دیدہ آب

لہ بودی لہ آواز کرد لہ افتاد لہ باز کرد لہ ہمان دل لہ بدلائن دل لہ اگر چہ ہوا  
 لہ بیک لہ لالہ ہر فروختہ لہ زرد آمدہ



غنچه ز دوستگی پنهان خویش	کرده فرو سر بگریبان خویش
بید که آگاه شد از درد ما	لرزه فتادش ز دم سرد ما
یافت چو مار اهلک اندر	سینه بغلید بخاک اندر
مرغ که آه از دل نمکش زده	در جگر سیخ گل آتش زده
بلبل نالنده ز عنم دیده تر	سینه ز آواز خراشیده تر
کبک کبوتر بنفیه آمده	زانغ و زغن در نیم وزیر آمده
زاه دل من بهر مه غان باغ	سوخسته پر دانه صفت چو لچراغ
بود نو ازنده نو اسازد رو	تا شدم از عقل سر سیمه فرد
رفت ز تن هم دل هم دم برون	بجو دیم برد ز عالم برون
چون بنفایت شدم در وجود	هستی بے نیت جالم نمود
یافتم آن خطبه بحال اندر	آنچه نگنجد بخيال اندر
طرفه بود که ساقی سپرد	کم ز فنا بزد و باقی سپرد
بسکه نگنجید در آب و گلکم	آنچه نمودند بحشیم دلم
گفتم اگر من بزبان آورم	این سخن دل که کند باورم
بانگ بر آمد ز دل در دناک	کاسه شده باز بچه طفلان خاک

بہ کہ ازین شعلہ نچندی چو برق      تا نخوری تیغ سیاست بفرق  
ور نہ توان بست گزہ نفس      محرم خسر و دل خواہ است پس

خلوتِ سوم در گرفتنِ احرامِ مجریمِ حرمتِ کعبہِ حرام  
تعظیمِ عظمتِ سدہِ عظیمِ شیخِ شیوخِ الاسلامِ ذکرِ خواب  
کہ آن بیدار دل جاوداں دید این خفتہ را از آن خواب

بیداری بخشید کہ در خواب نتوان دید

من کہ شنیدم ز دل این استیلا	راست شدم بر قدمِ راستیلا
گرم بردنِ جستم ازین وضع گاہ	نے خرم از سردی از کلاہ
پای نہادم بر آشفته دار	کوہِ غم بردلِ دمنِ بہتِ ار
بے غم ہستی کہ بر پستی کشد	شریتِ شوقِ کہ بستی کشد
رو بسوی خواہ و دل سوی دست	ہر دو یگانہ شدہ در مغزِ پوست
بسکہ رہم بود بد آن رہنما	دیدہ حسد برد بر اقبالِ پام

داگرہ در نہ کہ غم نہ پستی کند و بستہ کند نہ باں نہ باقبالِ پام

برکت پا بسهمی ز دزمین	ریشک همی کرد سپهر برین
گرد ز ره من که صبا تحفه برد	کحل تبرک بکواکب سپرد
دیدم ادریس ز فردوس پاک	خضر و شی دیدم بجای خاک
ره چو قدم گاه خضر سبتر	باد رواں نجش سیجا اثر
سبزه تبسج ز باں کرده باز	گوش هانم نهان کرده باز
خاری قدم و وز به پیرانم	سوزن علی شده در دامنم
من شده چون رشته مریم تاب	کرده گزرهاں سر سوزن تاب
هر طوف از سایه من تابد در	دیو گرینده چو سایه ز نور
روح زمستی بر کوع و سجود	و جد مصور شده نقش وجود
زین نمط آلوده شوق و نیاز	در نظر خواجه رسیدم منیر
کالبد سوخته بر جان رسید	مرده بپوشیده حواں رسید
کار شناس از نظر و در بین	شد ز دل تیره من نور بین
وید ز رم را بسته کوره در	علت بیمار بستار و ره در
گفت رسیهای تو شد روشنم	کت نفسی میرسد از گلشنم
سکه خاموشی تو در دهنم	میکند از عالم دیگر سخن
دولت از آن خواب که ما نمود	دولت اینک بدار نمود

تاب نمی تر کنی پای خویش      بیشتر که رو که چه در یاست پیش  
 خواجہ کہ این واقعہ برین کشاد      فکر مرا پرده ز رو زن کشاد  
 بوسہ دم از سر حرات بجاک      گفتش ای قدوہ مردان پاک  
 خواب تو دانم کہ نباشد خیال      حال بروں دہ کہ در آیم بحال  
 ذرہ کہ زان صبح صفا جست تاب      خندہ کشاد از لبیاں آفتاب  
 پرده بر انداخت ز راز نفث      وانچہ نہاں داشت دل پرده گفت  
 کای شدہ از دولت مابھر مند      گشتہ سرتین در دولت بلند  
 بنیش ما از نظیری ریا      کردہ مس قلب ترا کیما  
 چون تو نمودی خط خود را رقم      مار قم خویش بخوانیم ہم  
 نیم شبے کا خستہ پر نور ما      کرد طلوع از دل معمور ما  
 کلبہ گل رفعت در گاہ داشت      سکہ دل نقش مع اللہ داشت  
 جان ہمیں مرتبہ پیوستہ بود      کہ خودی خویش بروں جستہ بود  
 آن نہ شبی بود تظلم تاسے      بل شب معراج رسول خداے  
 نور ہی ریخت زماں تا زماں      نجم بہ نجم از تنق آسماں  
 از شرف و عزت با سچہ چنیں      کافیر ما داشت تباری چنیں  
 دیدم از اں سساں کہ نمودند بان      پہلوی خویش بہ بساط نیاز

من شده از نور مقدس بتاب  
 گرچه تنه این پایه بخت دار است  
 کاشن این مشعل بتاب ار  
 نمی نگریم زان اثر دلفسده  
 مطلع این صبح که در خنده باد  
 من که بدین مرده قوی دل شدم  
 منزل اول خبرم شد ز راه  
 غارت دزدان ست بره بشمار  
 لیک چو شد بدرقه کار من  
 گرچه بود در هنر کالابے  
 قیمتی من که مبادش کساد  
 او ندید بهره خواستن بحیب  
 و آنچه بدستوری رحمان دهند  
 یارب اگر حفظ تو نبود براه  
 خسرو ازان بهره که دار و زبیر  
 مقبس از من تو چو منزه آفتاب  
 لیک از آینه نمودار است  
 بر تو شعاع افکند انجام کار  
 در شب تاریک تو آغاز روز  
 بر تو در روز تو فرخنده باد  
 پیشتر از خویش بمنزل شدم  
 رخت را که دم بر جب یگانه  
 زنده بمقصد بردم کردگار  
 پیر من و قاصد سالار من  
 در پی این خواجه چه پاک از که  
 بخشش آن منعم بخشنده یار  
 تا نزد اذن خدايش زغیب  
 که ز پی غارت شیطان دهند  
 مایه درویش که دارد نگاه  
 مهر نگهبانی خود بر مگیر

مقالہ اول در علو درجہ آدمیت و سمو درجہ آدمیت و قس

نظر مدققان و خدایت بصیر محققان و پایہ ہمت ابلندی

کہ چوں فرونگری بہ عالم ہیچ نماید بلکه ہیچ ہم نماید و

دیدہ تنگ صہ اچناں فراخ کشا دن کہ جز بزرگی

خداے تعالیٰ ہر چیز پیش چشم آید ہمہ نقش چشم نماید

ای نازل گوہر پاک آمدہ	گوہر تو زیور حاک آمدہ
چہرہ نہ چرخ بے بیخت خاک	تا تو بردن آمدی ای کوہر پاک
آں خلفی تو کہ ز روز نخست	گون بہمانی شش روزت
خود ز پدر گر چہ کنوں آمدی	با پدر از حجلہ بروں آمدی
دفتر مخی تو ز بر خواندہ	تختہ اسم از پدر خواندہ
عرصہ عالم بمافست تراست	دولت آدم بخلافت تراست

را آن خلعت    را پرزدن از    را از حد    را معنی نذر بر    را معنی بزر    را عالم

نخل و گروں دہ سپت لطن  
 چرخ و زین امر قضایت بشت  
 جہل و رید تو فگندہ بلند  
 نور تو ہنگامہ انجم شکست  
 جانِ جانِ ہمہ عالم توئی  
 ہفت دراز گوہر تیغ تو زنگ  
 توشی استلیم تو ہر دوسرے  
 گنجِ حند ارا تو کید آمدی  
 چرخ کہ از گوہر احسان خست  
 آئینہ زینگو نہ کہ داری بچک  
 سرہ این سکہ سیما یقت  
 ورتو ہماں آبِ گلی در سرت  
 خشت تو آنکہ تہ و بالا خورست  
 آنچہ کہ در پشیہ نازل برند  
 موش کہ غریب کس خاک را  
 بر رخ ابلیس شدہ ان عین  
 لوح و تلم سیردایت بشت  
 در شرف کنگر اللہ مکند  
 دست تو بیج ملائک گست  
 داخچہ نگجذ جہاں ہم توئی  
 نہ کمر از دور میان تو تنگ  
 تو ملکی تخت تو شد چارپاے  
 نرپے بازیچہ پدید آمدی  
 آئینہ صورت حانت خست  
 آہو ستر آہ کہ داوی بزنگ  
 ساختہ ہر نبوت درست  
 پختہ شوا از مایہ گلخن چو خشت  
 بر سر محراب و تہ منبر است  
 بر ہم از اس گونہ بمنزل برند  
 پاک نہ بنیزد عسلف پاک را

۱۲ لہ نخل کو اگر کوئیں تو سن ہوگا اور رخ کے اولٹنے سے خر کو کہ گوٹے کی لات سے رخ ابلیس دندما ہو گیا تو نتیجہ خر ہوا  
 دہ سپر لند دہ الد فگند ن وادی جاں ہمہ دہ داکہ گنجند دہ داری بزنگ  
 دہ سکہ سیما دہ تو اینکہ دہ خراست دہ نازل دہ از اس آنکہ دہ خاند را دہ داند را

گر گس جفته شود باطل ست	آنکه بملک ملکی قابل ست
پیر ملک روید از اندام تو	مشر به نوش کن آشام او
کس نخورد شربت باران چاه	مرسته جو که برانی بساه
اول ذوالنون شد پس بایزید	بس که مسه نوره یالاگزید
تا تدم از همت والایافت	هیچکسی ره سوئے بالایافت
تا نه نمی برد و جهاں پای خویش	بر تروی یکدم از جاع خویش
رخنه بینش پیک نظر تیز دار	دیدۀ اندیشه فلک بیندار
هر چه بد آن سوست همه نگر ی	چشم چو بر چشمه سوزن بری
دیدۀ باد ادم صنوبر بنا	سهل بود تا چه نماید با
ز آنکه غلط کار بود چشم هر	از نظر دل بجای کن نظر
مورخ دید و ملخ دید مور	دور ز چشمی که ز نزدیک دور
کشتی بر جاب و کناره دواں	بنیش عکس ست که بینی داراں
آنکه همه کثر نگر و چوں بود	چوں نظر است دگر گوں بود
دیدۀ ز صاحب نظر ان ام کن	دیدۀ کثر را ز مژه دام کن
خانه چشمش ده اگر دشمن ست	آنکه بنیش نظرش روشن ست

ن تو    ز بر سر خود    ز این    ز نیک نظر    ز تنگ نظر    ز هر چه از آن    ز هر چه بر آن

ن دیدۀ بادام    ز ا رواں    ز کثر نگر ی    ز به نظر دشمن



گل نبود گر چہ کہ زیر آب چشم	باک نباشد گلِ بینا بچشم
از نظر بی نظراں دور باش	زانکہ سہانیت چو مہ نور پاش
کور کہ اور ہیر کوراں شود	صف زدہ در چاہ چو موراں شود
ہست ز یک سکہ چو مینی ہوش	کو تھی چشم و درازی گوش
نیت مگس را چو نگاہی بلند	فرق نجاست نشا سز قند
تشنگی آب رود ز آب جوی	تشنگی چشم برد آب روی
ای دل تو تنگ تر از چشم مور	حرص درو گشتہ چو دریائے شور
بہر چوے تا کیتایں کار گاہ	عذر رہا خواری کستہ خواہ
قطرہ آبے کہ تن مردم ست	در دل آں قطرہ جہانے گم ست
قطرہ کہ صاف ستار لال اندرو	چرخ گنج بخیال اندرو
چوں کہ تو در قطرہ آبے گمی	نیت ترا قطرہ از مردمی
پری دل سوی بلندی کشد	پستی ہمت بہ نثر ندی کشد
آب کہ میلش بہہ دپستی ست	در پیش لاف زبردستی ست
موج زند جسہ کہ تالاب بود	کوزہ بریزد چو لبالب بود
چند چو طاووس پر آراستن	وز جل زربفت خرا آراستن

۲۵ بروے فن قیافہ چوئی آنکھیں شرارت کی اور لیے کان حق کی دلیل ہو ۱۲

زائیت لاکاہ گاہ      ز کستہ خواہ      ز از پیش

کرده لباس تنگ تر پدید  
 شانه ز بهر دل شکر لبان  
 گشته امانت چو روزی شود  
 کار نه پوشیدن حال خودت  
 آنکه دلش راست ز بهت لباس  
 بحر که در دایه گهر جوشان  
 سفله که زیور همه بر خویش بست  
 گرچه بساط از خرد اطلس بود  
 پیله که از برگ گیا کرد نوش  
 نیست گیس را چو ز بهت سخن  
 آنکه بکاوش کنی از بے خوری  
 زانغ که خر طعمه ز ریشش دهد  
 چون شتر سوخته نالان بود  
 قدر فرومایه نباشد عیاں  
 پست نگر دد به تمنی بلند  
 گوهر مردم ز پی سروریت  
 قطره آب که بخوابد چکبدر  
 جعد تو لیسیده بچندین زبان  
 موی بر اندام چو سوزن شود  
 پوشش بیگانه جمال خودت  
 حله دهد گرچه پیوسته پلاس  
 جامه غو کیست ز بر پوشش او  
 شد سرش از سر زش خلق پست  
 نیز لکه خواره بهر خرس بود  
 برهنه بینی خود و آفاق پوش  
 باد و حریر ست برهنه بدن  
 تا نمرود کی بر تو از بے بری  
 وعده بهمانی پیشش دهد  
 پیشش گزشت ز شغالان بود  
 سکه ندارد درم باهیاں  
 گرچه بانگشت کند پابلند  
 مهره خر ساختنش از خنثیت

زانگاه را تو سوزن را که پوشد و آد است و کس و خودش را زن و غارش را شغالان و نمرود

چرخ ترا بہرہ شہرت ساختہ	تو تن خود دیگ علف ساختہ
تیر کہ ترک از پیہ آماج خست	مطبخش چو بہ تہاج سخت
جامہ کہ گاز رہنرا آب شست	شعلہ دارش ز پی شعلہ جیت
پنبہ کہ شد پوششش تن افراغ	پنبہ قیلہ کنیش در چراغ
آدمی سرت از پیہ کاسہ بزرگ	گر نکند اس سرت حاکم بزرگ
قاعدہ کار چو نازک بود	دست کسے راست کہ چاکب بود
پنجہ رگ زن چو بلرز دزنیش	جاں برد از غمہ خونیز خویش
پای رسن باز چو گرز دبراہ	کہ برش بردود از روئے چاہ
ہمت اگر وہم ترا بشکند	ایں ہمہ دشوار تو آساں کند
آنکہ ہند پای کرامت برآب	کشتی ہمت بودش در نقاب
داں دگرانی کہ بسالاپرند	ہم ز پر ہمت و الا پرند
مرد محتاج بیاری رسست	ہمت او تکیہ پشتش رسست
تکیہ چہ آری بعصای کسے	زندہ نشد کس بقای کسے
شمع بشب گریہ کتاں مینید	ز آنکہ بجان دگراں مینید
دال بود بر سر دولت پیای	ز آنکہ شد از معنی خود رہنمای
ہست الف ابلہ بالادراز	ز آنکہ کند از دگراں پا وراز

چند ز بالِ پدر و جد پری      باد بود هر چه از خود پری  
 دانکه ز باد می سپردن قناد      سسل بود تا چه پر و خس بیاد  
 دانکه چو طفلان همه در خاک نیت      همت مردان چه تناسد که صیت  
 قالب مردم که جهان گفته اند      عصه دل دار و ازاں گفته اند  
 در نه چه یار اقداری خاک را      کوته دامن کشد افلاک را  
 در سرت از چرخ چه گنجد بگوئی      کیل نگوں ر چه سنجد بگوئی  
 سسل بود باخه چه آرد بدون      بایه دریاتبعاری نگوئی  
 لیک دلی کو در همت کشاد      خرمن عالم ز جوئے کم نهاد  
 صیت جهان در دل الادرون      دانه خشخاش بدریادون  
 دل که بایں پرنشو دامن گیر      گزیرد تو پیرانش بی شیر  
 دل چه پرتماز فلک نگزد      چو چه که در بینه بود چون پرد  
 بایه دل باید ازاں سال فراخ      کز تیر آں گم شود ایں کمنه کاخ  
 آدمی آنخب نرسد از زمین      تانه دد ز و پیر روح الالین  
 ایں پروالات نروید ز گل      تانه بود دانه دهمت بدل  
 تانه دد پرتوانی پرید      و ر چه پری زان توانی پرید

ز باد ز پری ز آنکه ز تا چه برد ز زیاد      ز آنکه ز همت مردم ز لیک ز ادرون  
 ز چو ز همت ز بایں ز دیر ز چو ز تانه دد ز دانه دهمت برین      ز پروالات ز تانه دد ز پرتوی توانی پرید

تیر کہ شد عارتیش یار پر نیم پریش منی با چار پر  
 پرزدن آں بہ سائی بود پرزدن مرغ ہوائی بود  
 دود کہ تشنہ است چرخ کو سر بہ نیم ابر نیار د فرد  
 دل کہ ز پستی سوے بالا نشست ہر چہ فرد دید ہمہ سیج یافت  
 چوں ز بلندی نگری سوے پست خرد نماید بہ نظر ہر چہ بہت  
 ہر کہ دوسہ نیزہ بر آید بلند اسپ نماید بہتش گو پسند  
 در قدری بر ترازاں یافت و پیل شود در نظر ابر و چو مور  
 مرتبہ چوں بر ترازاں گشت نیز زیر نظر ہیچ شو و جملہ چیز  
 نسبت از ازاں جاست کہ دید از غیر آنچہ بلند است جہان را حقیر  
 در نظرے کش بحدارہ بود ہیچ بود ہر چہ سوے اللہ بود

حکایت مولیٰ علیہ السلام کہ ہای ہمت و خواست کہ  
 چیز ہای ہویت و چشم و و چہ ساز کند

گفت بزرگ بکلمہ حسد ق کای بہ بزرگی ہمہ را رہنمای  
 بس نہ کہ کوئیں سخن آنجا زدی غفل رویت بچہ یار ازودی

۱۵ تیر کے عبارت ہوتے ہیں ایسے باد جو چار بروں کے اُسکا اُڑان آد باہمی نہیں ہوتا ۱۲  
 ۱۶ بحر زائے نے زائے کو درخت زائے خواست زائے جز اللہ نہ بس کہ تو  
 ۱۷ کیا یہ کافی نہیں کہ جناب باری میں زبانی باتیں کیں دیدار کی منت کس بہتے پر ۱۲

این چه طلب بود درین کارگاه  
 داد جوابش که چو کردم بر باز  
 چو نظم بهیچم از اوج بود  
 دره آں دیده که پستی نداشت  
 گفت دل از بهت عالی گرا  
 بر دو چو فکرت بخت ایم کثاں  
 خواستم از نیست کناره کنم  
 حیرتم از خویش چو بر کشید  
 بهمت گشتلخ ز بر روی گشت  
 غیرت از اینجا که کس کرده بود  
 تا بچنان پایه بپایستم  
 آں ادمم گرچه به پستی فکند  
 در دل مرد آنچه که غیر خداست  
 آنکه بهمت ز بر عالم است  
 بهمت خست و چه بود زین نفس  
 دین چه لب بود در آن بارگاه  
 دیده بنیش همه خلق باز  
 هستی عالم بهیچم نمود  
 بهیچ رقم صورت هستی نداشت  
 نیست ز هستی اثری بهیچ جا  
 یافتم از هستی مطلق نشان  
 هستی بی نیست نظاره کنم  
 تا در جات بکشم بر کشید  
 هر سر و مویم آرنی گوی گشت  
 در ادم دست در آورده بود  
 کرد بیک لطفه کن نیستم  
 بود هنوزم سر بهت بلند  
 گر نبود نیست بهمت گداست  
 در نظر او همه عالم کم است  
 که همه عالم کم از نیست کس

لا در آن لا آں دید نه بنیش لا نظم

لا در کشید لا بر آورده لا چنان لا هستی  
 لا اس لا آنچه لا چه بود

مقاله ویم در استتلال از مظلمه علم که مربوط است  
 بحبل اللہ المتین و استبعاد از حبل کہ منوط است فی ضلال  
 مبین و افاضت علماء راست کار کہ از انبیا بنی اسرائیل نمونہ  
 اند و ریاضت حرفان کمال الحاکم ثبات فعل و اثر گویند و فرق  
 کردن عمامہ داران زیر کلاه کہ برای بطانہ منعم کلاه اندازند و  
 پرہ داران زیر چپہ کہ دستار نعان را پایتیا بہ

## ظالم سازند

مہر جہالت بدیاں ہرز دہ	لے ز خر و خیمہ فزا تر ز دہ
گم شدہ در باد یہ کال گمست	فارغ از اں فن کہ رہ مردمست
در شب تار یک چراغیت نہ	از مد علم فراغیت نہ
تاچہ دو د مور بعشربال در	راہ پر از چاہ و تو ز اں بے خبر
در شب تار یک در اقد بچاہ	آنکہ چراغیش نباشد بچاہ
گاؤ بود خر مگس گاؤ نیز	چوں نبود مردم بدانش غیز

لایاتاہ لاجات لآ تاچہ زود لآ بغریل

سنگ خورد جابل آلوده سر  
 آنکہ بزندانِ جہالت گمست  
 مرو کہ از علم تو نگر بود  
 علم و درم ہر دہنہ پر ہر کست  
 آنکہ با بہرہ روزی سپرد  
 خاتمہ دانگشت کینیش پس  
 عالم اگر چاشت ندارد بنام  
 گر نہ با نصاب شوی پردہ دوز  
 پس چو چنیں ست زار با پیش  
 گر چہ کشد گاؤ جوال گہر  
 گاؤ فلک گوہر پر ویش بار  
 لے مصر از جہل چو در مصر خر  
 شمشاد چو گازر کہہ آب گیر  
 کوئل سنگ نداند ز زر  
 ہست گد اگر چہ زرش صد خست  
 کے نظرش بر زر و گوہر بود  
 از بہداں راہ بد متعال بہست  
 دانش دانندہ زر و زنی شد  
 آنکہ بزرگست مینیش پس  
 جابل اگر خسرو روم ست و شام  
 حیف بود در حق جابل ہنوز  
 عیب بود بر زر جابل خروش  
 بار زیادت شودش تہ ہنر  
 چوں خرک زہرہ بود زہرہ زار  
 اہل دگر باشند و اہلی دگر  
 سینہ تہی چوں سہرناقص ہیر

لا ندارد و لا بخز و لا برگرد ز بود و لا باشند  
 لے خرک جس کو اردیں گہر چ کہتے ہیں وہ لکڑی جیسے تمام تار و فلک زور ہوتا ہے زیر ہم نظر کی آواز نرم و بار یک  
 یعنی زہرہ جسکو مطرئہ فلک کہا جاتا ہے اسکی آواز سہانی آیا جو دیکھ کر پتار و پلاوہ جو اسکی برخلاف برج کو گردی کے برج سے کچھ  
 فائدہ نہیں۔ پرویں برج تو میں ہیں ۱۲ و زہرہ بود و زار زار و اسرہا  
 شمشاد چھوٹی چادر علاقہ دستار۔ سرکاد پتہ۔ سر مار شمشاد مترادف حضرت ایکاری کا نام ہے۔ لیکن ایک نسخہ میں لکھا ہے کہ ایک  
 مطلب سترابی کا نام ہے۔ سنی شعر یہ ہوتے کہ سراد پتہ تو آنا پڑا ہے مگر سر کے اندر کچھ بھی نہیں ۱۲



اہل نگر و دیہات سہ سیفہ	خزنت و از جل و بہا فقیہ
نیت چو دستار ترایہ پیچ	بہ کہ پہنچی سہرا زین پیچ پیچ
زشت بود کسوتی جہل کیش	بہرہ نہ با صد گز کرا پاسش
جہل سرت را چو بہ پستی فکند	کے شودت از دق مصری بلند
چوں نہ طبعی نہ دولت حاذق <sup>سست</sup>	مایہ مہراز پئے دق کاں <sup>ست</sup>
چوں کنی از صحبت <sup>علمت</sup> کراں	تا کیت از علت دق سرگراں
در چہ کہ پوشی سلب ناقداں	جہل تو پوشیدہ نہ گرد دہاں
جاہل و تبلیس <sup>ست</sup> از حد بروں	جذبہ پدید استرنگیں دروں
جب <sup>علم</sup> شش منگر کشش بہر	حنا رہ نہر پیرت و لطیفی زہر
ای کہ بکسوت شدہ صدر جوے	گر ز تو پرسند چہ گوئی بگوے
منصب بے مایہ نہ درخور بود	گر ہمہ فرزند ہمیر بود
باب تو گیرم کہ علی مضر <sup>ست</sup>	وہ کتا ز اں باب یکیدے کجا
تیکہ خرمیت با شش دہاں	ز انکہ بود جاش <sup>بصفت</sup> بحال
ور تو ہمیرا <sup>ست</sup> ز آباہی خویش	از ہمہ ہر تر طلبی جاے خویش
آنکہ بود دارش پیغمبر <sup>راں</sup>	جاش کہ ام <sup>ست</sup> چہ گوئی دراں
از ہنر خویش کشا سینہ <sup>را</sup>	مایہ مکن نسبت دیر نہ <sup>را</sup>

آبِ گھر ہائے کُن اچھوٹے  
 زندہ بھڑوہ مشوایِ ناتمام  
 زندہ کہ از مردہ فضولِ یست  
 زندہ کُن مردہ میخافِ رست  
 از گہرِ دانشِ خود ساز تلج  
 از پدِ بر مردہ ملافِ آبِ حوا  
 ہست ز دانشِ درجائے کہ ہست  
 چوں پئے جاہلِ درکِ اسفلِ ست  
 بے بصرانِ رست بہر جائیگا  
 بیشِ دکی نیتِ بیتا کار  
 فائدہ علمِ بہینِ خاص  
 سبقِ ادبِ کرپئے خود بینیست  
 علمِ تو نورست سیاحتِ مکن  
 مشعلِ کعبہ بگلخنِ مسوز  
 مرد کہ دانشِ پئے آبِ جبت  
 چوں غلبہ ز اہلِ تکلفِ قیام  
 دُرچو کُن گشتِ بود ز درویش  
 زندہ تو کُن مردہ خود را بنام  
 مردہ بیزئی بختِ بولِ یست  
 و آنکہ دم از مردہ برآر و رست  
 نے ز ریمے کہ گہرِ زعاج  
 گر نہ سگی چوں خوشی از استخوان  
 وز پئے جاہلِ درکائے کہ ہست  
 پایہ اعلیٰ طلبِ جاہلِ ست  
 کاستن از ذل و فردونِ رجاہ  
 دیدہ تہ فریبہ شود و فی نزار  
 کت دہد از جاہ و تکبرِ خلاص  
 مطلعِ دیبِ چہ بیدنیست  
 شمعِ سیہ خانہ جاہش مکن  
 دلِ حق حذر از سوزِ علی مدو  
 دست ز دانشِ ہم از آشت  
 آنکہ بود مقصدِ صد شش مقام

کشت نبش اند بصدربلند	برتر از ان شد شرف بهمند
سود سود و سودگی مصحف است	مصحف اگر بر سر و پا برکت است
کشت سخن از دین دیانت بیست	منبر و محراب سزای کس است
بوالعجب باشد و هنگامه گیر	چون زند از هرزه مذکر نفیر
ولے که صد محفل از و کر بود	خود نگزشت کشت و خط از بر بود
نفسه بهوده زند چون خرن	بهر نایش صفت بهسراں
چند زدن چوں نئے خالی خوش	نیشکرے باش ز پری خموش
به ز فقیه که بود نام تمام	آنکه نداندر قی بهر نام
خالی و پر مرد و نگوید سخن	حقه ز یک مهره بنالد ز بن
و آنکه بود پر دم از ان برگرفت	آنکه تھی مایه نفس در گرفت
نائب گر مایه بود در سرود	خم که ز بالاست تھی تا فرد
هست بیانش چو لیدن خواب	عالم غافل بسوال و جواب
دیو مسلط بودش سخره گیر	خفته که بهوده لب بر سریر
علم نه کافانه زالاں بود	علم که از خواب سگالان بود
خواب تو باشد شرف بندگی	علم چیاں خواں کیس زندگی
علم مگو خواب پریشان گوے	چوں تو نے از شاد و می حیل جوے

چند بود ساغرِ نہاں زدن  
 زشت بود ز ہر بلورِ سینہ در  
 حافظِ قرآن کہ خور و بادہ ہے  
 علم کہ را ہش سلامت بود  
 خود و وطنِ خویش بود سوختن  
 آنکہ یہ تعلیم دل افروز دت  
 تیشہ زن اندر ہنرِ آموختن  
 شمع شب افروزی کا شانہ رست  
 خاک شد سوزنِ پا آزمائے  
 خامہ مزین سوختنِ عامہ را  
 زرق تہِ رخصتِ نہاں بدہ  
 بیستہ کل مرغِ بزمِ بہاے  
 شہم نداری کہ چو فران ہی  
 عالمِ نیر داں بود از جیلہ دور  
 جیلہ تنویر بحبلِ صواب  
 پس نفس از رخصتِ قرآن زدن  
 یادہ و قرآن یکے سینہ در  
 کفر بود شستنِ قرآن بے  
 بدرقہ را ہ قیامت بود  
 بد رستہ را ر ہنرِ فی آموختن  
 زہر پئے و زہرِ سبقِ آموز دت  
 تختِ نسا زہر پئے سوختن  
 نر پی آتشِ زنی حنا نہ رست  
 خار مکن سوزنِ خود را پائے  
 آلتِ تنویر مکن حنا مہ را  
 زیرِ ملکِ ہیبتہ شیطان مہ  
 از نسبِ خویش بود بچہ زلے  
 تیغِ نبی در کفِ شیطان نبی  
 سچکے سایہ نہ بیند ز نور  
 بوقلمو نیست برام الکتاب

سلاہ افسر اور صرت کا کلمہ ۱۲  
 ۱۲ سیرغ  
 ۱۲ اس پر بال نہیں ہوتے  
 ۱۲ تختہ  
 ۱۲ کل مرغ ایک قسم کا گدہ جو جس کا سر سرخ ہوتا ہے اور  
 ۱۲ یہ داں زہر پچس

ز انکہ بداندره ویرود	این تہشیع بر آگہ رود
حاک بنود بروق بے نگار	کس جہلار انکند جرج کار
کز رہ تحقیق بر آری نفس	علم ہمان ست تحقیق و بس
ہم بوی از ختم خدا ترسناک	ہر چہ کنی گرچہ صواب ست پاک
علم تو در دیں غلے ست عظیم	چوں تو نداری ز خطا نیز بیم
وز پے تحقیق عمل پائے مست	ای ز پے قتنہ میاں کردہ چست
کالبدے دارد و جانیت نیست	علم کز اعمال نشانیت نیست
کنده بود کالبدے کلاہ	کالبد از ہر کلمہ بیش خواہ
خط کشش از خود ہملا گشت	آنکہ سبق خواند و سنیہ نگشت
گرچہ بعد حبیلہ بر آرد سرے	عالم بی کار نیابد برے
صدرہ سزیر کند یا زبر	سوزن بے رشتہ ندوزد اگر
داع جبین کحل اسفار یافت	کار شناسے کہ رخ از کار یافت
کونہ عمل دارد و فی علم نیز	قاضی بے علم نیز زد پیشیز
عامل شر کردہ قضائے خودش	نے علی ہر خدائے خودش
گاہ تضاد و زخے آشام کرد	دو دچراغ آنکہ نیارست خورد
تیو تار یک بود از دروں	و آنکہ خورد دو دچراغے فزوں

نابود ن بود ز پس لاکر ز علمائے لاکار و حامل ز بدش ز اثر ست

از پئے یک میرستم کیش را	محو کند صد حق درویش را
جیلہ گرانے کہ مظالم کنند	شرع بنی سخرہ ظالم کنند
ہرزہ شہ را دم نہاں دہند	کفر ملک را لقب ایمان دہند
و آنچه کہ شہ کار پریشان کند	آہنہ از رخصت ایشان کند
او فگند مال کساں در خاک	شاں ہمہ گویند حلال است پاک
در فن بوجہل کنند اتفاق	عدل عمر نام نہند از اتفاق
ہر بزرگہ کو صعب و قوی ترکند	سہل نمایند کہ دیگر کنند
و دم ترے ست لاش از بریر	و رخص از جیلہ کنند شذیر
جامہ پئے صرفہ خلق کردہ اند	از پئے پوشیدن حق کردہ اند
و در خیالے ز ملوک آب جوے	رے در آتش ز پئے آب جوے
علم نہ علم ست برابر باب جاہ	جادوئے ہست از پئے تسخیر شاہ
خواب تیکرار بے ان و	تا شودش خوکہ بہ سلطان و
بہرہ علم از در سلطانی ست	چادش شہ عالم ربانی ست
امی سخن از کوفی و شیبانیست	چند در خسرو و خاقانیست
میل تقبیل و بعثت اکمن	شدہ تما جیت اغراکمن

رُ نغان ہند رُ کمند      سہ ہرزہ فحشیں بیگناہ و خطا ۱۲      رُ آں  
 رُ حرق      رُ جادویت      رُ دود      رُ اپیں      رُ شیبانی ست      رُ اجلتیں خسروی خاقانی ست      سہ تقبیل  
 ترکی کی ہر نہ ویکے گوشت کا شوربا۔ بغرا بغراں خاں بادشاہ کا ایجا کردہ ایک کلمہ پلاؤ۔ شہ نریم پلاؤ یا جانوئی کی ایک قسم آتش کی ۱۲  
 رُ آتش

دور زمیری کہ بود خیرہ خیر اوز تو آزاد تو ازے اسیر  
 حکایت مشعلہ باوشاہ کہ شکایت عالم تریان و شن کرد  
 ورقم جائزہ احساب و گشت

نیم شبان نکتہ شناسے شگرت	پیش چراغ ملکہ خواند حرف
ہر دو چو گشت نہاں ز نقاب	دیدیکے شان ز بزرگان خواب
گفت بدانا کہ چگونہ است حال	گفت چہ پرسی ز عذاب بال
گفت کز انسان کہ ترا بود بست	با شرف علم و بال توحیت
روز شب و مشعلہ حالے کہ بود	قصہ بروں ز روز و بالے کہ بود
چوں ز ملک جست حدیث چراغ	گفت کہ شد برنم آں شعلہ باغ
سبق معلّم ز پے شادیم	گشت ز آتش خط آزادیم
اوشدہ از مشعل من تافتہ	من ز خطش حرز اماں یافتہ
جاہ فقیہ از امر اسے سفیہ	سود امیرست و زبان فقیہ
خمسرو اماں ز امر انیت خیز	سوے فقیہان حسدانی گیر
از پے کفارت تعظیم میسر	دیدہ ز پایے علماء بر گیر
مقالہ سیوم در کمال کلام کہ مالک قلب ست ممالک پان	

ملکتِ تکلم کہ فضلہ جان ست فضل انسان زبانہ زبان

راہِ دو و احتراق نیند و دُن اگر نقدِ اشتغال پیا آب

وہاں را کارِ مومرون

قالبی از بہر سخن ساختند	ہرچہ دریں چرخ کمن ساختند
قالبی این سکہ بہ از آدمی	لیک نیفتد بر شے ز می
جاں نتوان گفت کہ قالب بُو	ہر کہ نہ زیں سکہ لباب بود
گادمی از ناطقہ زندہ است بس	زندہ بجز آدمیاں نیست کس
از طرفِ ناطقہ نازندہ اند	واں دگر اں جملہ کہ تا زندہ اند
و آنکہ بدو زندہ بود زان بہت	پس چونین ست سخن جان بہت
حرفِ نخستیں شدہ در خطِ کُن	ای تہو و بیا چہ عقل و سخن
ہر دو ہم شیرہ جان تواند	ایں خرد و لطف کہ زان تواند
لیک کلید شش زبان داند	گر بخرد گنج ہنساں دادہ اند
وین دم جاں را بہماں کاہیت	کس چہ شناسد حدِ گفتارِ چہیت
بلکہ یکے از صفتِ کبریاست	کے سخن از غفلِ آب گیاست

را زیں را آدمیں را بدو را خط و کمن را چہ ہمیشہ



دانه حق در دل گرو دل پارس	وحی خدا دولت پیغمبران
دست از اندازه سفتن برون	گفتن از حد گشتن برون
جنش بهت اختر ازین یک هست	غلغل نه گنبد ازین یک هست
نکته باریک چو مورد و دها	لیک بنگینده بهر دو جهان
آدمی اندر ورع و زرق ازو	آدمیان را ز خرافا فرق ازو
گوهر شمشیر زبان همه	وز گهرش آب زبان همه
ای که کنی تیره زلال چنین	شرم نداری ز دبال چنین
نغمه کرو سار ز بشرد تمام	بانگ سگانش کنی از نوی خام
چند ز پاس درم افقی به رنج	پاس سخن دار که این است گنج
ابلی از صرقت زرمی کنی	صرفه گفتار کن ارمی کنی
گرچه ترا شسته گوهر بستان	گر بخل صرف نکرد پخته ست
مرد که او تجر به کار کرد	خرج همه چیز به بخار کرد
آنکه سفر کرد بدریا فزون	صرفه کند آب بدریا برون
نرخ سخن کرد نشاید بال	ز آنکه سخن جاں بود و ز رنجال
حد سخن گفت که چون ست چند	خاموشی گنگ ببا ننگ بلند
گفت نکو خالص نقد کل است	اول اخلاص ننگه کن قل است

لا در دل ز نور است و آن تیره ز زلاله و دبابی ز آنست و مقدار ز آنکه ز درون ز آنکه ز آنکه ز آنکه

یک بیاید دل باریک جوے	کو بسجن فرق کند موبوے
شانه مشاطه بود فرق کوش	مقنعه بر فرق زنان فرق پوش
فاخته چون نغمه بگو کند	بوم چسپرا بید ه کو کو کند
هر چه بینگام نگوید که	خاموشی از گفت نکو تر بے
گاه نوا سرفسہ قوال پیر	بهر خموشی شود شش حلق گیر
صوت که دندان کشد در فغان	ازہ دل باشد دسویان جان
گر شغب غوک بدے دل پذیر	چاه نکرے ز نفیر شش نفیر
آنکه حدیشش به تئیز نیست	مژده دل در تن او نیز نیست
خواب مجاور که تیز ویر است	گو رتی بهره تعبیر است
لفظ مزور که عبارت نمود	بر درم قلب خط خوش چه بود
لعل که آں راست کند از دروغ	قدر ندارد که ندارد و فروغ
نرخ ندارد و بر قائلین شناس	قالی ابریشم و تارش پلاس
قول سه کس نیست بد هر استوا	شاعر و قعه زن و دختر شمار
لاجرم آں که سه مکرم است	هر چه در آرد برکت کمتر است
نیست ز شاعر دم سیری درت	کز الف گرسنه اشباع حُت
ز آل همه بحر شش که در معنوی	برگذر قافیه حرف روی است

قرص خوراند ز خوردندانش نیت	و آنکه فلک بنیزد و هم نانش نیت
ماهی و شمش بکل با هم است	ماهی نه بحر شمش کم است
تخته خاکی طبع خوان اوست	کی کشد و سفره که صفر آن اوست
تا چه دهد پهلوی چوبی تراش	قرعه ز نمان نیز کم اندر معاش
کی دهد آنچه آرزو جان اوست	قرعه که گردند بفرمان اوست
مزد و رونغ مست بگفتارشان	این همه ناراستی کارشان
کش بود از راستی خود کلید	پس در فتح ست کسی را پدید
حرف نرفت از حد جدول برین	راست و ال راست حد کا و نول
سر نهادند ز قدم بر استان	آنکه شد از سخت سری داستان
پیش زو راست نگونی کند	گرچه کماں سخت حرونی کند
با دحوادث کلمش کثر نکرد	سرچو سوی راستی آورد مرد
قالب توقیع سلامت بود	هر که به تن راست علامت بود
تیر شد از کالبه راست راست	صدق جز از راستی ل نداشت
مسطر حرف دگران شد بیست	آنکه رگ راست را ندانم آست
هر خط او بر کثری خود بود	مسطر که چون تیر کاعتد بود
آدمی از جوش سخن غالب است	بس که نه گفت همه بر قالب است
برهنه هم کرد ز بانانش تمام	مرد که پوشید ز بانانش کام

پرده در اہل درم گشت مال  
 دیدہ آتش کہ لشکر و نساہ  
 در دوزبانی ست صواب گزاف  
 میل بود باد و زباناں دیرن  
 کار و کہ قصاب و دہم زند  
 مار کہ چون پیہ رسن لیس ماند  
 طرہ گفتار کن حنم حنم  
 نکتہ کہ افزون نیست دست و پا  
 قفل فلک در سج دہاں را ہر دہاں  
 گفت شولیب ز سخن دار ہاں  
 پستہ پرمنتر گوید حسن  
 ہست جلاہل بنظر پستہ و شش  
 باز چو کج شک دہاں باز نیست  
 بلبل از آشتی گی خود تگر

پرده در اہل قتالت قتال  
 پاسے زگل پارہ شود لب ہاد  
 خطانہ نویس قلم بے شکاف  
 گر دوسرت نیست فزن بد تیغ  
 پشت بصد ریش خوں خم زند  
 از دوزبانی ست کہ لب لیس ماند  
 گر چہ دل آویز جاسے ست ہم  
 گوش خرگ داس کہ بسر کرد جاس  
 گم کن اگر ماند کلید شش دروہاں  
 پنبہ کش از گوشش نہ اندر دہاں  
 گر چہ دہاں ست ز سترابہ بن  
 کرد و سسنگے بھفاں ست خوش  
 جاسے سخن در دہن باز نیست  
 خرد زبانے دے شور و شر

پیہ - سیاہ اور سفید - اہل ۱۲  
 کن - ز کلیدے

لہ - قدم  
 لہ - پیش  
 لہ - قفاں ست و خوش  
 لہ - حال  
 لہ - تگر  
 لہ - دہن

ہر کہ دہن باز بود غافل ست	فاثرہ ز خواب ست و لال ست
و آنکہ دل اوست خموشی پسند	خواہ دہن داکن و خواہی پسند
حلقہ کہ در گوش کساں گشت	با دہن باز مدیشہ نہ گشت
مرد بود کم سخن و تان رے	قہقہہ در خندہ گلہا مجھے
در لب ازادہ نہ بیمے بود	پاسخ سوسن بہ نسیمے بود
آدمی غمبڑہ بیچارہ گشت	کز شغف رعد زین پارہ گشت
آں کہ کند گوشش کج آوازاو	نائب کرناے بود ناماے او
خروج کند باہگ بہمائیگی	منہ نہ آید تہی مائیگی
کس نہ کند از سخن نرم بیم	در سخن سخت تبرسد سلیم
بانگ زند سخن تشدید اگر	حرف خرد در دل حرف دگر
تیز کن تیغ زبان در دہاں	تا نہ وصلتی ترانا گہاں
تیغ کہ ادگوشت برد بید ست	تیغ کہ از گوشت بود آں بیت
پیش کے زحسم نہ بانی نہ کرد	کا تر آں کار زیانی نہ کرد
خار کہ دارد بزبان نیشتر	ہم بخیلدن شکند بیشتر
لیک ترسند زباں آوراں	گاہ جراحت زد دل یاد آوراں

ز خواہی      ز زباں      ز شغف      مگہ شنب یعنی شور و خروش  
 ز کہ کند      ز در زباں      ز روشت      ز از زباں      ز یاد راں

خیر زبانی زخم سجان ز زخم  
 از دل سخت ست یانها بچنگ  
 زخم خورد و مرد سخن گوئی  
 در دل شب بندگی زردار بگی  
 تیزی خنجر بود از خار سنگ  
 هر چه لبست را سخن در دست  
 زخم خورد و مرد سخن گوئی  
 تیزی زنده بر سخن آدنی  
 چون شنونده است خدا موبو  
 جانی ز قل سمع الله درست  
 ناله لب را تو در اندویش  
 جانی ز قل سمع الله درست  
 هر چه نیرزد شنود آس گو  
 گوش من بر لب نیست گس  
 سامع اہم ادب آموز باش  
 راه مدہ هیچ شک آب گوش  
 تا تو حسم اینا ز نباشی دران  
 خاصہ ہندو کہ بلا گوش دست  
 وردہی از پندہ ہانت پوش  
 نیک شنو باش ز گوش سری  
 فتنہ پناہ بہ بنا گوش دست  
 قطرہ نم در صدق پاک جرم  
 بد شنو آن گوش کہ شد سری  
 ہر چه رسد پر حشران آب گوش  
 در شد اندر صدق زشت کرم  
 سمع بزرگان بہ بصیر شد دلیل  
 زود گمازند بد چشم ہوش  
 ناشنوائی ست دلیل کری  
 مروہ چشم بود گوش پیل  
 گوش گراں ست نشان خری

ز چہ ز زخم ز کس ز آدین ز شنود  
 ز بشنود در گو ز خامہ ز شود  
 ز خامہ ز شود

خود شود اندر حق خود عیب بخش	بر که سخن نشنود از عیب پوش
ا دهم از آن خنده شود خنده ز	گر چه بر خنده زنده مرد و زن
یاره گنگان و کراں گیسو	یاب و بگوے شود پشتمو
گرد و از دست شربت میس	آن که ندارد بد باں انگیس
شربت جلاب چه سودت بشت	گشت زبانت چو ز رفتی درشت
به که زباں را زسانی بام	کام و زباں را بد خاص ست عام
شوے اگر آب دهانت بود	لوث که در گرد زبانت بود
هر چه بشویند شود گنده تر	لیک هر آن فربله کا گنده
ماند بن چار زبانت پلید	نیست چو هیچ آب دهانت پدید
هر چه پسندیده بود آن خوش	نه همه گفتار از آنسان خوش
لحن بود ز فرس بے سخن	گفته که لغزش نباشد بے بن
چند توان و کله چو مشکین	نیست چو از زبده معنی سرین

حکایت عنان اری ابراهیم ادهم ز جولان بیو  
 راه رے کرد ز ادهم سوال ق کافے کره تنبیدان حال

را ارچه رود	را گیر و رد	را دست	را زبانت	را مانده
را ز	را لغزش	را کله		

صحن فلک در تیر پایاستی      این قدم آخر بجایاستی  
 خازن گنجینه گره کرد باز      راز بردن ادا ز صدق از  
 گفت از آن و که زبان را      دشتم از بیده گوی نگاه  
 درج دهاں انخدا دم زبند      بجز سجده که بود سودمند  
 زین همه راهی که سیرم میاید      این علم شد بخت دانهای  
 گفتن بے فایده ترک حیاست      قول مویجه صفت نبیاست  
 خبر از ایوان تو برگشت وز      تاکت این حسنه درانی هنوز  
 زین بین باز نه شد مدار      گرز خدایت ز خود شدم دوا

مقاله چهارم در تمهید اثبوت حدیث بانی و تشیید این جمعه  
 مسلمانان اول شجره طیبه شهادت که فروغ آسمان اختر  
 ثمره جانی برداشتن دو م اقامت ستون تاج کفاه  
 دین پیغمبرست در ارکان بافرشتن سوم از زر و سیم فرکا  
 زکوة کلید نجات ساختن و در شبت کشادن چهارم از زو  
 ماه رمضان مهر بر بردونخ نهادن پنجم سبے ان



۸۰  
 کَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ لَهُ مِثْرَاهُ بِرَدِّ شَيْءٍ فِي مَالِ اللَّهِ  
 وعونه وتوفيقه

تینچ اساس ست که ایمانی ست	هر یک از اهل حسن مسلمانی ست
هر که در آئینه عمارت بنیاد	مایه خود جمله بعنارت بنیاد
اول از اهل حلقه شهادت شناس	هر الفش هم سعادت شناس
لایه شهادت که توحید خاست	دو گشت او دو گواهند راست
لا چو به وحدت در الازده	هر چه جز الایه رالازده
این دو کتابت که دو عالم در دست	سهل مبین کا پنجه جز این هم در دست
بانگ نماز از چپه قوامی رود	قامت او هم بر ساسی رود
پاک دینت ز سالتا زین	رسته ز سر چشمه عین الیقین
هر دوش حلقه مغلده شده	نامی از الله و محمد شده
دینا و عقبی ز برش مایه	سدره و طولی ز سرش سایه
شبهه او بر فلک برتری	میوه او ز آبی و باغی بری
رخت چو در سایه شاخس بنی	میوه نیایی ز کس الایه
بچه شهادت کنی از حق پدید	کوست گواهی و کنی بی شهید

لَا اَسْ لَآ اَو لَآ ز لَآ تَاز عه آبی - بانی و سرکش ۱۱

لَآ کَ تَکَ وَا هَست کَفی الَا شَید

ہیں گے گواہی چہ موجبِ نبوت  
 آں کہ قبلہ شد اللہ نبوت  
 امرد دم در ہمہ ایام خویش  
 تیغِ فریضہ ست بہنگام خویش  
 ہر کہ قوی باز و از ان پختہ  
 گردنِ شیطانِ کفش رنجِ گشت  
 جبلِ متینِ کلمتِ محتاجِ یافت  
 از پئے این کنگرہ معراجِ یافت  
 پشتِ کماں در آباں کن دست  
 کیں حدِ قوسینِ مبعراجِ دست  
 شرمِ نداری کہ ترا حی پاک  
 خواندہ مبعراجِ دتو خفہ بنجاک  
 ہر چہ بدہر آدمی ست و پری  
 نیتِ مگر بہر پستش گری  
 لے بطلالت چو فرو مایگان  
 چند خوری نعمتِ حق رایگان  
 وحشِ طیلوسے کہ چرا خوار کرد  
 سرگبہ خورد گونار کرد  
 قطرہ آبے نخورد مایگان  
 تا کفد و بسوے آسمان  
 جسم و جافے کہ بکوبہ و دہ اند  
 ہم بزبانیِ بقیّالی اللہ اند  
 سنگِ دگیا ہے کہ تو بینی خموش  
 غفلِ شانِ ست فلکِ الگوں  
 و اں کہ بری خارجِ حیوانِ شدہ است  
 ہم پرستش ہمہ تن جاں شدہ است  
 و اں کہ ملکِ پائے تریحِ یافت  
 بر شدن از رشتہ تریحِ یافت  
 چرخِ ہم اینک بشکستِ بود  
 ہست ہمیشہ بر کوع و سجود

را چہ را نشست را زشت را کنگرہ را کماں دار  
 را مبعراج تو را در اند را شانِ ہست را فلک را ہم آنکہ

جمع کو اکب کہ چیاں می روند  
 آتش دباے کہ دریں پڑہ اند  
 ہم برش سجدہ کنای می رو  
 ہم رخ خواہش بسا کردہ اند  
 ہم سر طاعت بزیں سودہ اند  
 ہست پرستندہ بقدر خویش  
 آدمی ست آں کہ بعت گمست  
 آں کہ سجودے برش کم بود  
 کسوت اسلام در اندام حیت  
 حیلست و کسوت روشن دین کیست  
 کسے گلیے کہ نازی بود  
 جامہ اسلام بر اصحاب ریو  
 این لباس ست کہ تلبیس ست  
 راکع و ساجد شدہ تن چون لال  
 ہوش بینانہ دتن با جدے  
 بیضہ دل خواندہ تو دل انام  
 چوں بوداں بیضہ اسلام چوں  
 ہم برش سجدہ کنای می رو  
 ہم رخ خواہش بسا کردہ اند  
 ہم سر طاعت بزیں سودہ اند  
 ہست پرستندہ بقدر خویش  
 دیو دل ستا چہ تن درمست  
 باشد از ابلیس نہ زاد م بود  
 قوت اسلام در اندیشہ ست  
 سایہ طاووس نگارین کیست  
 نرا طلس نوبہ کہ بازی بود  
 پرفرشتہ است گس ران دیو  
 و آن نہ خیال ست کہ ابلیس ست  
 پویہ زناں مشرق و مغرب خیال  
 و لے ابلیس طاعت آلودہ دے !!  
 وزمنی آلودہ در و نش تمام  
 کاید از و چشم طیلان بریں

لادب لادداری بطلت لای ایمان لای علیہ لای دین لای ازان  
 لای بیجانہ دورو لای دین - پدیں لای این

سنگ تو در دیں بود ار استوا  
 نفس که رویش نه مسلمانست  
 بیضه شیطان شکنی صد هزار  
 خطبه او مسلم شیطانیست  
 دور ز نفسی که چو آهر مناس  
 چند توان اشت درین یولان  
 یک دست ارباب دفرماں بود  
 پاکی آن مومن پاکیزه خوے  
 قطره آبے که چکد ز آب دست  
 گاه وضو شستن دست از دست  
 کاوری آن دم که بدرگاه رو  
 مسح سر آن گونه کن سر سری  
 پاک چنان شو قدم روشنست  
 شد گل سرشے چو پاکیزه  
 سهل بود ز آب که شوی برین  
 پاک شود راه حن و اندگیر  
 تحت پیشانی خود کن بکار  
 بویضه شیطان شکنی صد هزار  
 خطبه او مسلم شیطانیست  
 دم زند از نفسی که مطلق عنان  
 ز آنچه مجلس دیوان فراخ  
 مرتبه ملک سلیمان بود  
 کاب نمازی دهرش آب رو  
 دشمنه بود بر جگر دیوست  
 موعظت می کند از پرده پست  
 دست ز آرایش باطن بشو  
 کاب ز سرگذر دست از تری  
 که تری آزاد بود دامنست  
 گرچه خاکست بیریافت جلے  
 آب چنان جو که بشوید درین  
 گرچه پلیم - زمین این پند گیر  
 تحت خاک از پے رو تر شمار

ز رویش به مسلمان ز تعبیه  
 ز بر ز چوپاکی ز سهل بود آب  
 ز بخار

تا شود ناصیه در سجده خاص	که شود از ناصیه گیران غلاص
نقش آملی ست بلوچ حبیب	بر در مخلوق مست بر زمین
وای که تا چند چو افسردگان	سجده کنی بر در این مردگان
لے که گزاری بجزا ز نماز	سجده نیاری که نذار و جزا
زشت نمازے که ریاشان است	مربا دیو در ارکان است
گشت ستون چو ز دیو کتبی	ستی آں سقف که بر زمین
ایں همه جاے ست که فرضت بجا	هر چه جزاین ست چه جاے رجا
لے همه در جمعه و عید نماز	که بود آیت ز در بے نیاز
تبع خطیب ارچه که محرابی ست	کند و سر افکنده زبے آبی ست
آں که نذار و دل اسلام جوے	هست بهر جا که زود ز دروے
هست چو زرد آئینه مندواں	سرخ در و دیدن و چوں لیاں
پیشہ مردست نماز و نیاز	زن بود از عذر زنی بے نماز
تن که بطاعت نہ بود نور دار	معد ز زن بشنو و معذور دار
نیست نماز آں که کنی بے خشوع	وزدی ارکان بسجود و رکوع
سجده نہ باشد کہ برے زمین	بر صفت مرغ شوئی دانه چین

ز ناصیه سجده - ز بود مراد از زشتگان عذاب ۱۲ ز ننداری ز بر خود ز فرضی  
 ز آیت بدر ز که بود ز مردانست ز دور ز زانو

تو بچیں چیدن نہ ز خاک  
 کن بہ نازت ہمہ ارکان دست  
 کے پری اندر صفِ مغان پاک  
 ساختہ کن بابے از ارکان سہرا  
 مات شود جائہ ایمان دست  
 یافت اساس دین چوں بہ راز  
 سوے عمارت گہ ثالث خرام  
 بوکہ دہ شمع حضورت خدای  
 سد اماں بند ز سیم زکوٰۃ  
 محکم از پنج ستون منار  
 مال کر احسان بکات دیست  
 داں ہمہ بنیاد ز زر کن تمام  
 آں کہ زیکہ دہدت بوشک  
 دور درم کن سپر مہلکات  
 خواستہ ناخواستہ دادت خدا  
 پنج زد دست زکوٰۃ دیست  
 زانچہ نصاب ست نصیب بد  
 کترازاں کشن ہی از چل کیے  
 سوختہ را درم خوش فرست  
 دلے کہ تو خواستہ ندیشے  
 چوں سہ بنیافت بطاعت قیام  
 فرود دے بطیبہ بدہ  
 روزہ کرم نامہ روزی دہا  
 مہر بد روازہ آتش فرست  
 ماہ نوروزہ کہ گردید پدید  
 قاعدہ چارمی آمد صیام  
 کردہ اشارت یکا برد کہ ضم  
 نامہ کہ حرفش انا اجزی است  
 گہ چو سہ غرہ گہ عین عید  
 وز دگر ابروے اشارت کہ قم

لائزیں لڑنجاک لڑستونے لڑسیم لڑزرکن  
 لڑات بودر و قیامت نجات لڑاحسان کوت لڑانچہ لڑروز لڑہم لڑضم

صایم ازین مملکت دین فزائے  
 عید شدہ ششہ شہر شس باز  
 بود چو مہر زہمہ سالت شکم  
 یازدہ شہر از شمت بوناک  
 زشت بود دل بخش از تن شدہ  
 چرخ تراہب شرف ساتھ  
 گنبد مسجد کہ شدہ از مال ساخت  
 چون تن مردم زکیاست پرد  
 گرنگی کاہل شکم را بلاست  
 گر تو سعیدی ز غم ناں منال  
 روزہ کہ خورشید دے آتش و سوت  
 بایت اندر صف دیوان شکست  
 و اں کہ خطا کردیکے راز جا  
 چارہ نہ باشد چو بیابی تمام  
 پیش کن آنجاہ بصدق طریق  
 کورنہ۔ نور صفار ابین لو  
 مشرق بند آمد و مغرب کشائے  
 چادش خوان آمدہ بانگ نماز  
 کم زمی کت بود این نایہ کم  
 کم زیکے شہر کہ دارش پاک  
 عرش خدا در چشم گلخن شدہ  
 تو تن خود دیگ علف ساتھ  
 شیر کش مہر ز چال ساخت  
 کو چو خراں بار نجاست برد  
 راست رواں ابہ نعم صکات  
 سنبہ بر مشری آمد و بال  
 نور دے اینک سپر آتش ست  
 تیر خطا کم زن ازین نیم شست  
 سہم زدہ گشت زشت خدا  
 زاد حلال از رہ بیت الحرام  
 بندگی حضرت بیت العقیق  
 لنگ نہ۔ راہ خدا راہیں

را در تہ گلخن رے کے چو خراں رے کن رے تاکہ رے پیشہ کن رے بصدق طریق

گرتن بیار بود گوشه گیر  
 در دل بیدار بود تو شمع گیر  
 خیزد دریا و بیاباں ترس  
 تشنه برو غرق شود از جاں ترس  
 ز اشکِ ندامت گهر افشان بچسب  
 ترویه ده به پنجسببان غیب  
 لیک صفای تو گرازمی بود  
 دم زدن از راه صفا کو بود  
 گوئی بتان دل ظلمت پناه  
 بیت حرمت بس و سنگ سیاه  
 مسجد اگر هست مثل پیش در  
 از پس سائے رسی آنم مگر  
 در همه سالت نبود ایں هوس  
 جز بترایم و خستین و پس  
 آن که دو گامی ره سالت بود  
 در ره یکساله چه حالش بود  
 حکایت حاجی که در راه حج صرفه تعلین کرد و برهنه که

### از پوست سینه خود تعلین راه بستن

کعبه رُے دید بصدق و ثبات  
 برهنه را بره سومنات  
 جاں زدیم شوق مساحت کنا  
 خاک ره از سینه مساحت کنا  
 خستگی سینه براه دراز  
 از سر دل پوست همی کرد باز  
 گفت به عارفِ خوف و رجا  
 کین سفر آخر ز کجا تا کجا  
 برهنش گفت که سالیست بش  
 کین از نیگونه گرفتیم به پیش

لوتیار ز چو ز زومت ز اگر



گفت نیشنده که چون پاویست  
سینه چاوداری ازین گوشت پست  
گفت چو دل در ره بت باختم  
پا برش نینزد دل ساختم  
لے که ز بت طعنه به بندبری  
هم زوے آموز پرستش گری  
گیر که تیرش به نشانه خطاست  
هست بکیش کز خود تیر راست  
سستی آن کز روی دین سست  
کو بکثری ماند بکیش در ست  
هر که درین کیش از دخم زفت  
راست نشد تا بهجت نمفت  
تیر که در کیش کماؤش بود  
عاقبتش تاب ز آتش بود  
خسرو من کوش به تیر صواب  
نات شود ترک خدائی خطاب

مقاله پنجم در تقویت تقوی و جهد جهاد اکبر و اقوی  
و تطهیر نفس از لوث شهوت و تذکیر جمع و ارجیای

### سنت و جماعت

لے شده بازیچه دست هوا  
کرن ردائی بره ناروا  
جهد و مال این چه پریشانیست  
ترک خدا این چه مسلمانیست  
بیخ کس از بند خود آزاد نیست  
بیخ دلی رازحت دایانیت  
ریخ طبیبان بسیل است نبض  
مرگ نویسنده باطلات و قبض

لے او لے ازین خم برفت لے خطائی که هر لے لے ناروا لے لے لے لے در اطلاق

بے گھر خلق کہ کاں میکند  
 در غرضه کوش کامانت بود  
 نامہ چو از آب نویسی رواں  
 ہر کہ بہر ہمیز زیر دھیب  
 ہر کہ نہ بیز عمل خویش را  
 سرمہ چو ہموار نہ ساید کے  
 مرد نہ از چربی طینت نکوست  
 از گل چربا رچہ کہ باشد چراغ  
 تمانہ پر تو اسلام نور  
 زہد برد فتنہ تبسمایہ را  
 لوث چو پرستہ ہلاکت کشد  
 خیر کہ از بہر تو کردند پاک  
 چونکہ زیں سجدہ گہ رویست  
 کالبدے داد و خدایت دست  
 زانچہ خدا داد و نولے باز  
 مردہ نہ دست بچاے زن  
 گزگری ہسمہ جان میکند  
 کوشش بے سود زیانت بود  
 شستہ شود ہم نوشتن رواں  
 از پلے دار و نہ رود بر پیا  
 ساختہ شو گو غضب پیش را  
 چشمش از اں سرمہ بگریہ  
 نورتن از مغز بودے ہیوست  
 کر زیدار نیست زرد عن فراغ  
 کے شود از جہیہ سواد تو دور  
 خنجر خورشید برد سایہ را  
 آب چو بگرفت بجاکت کشد  
 قبلہ گردون و مصلّا خاک  
 چشمہ خورشید زیں شوکتست  
 سستی جانت کہ گزارش نیست  
 پیش کہ آں دادہ تانڈ باز  
 در منکر بے تو بارے زن

لاچوں لائش ز جیلہ زبہ ز پاک لڑچوں زیں لڑ جانٹ لڑ آنچہ

ہیکلِ آسودہ بکاسے در آر  
 جانِ دست از پے دینِ دادہ  
 دار ویت از فزوں تین بیا ریت  
 تیشہ تو ساخت بوجیک دما  
 در عملے کوشش کہ پاکی بود  
 کار چو پیش ست بچہ لے جوا  
 نیکوئی آموز بہرنا کے  
 آں کہ بدم دادن مفسد خوش  
 آں کہ در افگند بدریا لعاب  
 لیک پسندیدہ نشد صبح و شام  
 بر خیم می داں دل مفسد نبرد  
 دل چو پیمپ نہ گراید ترا  
 گل چو بویرانہ بیاباں رست  
 چیت شراب آب شرآمنیہ  
 پیشترک زان کہ باند زکار  
 نرپے بازی ست کہ این دادہ  
 گندہ بے تیشہ بیکار چیت  
 کم زیکے تخته حرفی خدای  
 کوشش پاک ہلاکی بود  
 ہمدکن بابے اگر می توں  
 زان کہ بدی ہست خود اور لے  
 آتش غرور و دم گرفتست  
 تاچہ فزوں کرد بدریا ز آب  
 غرق شدن دستح می دام  
 بر سرچہ رقص کناں موش کور  
 بحر مغ و مطرب کہ ستاید ترا  
 بلبل ادخدا بیاباں رست  
 نقل۔ کبابے نکش ریختہ

لاساختہ بس لاجہد لڑ جہدی سے کروش سب نھوں میں ہیں لیکن کروش لڑ جہڑی کو کہتے ہیں وہ  
 معنی یہاں نہیں بنتے۔ کرنش چھکی کو کہتے ہیں اور قصہ یوں مشہور ہے کہ جب فرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 کے لیے آگ جلوانی تو اور اسی قسم کے جانور گرگٹ وغیرہ نے آگ جلانے کے لیے بیٹھیں ماریں۔ اور یہ  
 نے آگ بجھانے کو پانی ڈالا۔ اسی قصہ کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے ۱۲ لڑ شدہ وہ بیرون لڑ کباب لڑ

خوردن میبردنی راست  
 بود بریشم زین مار عشته دار  
 کفشگری سپرم کهن میگزید  
 مست بجز سحره هشار نیست  
 خلق و تواضع که زمستان بود  
 طیبیت می کش نبود بوی طیب  
 گل که ز خضراے دمن بود  
 خانه مخالی که پُر آلودگی ست  
 مست بنجما کند آشامے  
 جان گس هست خم پارگیں  
 پایے بلرز دچو لبسے بود  
 شرب ز ناتیره کند رے را  
 شیشه می کوست بجل فساد  
 هرمن و سر کز ان آب فیت  
 هر که بجام این قدح از شربت  
 رے چوبے آب شد از رستن  
 دال که بدش مخور دکن خنجر  
 لرزه آواز بدو گفت یار  
 بوس دهن گشت بدانش فرید  
 مسخره دیوشدن کانیت  
 شعبده یاده پرستان بود  
 دیو دلال ابود از وی نصیب  
 بوسے از گلشن دیگر دود  
 غوک و جعل راز وے کسودگی ست  
 پاک هم از بویے افتد بقه  
 زهر بود بر گیس آبیس  
 مستی و ثابت قدمی کے بود  
 شاهد و مست کند پایے  
 چیت کز ان ام نبات نرا  
 نرگس خود بسته این خواب فیت  
 آب هم از بوسه هم از شربت  
 شبت چوبے آب شود مردن

لبراس لژ بود لژ به بند لژ فاد لژ کرد لژ اس

گاہ جوانی من گرتاب خویش	زود رود سیل از آب خویش
قطرہ کہ از پشتِ درختِ تور سخت	گوهرے از مہرہ شیتِ تور سخت
گوہر سبک تو چو رفت از میان	مہرہ مخمل شود از ریسماں
نفسِ ترا جوش تو بے تاب کرد	نطفہ تو خونِ ترا آب کرد
مشتِ بندار بودت میلِ ز	چند ترا گشت تو در عقدِ بیت
مشتِ کہ از عقد تو نگر بود	شستِ سہ از بیتِ تو نگر بود
چند نو دبا سہ توانِ داشت چند	مشتِ عقد نو دوسہ بہ بند
مرد دم از شہوتِ آمادہ زد	زاں گرہ نیسفہ نرد مادہ زد
مردی آں مرد کہ کم جوش کرد	ہر دو گرہ بر زد و خاموش کرد
مرد نہ آں شد کہ شہوتِ پرست	مرد کے داں کہ ز شہوتِ پرست
طفل کہ بازی دہدش دُست	در صفِ مرداں بہ بلاغت
مرد کہ تو بالغِ دیں سازیش	اوست کہ شیطانِ ہد بازیش
زردنخواہی ز زمارے را	پردہ فلک چشمِ زنا جے را

لہذا ہم از عہدِ تین شعورِ قائل کے متعلق ہیں جس کی شکل یوں ہے کہ ابہام کا سر بتا بہ اور وسطی لگی کی ہیں۔  
یہ خاص حالت کا نقشہ ہو جاتا ہے۔ تریسٹھ کا عدیہ ہے کہ انگوٹھے کا سر انگشتِ شہادت کی دوسری پورے کی لکیر پر گھو  
اور خنصر و خنصر وسطی کو بند کر لو اس میں علیحدگی اور ترک پائی جاتی ہے۔ ترانوے کے عدد سے تمام مٹھی بند ہو جاتی  
ہے۔ اس طرح کہ انگشتِ بتا بہ کو ابہام کی جسمیں گول کر کے ملاو اور باقی تین انگلیاں بند کر لو۔ باقی مٹھی  
صاف ہیں ۱۱

دیدہ بود مہرہ کش<sup>۱۱</sup> دل بعین  
 ریم سگان ست بہر سو نگاہ  
 آن کہ پھر رشتہ کش<sup>۱۲</sup> ز اہست  
 کند بود گرچہ کہ دندان گرگ  
 چشم بلیدی کہ ز پاکی پرد  
 پیچ<sup>۱۳</sup> کہ شد غمزدہ زنی سازاد  
 دل کن از شہوت آلودہ شاد  
 تر ملائک مطلب کاے سلیم  
 تاکت از رخصت دیو اشرار  
 گر بغیریت نہ دلت خوں شود  
 ہر کہ دریں آویہ ابلہ دشست  
 زنگی ناخوش بھاری دروں  
 صندل ہندو کہ بہ پیشانی ست  
 ایں چہ زمان ست کہ در ہر طرف  
 ہر نفسے کار گنہ پشیر<sup>۱۴</sup>

نرد نہ جنبد مگر از کعبتین  
 شیر سر انگشتہ خراہد براہ  
 جعد<sup>۱۵</sup> سلام و زنج شاہست  
 ہست زبان برہ سوہا گنگ  
 بے بصرت آن کہ فریش خود  
 کور بود آن کہ خردنا زاد  
 خیرہ بدہ نعت جوانی بیاد  
 باقی از سببت شیطان کلیم  
 وقت غنیمت ز رسیدت بکار  
 دیو تو لا حول کہ بیرون شود  
 فسق مر اورا بگانش خوشست  
 حور شمار و عزیش از برون  
 غالبہ مہر ز شیطان ست  
 ہست بفسق اہل جہان اشر  
 خواری دیں باشند ازین بیشتر

۱۱۔ مہرہ دل کش بعین۔ مہرہ کش۔ وہ شخص جو گایا کسی دوسرے کو مہرے جلاو۔ ۱۲۔ پتخ۔ دونوں مترادف ہیں اس شخص جس کی پکلیں گر گئی ہوں اور اس کی آنکھوں سے پانی بہتا رہے۔ ۱۳۔ پیچ۔ زانیاتی (۱۳) بلوٹ۔ بلون۔ ۱۴۔ پشیر۔ عجب۔ مجرد۔ کوارا۔ بے بیابا۔ ۱۵۔ جعد۔



هر چه بخوانی و به پیچی - مخوان	نامه چه خوانی چو به پیچی - رواں
مغفرت امید دار از امید	تا دلست از ترس نه لرزد چو سید
نور و دغاں هر دو قهر آن زند	خوف و رجا هر دو بایان زند
رخس برون تا ز که میدان سیت	گر بر ریاضت صف جلاں سیت
گنج دو عالم بست از دست	تا علم شریع بیان دست
تا نگشتی استین از اصل و فرع	میوه حالت ندیش از شریع
خضر در خواسته ز نهار بنده	طرح درین حسنه چه افکنده
فاتحه از سر احسان بس	علم گرت نیست ذخیره ز بس
پرتو یک شمع زرد و شعله بیش	در بودت علم و عمل هر دو خوش
نور و عیدست که یکجا شود	عید که در جمعه مهیت شود
از پیر رحمت بسبب می کند	از تو که حسان طلبی می کند
کرده و ناکرده پیش یک است	ورنه در آن درگاه ملک اندک است
از گل باش چه میش و چسبم	گر نه بهانه است ز نهر کرم
تا چه برد آره پاسی ملخ	تا که خرد مهره رخسان تیغ
کار چو با دست پر و ز حساب	با کنه ایریم ز خشم و عقاب
جائزه آن علینا حساب	بس بود از بے خطا و صواب

از طاعت ز فاتحه ات ز میش ز بود ز رحمت ز بحر کرم



گر چہ عمل نے بقیاس عطا است ہم ز عمل دست کشیدن خطا  
 کار کن لے دوست کریں کشنیا تخم عمل راست برے بشمار  
 و عملت فی بحر لے سزا است آں کہ حسد امی نکر دہم جزا  
 حکایت نہ اہے کہ از جملہ فرو طاعت بیدین حق تعالیٰ  
 قناعت کردہ

زاہدے از خوان صا تو شہ گیر گشت ز غوغاے جہاں گنج شہ گیر  
 شد ز بے سجدہ پنداش خاک زیں صندل پیش  
 تا بہ نو سال میں اوری دشت ز توفیق خدا یاوری  
 بصر دے خضر ز خضر لے دشت سوے نہاں خانہ رازش گشت  
 گفت ز علی کہ مراد ادہ ق معرفت ہر دوسرا دادہ ا  
 می نکر م کاین عمل صدق را می کنی وی نہ پذیرد حسد ا  
 پیر ز حالت چو گلے بگفت آستینے از طرباقتا ندو گفت  
 گر نہ پذیرد ز من پیچ کس آں کہ نگہ می کند آتم نہ پس  
 من عمل خویش کم بندہ دار آں کہ خدا نیست برانم چہ کار  
 خسرو اگر دیں سبلی کار کن طاعت نرواں کن بسیار کن

لا دریں از پے ز دلے زانی گفت ز ریزہ

کن بکن بیش بگفتنی      آن چنیسند به پذیرفتنی  
 مقاله ششم در شکر صوفیانِ صافی نوش و شکر  
 لعل نشان زرق پوش و گام گزاری پیش قدم  
 خطوتین قد وصل و گفاری پای در گل ماندگان طینت  
 کالکار فی الوصل و سز نشن و اغداران فتکوی بهاجا  
 و سرافرازی حکم داران تک ماسوی الله

ای قدم اندر ره مردان د	هفت در گنبد گردان زده
بر زردی یک قدم از طبع خوش	تانه نمی بر سر خود پیای خوش
خاک شوا از بار لکد چوں گیا	بو که ری بر فلک کبریا
لنگر آرام بیک گوشه نه	راه بلا را نه رضا تو شنه
شده محنت علی ساز کن	بر سر ایوان فلک تاز کن
تا بهما کو سیاهی زنی	دیده نوبت شاهی زنی
باز نه دانند ز رفیعی دل	صیت تو ز آواز چیریل
نام تو زان مرتبه کافروں کنند	غفلت در گنبد گردون کنند

لا بر نزدی لا برد جهان لا زانده لا بار کن لا فلک باز لا بدانند لا صیت تو آواز نه زند

گاہ و غاد صفت مردان مرد  
 بلبل که سوراخ کندش پست  
 نام نہ برد آں کہ خدنگے نخورد  
 تانشود خسته بصدا جادلت  
 بہر بردن رفتن آواز است  
 چہرہ سنگار نہ کنی گو بگو  
 نور و قایت نہ شود حاصلت  
 دانه کجا سودہ شود جو بجو  
 خواجہ کہ صد مضمضہ ز می کند  
 دلے کہ آشام ہلاکے کند  
 ہست بے صوفی پشمینہ پوش  
 کش نرسد بانگ موزن بگو  
 تند بجراب حنا راں شود  
 چوں زیش دور سلطان شود  
 صبحدم از بانگ نماز خروں  
 شب پرہ در قبلہ خرد پیرفس  
 کت رسد از جے کساں ابر  
 ز اہد خشک از پے اندام شو  
 ردغن دوش شود اس آبرو  
 گر تو بجراب شوی آب جے  
 پیش نظرمانہ بود تانباک  
 ہر چہ در آلودگی افتاد پاک  
 بس کہ توان دیدن تیرش در آ  
 دیدن خورشید کہ توان تاب  
 پست نماید تہ آب آسمان  
 رفعت از آلودہ بتابد عنان  
 ز آدمیان تا بملایک چہ فرق  
 گرفت مردم بفسادست زرق  
 مغرب و شام ست معنی یکے  
 مصر دینہ است بفرق اندکے

از حقایق آنکہ او زرد زکار عارف پوشیدہ نوش زرد زرد زرد زبے ز موزن ز تانباک  
 عہ کہ از مال دیگران تمتع بیایی ۱۲ ز آبروے ز کند ز توان دید برباے آب ز زکار دین و دنیا

ہست ز او تا د فلک اندا  
 نور جہاں از قدم اولیاست  
 مرد بہ پیشینہ در زوں کم ہاں  
 حد بزرگاں نہ شناسد کسے  
 زو بفدک تنانگری در حضور  
 ہر کیا اینچم کہ بخت کم ست  
 آں کہ سہارا نگری ذرہ وا  
 نسبت مرداں ہم ازین جاگیر  
 این ہمہ مرداں کہ ملائک پڑ  
 چند چو سنگ بزمین رشوی  
 پرتو اشراق چو بخندہ گشت  
 آں کہ ز مرد ز قمر تاب یافت  
 سرتہ د امان کسے در بر  
 قبلہ مکن پیر حجاب را  
 ابروے قبلہ چو اشارت نمود  
 کردستوں چوں تبواضع قیام  
 خیمہ بے منج نگیں قرار  
 جان نظر و جسد تو تیاست  
 کوست جانی تیرے مئے نہاں  
 صحبت شاں تا نگر نید بے  
 چشمہ خورشید چو دریائے نور  
 در محل خویش یکے عالم ست  
 ہست بمقدار زیں ہر ذرہ با  
 مرے اگر یافتہ پیا بگیں  
 موز نایند و سلیمان فرزند  
 پرتو شاں جے کہ گوہر شوی  
 سنگ سیہ جوہر رخندہ گشت  
 لعل ترا ز چشمہ خور آب یافت  
 کو کندت غرقہ ز د امان تر  
 تا بخرا بی نبسہ ذات را  
 نخست لعل آئند بر کوع و سجود  
 بام زیں بوسہ نند و السلام

مرد و شہینہ دو را جے گیر لایے گیر کہ آں ہمہ ز وند ز خورشید ز بخندہ نیست ز زخم ز رنگ ز آید



لے کے نگرو دقمت ز آب تر  
 جز قدم خشک پہ باشد دگر  
 تر قدمی پایہ دیگر بود  
 گر ہمہ ز اس بے قومت تر بود  
 فقر کو چاں عدسے میں نیست  
 جملہ دے و قدسے میں نیست  
 زندہ فقیر نسبت کہ دم باشدش  
 دوست و ندہ کہ قدم باشدش  
 خضر و مسیحا کہ مکرم شدند  
 مایہ عمر از قدم و دم شدند  
 ہیں چه سبک باشند آں بھوس  
 کہ نفس خویش پر دہر نفس  
 مروہ بہ آں حسر کہ زہر دہو  
 کردہ ہب سبب دم عیسے گرد  
 زر کہ ستانی و وہی چسیت نہیں  
 خاصہ کہ بتانی و ندہ ہی کیں  
 خواہ کہ آساں نکند خور و نہ خور  
 شمعہ خور و دہائی و مطرب چور و  
 صترہ صوفی علف شاہ دست  
 ز اہ زرد و دست گرہ کردہ  
 غم نخور و کیسہ بر سنگدل  
 کر پے زر خواہہ شود تنگدل  
 نیشکرے کو گر ہچ ساز کرد  
 خلق بدنداں گر ہش باز کرد  
 آہ ازین طائفہ زرق ساز  
 آستنے کوتہ و دست دراز  
 پشم سیاں نہ ز آگاہی ست  
 دام سیاہ از پے دہ ماہی ست

اے نگرو دقمت ز آب تر  
 جز قدم خشک پہ باشد دگر  
 تر قدمی پایہ دیگر بود  
 گر ہمہ ز اس بے قومت تر بود  
 فقر کو چاں عدسے میں نیست  
 جملہ دے و قدسے میں نیست  
 زندہ فقیر نسبت کہ دم باشدش  
 دوست و ندہ کہ قدم باشدش  
 خضر و مسیحا کہ مکرم شدند  
 مایہ عمر از قدم و دم شدند  
 ہیں چه سبک باشند آں بھوس  
 کہ نفس خویش پر دہر نفس  
 مروہ بہ آں حسر کہ زہر دہو  
 کردہ ہب سبب دم عیسے گرد  
 زر کہ ستانی و وہی چسیت نہیں  
 خاصہ کہ بتانی و ندہ ہی کیں  
 خواہ کہ آساں نکند خور و نہ خور  
 شمعہ خور و دہائی و مطرب چور و  
 صترہ صوفی علف شاہ دست  
 ز اہ زرد و دست گرہ کردہ  
 غم نخور و کیسہ بر سنگدل  
 کر پے زر خواہہ شود تنگدل  
 نیشکرے کو گر ہچ ساز کرد  
 خلق بدنداں گر ہش باز کرد  
 آہ ازین طائفہ زرق ساز  
 آستنے کوتہ و دست دراز  
 پشم سیاں نہ ز آگاہی ست  
 دام سیاہ از پے دہ ماہی ست

زشت بود صوفی تمسیل زرش	موسے نہ و کوہ گراں پیرش
مویہ تراشی بسرت بار سخت	خودشوی اصلع چو گراں سخت
زر چو بسجید بسنگ شکوہ	ہست گراں تبے از سنگ و کوہ
چونکہ نسجد سرتوبار موسے	کوہ پیہ ساں می کشد آخر کویے
دعویے فقر و عمل زردام	فقر گراں ست تجارت کدام
زند مقام کہ بود پاکباز	بہ ز عبادتگیر با حصہ و آزار
عاشق زرعاشق در گاہ نیست	زاں کہ دولی در خوار این راہ
آں کہ ز دنیا نش نباشد غم	حاصل دنیا دھند اندر غم
داں کہ گرہ زرد بدل او درم	تہمت اسراف نہ بر کرم
کسب زار خود بشریت بود	در روش فقر خلعت بود
تا تو ندانی کہ زرا زبت کم است	بر ہمنان است زریں ہم است
ایں ہمہ شیخان این پیر است	بر ہمنانند بہت زرد بہت
دنیا و دین ہر دو ہم در نہ است	ز ہر زپا ز ہر سبباید شست
کس بہ یکے کفہ نکرده است دینا	سہلت شیر و مژہ ہائے گوزن

ز صوفی میل ز موند تراشی ز اصلع چو ز زر چو نسجد  
 ز بسنگ و شکوہ ز آخر ز کویے ز فقر کدامت و تجارت کدام  
 ز بہ ز عبادت ز دانکہ گرہ بردل او ز درم ز از جور

از پئے دنیا که نیست زنده  
هر که بخت بد بگردید بے  
مردی در ہی حسانه به نغا گزار  
کارِ جہاں اہ جہاں و اگر گزار  
ہر کہ سبک شد ز جہاں بچاں  
بار سبک دید و ترا ز و گراں  
گر تو بہ تمکین بہ نیب ز ایستی  
مرتبه نیست بہ از نیستی  
بخت تو گرفت نہ چندان بہ  
خواب پریشان نگری آں بہ  
پاک و دل را کن از فاقہ عیب  
گنج آئینش نگہ کن بحیب  
سہل میں سختی سنگ فقیر  
گو ہر آں سنگ نگریہ فظیر  
کوہ کہ بندد کمر از خارہ سنگ  
لعل و زری ہم دہ از کان  
آب خور خاک کہ اندک بہت  
لے خاک آں کاغذ ش بہت  
سفلیہ چو زین لٹہ خور خود سیر یافت  
دیر یافت  
در تہ کلخن بزماں کہ ہم خرد  
تاکیت ایں مزبلہ مسکن بود  
آں کہ ازین جفیہ بڑی رفت  
مرد نہ زین چو نرند آں رود  
گر یہ کماں آید و خداں رود

را گر تونہ نیکی بہ  
را کہ بگرد  
را گنج آئینست  
را زین رہ  
را زینچ کلخن  
را کمن گشتہ  
را ز کلخن بود  
را ز شد  
را مرد نہ زن باچو  
را بزندان



راہ رودار پانہ بند برہوا	کے پرداز چاہ زمین رہوا
اں کہ ز دنیا تہ لنگرست	پرزون او بہوا منگرت
باید مرغے ز ملائک پراں	کش نشود لنگر دنیا گراں
نہیت گراں ہرین پیلای درآ	پشہ ہم از بانگ زاید ز پآ
ہم سبکی جوے کہ پرداز را	بار جلا جل نسد باز را
کے رودایں ہ بگرانی تنے	لنگر عینے چو شود سوزنے
شدہ نبی از سایہ خود برکراں	ز انکہ شدش سایہ دیر ہ گراں
اں کہ تبارک کلہ ترک دخت	ہستیش از نیست باید فروخت

حکایت ترک شبلی کہ یکدم در گروہ خود نہ نسبت خود

در خلفان او چلے درم بستن نہ بود

شبلی از انجا کہ تدمش دشت	رے بدر ویزہ در ویش دشت
گفت پیرس آنچہ توانی سخن	گفت کہ در ترک بیانی کن
پیر ورون دیدہ و بیرون شناسا	صرفہ نگہ داشت سخن را پاسا

---

لے در آید پاسے	لے ز انکہ شدہ سایہ	لے پیشہم از باد
لے درون دیدہ بیرون	لے ز انکہ شدہ سایہ	لے آنچہ توانی

در طلب تقدیر سوخت خانه خجست	تقدیر به داشت بیاثری خجست
داد و هم اندر نفس بازگشت	آنچه بر و راه زین رازگشت
کاسه بدر غیب ز خاصان بار	رو به بد و کردش اسای کار
نیک بستم که بدانی تمام	راز که در پند صبح ست تمام
قفل مرا هیچ کلید نبود	چسبست که با اینهمه گنج وجود
راه در خانه گرفتنی فراز	من بچشم سلسله جنیان آ
خوانی دانگه من آری جواب	تا رفتمی را که بدانی صواب
عربه در گوشه نه در گوشش باش	پیر خجسته که خاموش باش
راه گرفتیم بوطن گاه خویش	من که بگفتار تو بستم ز پیش
هست درین مرتبه کوتاه نیست	تا تو نه دانی که دل راه نیست
یک دلم داشتیم از ملک مال	لیک از آن ز که نیز زد صفای
در کف درویش نهادم که رو	بود بد آن حسنه در دلم گد
خرقه از رق نشود زرق راه	تا چون از ترک بر آرم کلاه
تا دم این سکه حلالم بود	قلب ز دم را آنچه دبالم بود

---

ز من که شدم      ز را که ندانی      ز در گوشه کن      ز لیکن از آن  
 ز از تنگ بر آرم      ز قبله زرم آنچه

شرم ندارم که بدلق کُسن      یکدم نقد و ز ترکم تحسن  
 لے کہ نہ گردی تو بصد گنج سیر      چون دم تجرید بر آری دلیر  
 پایے چو دفتر نہی زینهار      دست چو خسرو ز گدائی بدار

مقالہ ہفتم در انوارِ نفسِ خوش رسند کہ روشن چوں نفس  
 خوشیست و ترکِ اِلِ مال کہ در قلبِ الم جاویدست  
 و چوں کوہِ پانیہا در امنِ گن اس سنگِ خویش کشید  
 و چوں باو در حسنِ لے خسان امیدِ خاشاک

### ناوریدن

لے دم از این قناعت زد      مہر بر ہایِ صناعت زدہ  
 گر قدرت راست نہایت دیر      بر تو فریضہ است نہ کوتاہی دیر  
 صبر چو گنجست بکج خراب      رو کہ توئی منعم کامل نصاب  
 مرد تو ننگِ بصبوری بود      لیک نہ صبرے کہ ضروری بود  
 طالبِ رداں درون بقرار      در شکم مار بود پایے مار

لا یکدم نقد و ز دست زار گدائی برآر گز فریض زار گئے

کوزه زر بہر تجرّی خرد  
 آب خوش ار مشربہ گل خورند  
 قرص چو کوزه آبے گنج  
 بہ کہ برون شربت پید و ترنج  
 آن کہ دہن باز دودش پس  
 سیر گردد مگر از خاک و پس  
 پای مسافر کہ بخت در خاک  
 خاک خورد زان دہن خندہ نا  
 مرد کہ ہرے بکاسے دود  
 پیش نشیندہ غلامے بود  
 باد کہ باکوہ مناسد شکوہ  
 بوسہ زناں بگذرد از پایے کوہ  
 بہر حالے چہ دوی حیلہ ناک  
 باسے اگر تگ زنی از بہر پاک  
 بہر حالے کہ بود خوب خوب  
 گر کنی آن است ہزاراں عیب  
 پاک زبانش راست مسلم حال  
 سوزن رزمی بدودا گسیاہ  
 تیرہ تر آن خانہ کہ گنجش فزین  
 آن ر سوزندہ کہ چوں آتش است  
 کندہ سبک بر سر ہنرم کشاں  
 ناز طلب از تن نازک دشاں  
 ریگ بیاباں چو شد افروختہ  
 شیر دود چوں سگ پاسوختہ  
 ہست بہ از تیغ درم گیر شاہ  
 کچہ چو دوس پارہ ہنرم کش  
 صندل تر بر تن نازک گراں  
 زہرہ چہ دار و خیر از ککشاں  
 شیر دود چوں سگ پاسوختہ

تافته گردد و چو قدم جاسے تو  
 آں کہ بہ آساں خورشید خوش شد  
 خواجہ زمانے کہ ندارد ہی  
 پشت منجم چو قوی شد ز قوت  
 کرد تنہدہ چو بگر ما خرام  
 جولوہ ازین شرم کہ شد سائین  
 لقمہ خالص کہ سختی کش ست  
 خواجہ کہ داند روشن زندگی  
 دارد از آں جو خود را عزیز  
 آں کہ بود سنگ و سفال تو  
 ترالہ کہ سنگش زخم نوبد  
 نانے اگر هست میسر ز جو  
 چہرہ خورشید از آن یافت نور  
 ماہ از آن کاست گر آن حاجت  
 شد ششم انگشت زبردست پنج  
 ہم تو کنی گنبد ہم پایے تو  
 زو شرف نفس بیک سو شد  
 کچھ کند دست بجائیں ہی  
 زیر سطرلاب خرد غلبوت  
 رقص کناں گشت بھر او بام  
 رفت فرو تا کمر اندر زمین  
 او خاک گاہ کہ بدلتش خوشست  
 برورد و ناں نکند بندگی  
 کش نبود گندم سلطان کزیر  
 میل ز زریش بود بر جوش  
 نے محک ز محک جو بود  
 از پئے لوزنیہ دوناں د  
 کوزہاں گشت بقرص صبو  
 کچھ کند بر در خورشید ست  
 کونہ فندہ بہر گشتن برنج

لاجپاسہ لڑ کردہ تنہدہ لڑ کشی  
 لڑ بے لڑ بود لڑا از آن جا  
 ز خوشی لڑا کہ جو لڑ صفای

دست بشوز آب کسان تن به دست مشوز آب رخ خوشین  
 آب رخ از جعبے خیاں جوے کن رخ به جبهه خود آب رسته  
 ضامن وزی تور دزی سالا دیدہ کور تو بسوے حسا  
 ہر جعبے مرغ بدہ جبا پرد کرم ہم اندر دل جو جو خود  
 ہر چہ ز اسباب تو پردا خند زان چہ تو دانی بہ از اسل خند  
 برگ معیشت کہ بگیاں دست ہر چہ کہ بائیتہ ترا زان دست  
 آب ہوائے کہ دم دجانت بے درے در ہمہ جازانت  
 ز آتش دغا کے کہ نداری گوئی خانہ بخانہ شدہ آرام گیر  
 گوہر دلع کے نیاید بہ کار چون نگری قیمت او بشمار  
 بودے اگر دانہ چو ہر گراں زندہ کہ ماندی چہ گوئی دواں  
 ورنہ ز دانہ کہ ز زناں بے لقمہ درویش کے آساں بود  
 زر کہ سگفتہ چو ہباری ازد جز نظرے بہرہ چہ داری ازد  
 تا تو بدانی کہ کرم کردہ اند کار تو پیش از تو ہم کردہ اند  
 ہر دو خون خوار کہ خوں شیراوت طبع در آراشیں نچیراوت

لہ ہر چہ کہ بایت لہ آب ہوائے کہ دم جان لہ دانہ چو ہر لہ زندہ کہ ماندی کہ کمانی  
 لہ کہ لہ دل لہ خوں خوارہ

داس کہ تنش از نبات ستای<sup>۱</sup>      مطنخی اوست مه و آفتاب  
 چرخ بدلا بی شاخ جوت<sup>۲</sup>      ابر بقالی کشت نوت<sup>۳</sup>  
 خاک بصد جاس شکم کرده پاک<sup>۴</sup>      آت یکے خوشه بروں آد پاک<sup>۵</sup>  
 غنصر اجرام بکار تو یار<sup>۶</sup>      نشو و نما نیز چو عنصر بکار<sup>۷</sup>  
 چرخ وزیں ہر دو بیک جابده<sup>۸</sup>      تا چو یکے میوہ میتا شدہ<sup>۹</sup>  
 خادم اسباب تو چندیں کساں<sup>۱۰</sup>      تو ز پی رزق دامن چسپاں<sup>۱۱</sup>  
 آں کہ فلک اعلیٰ میت خوا<sup>۱۲</sup>      رزق تو آخر نتواند فنا<sup>۱۳</sup>  
 ہر چہ کہ روزی ست سوزنا<sup>۱۴</sup>      و آنچه نباشد نہ رسد بگیاں<sup>۱۵</sup>  
 پس نیے آنچه نخو خد سید<sup>۱۶</sup>      بہر چرا ہیئہ باید دود<sup>۱۷</sup>  
 از دل خورسند برآور نفس<sup>۱۸</sup>      کا آنچه رسد بہرہاں ست بس<sup>۱۹</sup>  
 مردم ناقص کہ چنچہ باقصا<sup>۲۰</sup>      شہ لنگ ست منارہ عصا<sup>۲۱</sup>  
 لقمہ بدانی کہ دہد کردگار<sup>۲۲</sup>      رنج ہی بردل نا استوار<sup>۲۳</sup>  
 پاکی آں گنج کہ پاکش ہی<sup>۲۴</sup>      خاک براں نہ کہ بجا کش ہی<sup>۲۵</sup>

۱۔ باب ۲۔ اس کشت ۳۔ داد ۴۔ نگار ۵۔ تو یک ۶۔ بدل آخر نتواند

۷۔ نتواند رساند ۸۔ جد ۹۔ چیدن ۱۰۔ کوشش کرنا ۱۱۔ چھوڑنا ۱۲۔ چھوڑنا ۱۳۔ ۱۱

۱۴۔ کشت ۱۵۔ برانی ۱۶۔ گنج ۱۷۔ ہی

بوئے عمارت بجز ایسے رساں      سوخته را دم آید رساں  
 چشمه سبیل آورد از بسبیل      قطره کنج شک بنابر خلیل  
 بے درمی نقد رضا پیش نه      محشی لقمه بر ویش نه  
 حاصل دنیا خور و لب پاک دار      راه خورشید رخسار خاکن آ  
 لب که بود سادہ عیال خوش خور      سلبت پر دام گل گستر  
 باد مکن در سرازیر خاک و خس      خوش خور و با خاک یکسان پس  
 ہیں کہ بہ ہشیاری خود پیل مست      خاک بسر کردہ خور دہر مست  
 پرستی دنداں ز پسندیدگی ست      حلقہ تہی چشم ز بردیدگی ست  
 شد شکم و خلق حواصل فرائخ      باز شکم تنگ بود دل فراخ  
 آں کہ ز آمال بود تشنہ حال      سیر نکرد ز درد دریائے مال  
 ریگ کہ تشنہ است نہ غایت پروا      خشک فراخ ست بدریا دروا  
 نقد گرہ بستہ و معدہ تہی      تنگ زبے نشیہ زہی الہی  
 لے غلہ را در غلہ داں کردہ کوہ      چند گرہ در شکم و تنگ چو مور  
 نیشکرے کوئے نابے دہد      صد گرہ سخت بابے دہد

۱۲. بغایت

۱۳. خوش

۱۴. آنکہ زبے نشیہ ۱۵. بر ۱۶. بود ۱۷. بود



لاجرم افشار دهندش بے  
 جانوے کوست بجز آدمی  
 آدمی ست آنکه نہ سیری بود  
 بے خورشی کسب ز شاگیاں  
 آن کہ گهر دارد و کان میکند  
 چند با فردن غنم افزون  
 چون کتہ کاؤ کہ در راں خرد  
 باد تاسف مخورے نامراد  
 ہر دم حسرت کہ بدل در شود  
 آن کہ بدہ توے بود جہ ساز  
 و اں کہ برہنہ است چو سیر زغن  
 گل کہ ہر جامہ صد نوہناد  
 خار مقیلاں کہ نہ برگے در دست  
 پس بربذ آب ککندش خے  
 معدہ چو پرشد بودش بنی  
 بر سر سیری غنم سیری خورد  
 ہست چو فردوری گل ایگاں  
 جاں ز برے دگر اں میکند  
 شیر دیت ہست چرا خون خوری  
 شیر ز پتاں نہ مکد خوں خورد  
 ز اں کہ شکم سیر نگردد ز باد  
 آتش حرص تو فردن تر شود  
 بفسر از سردی خود چوں ساز  
 بگز روش ہم بیکے پیر من  
 لرزہ کند با تین نازک ز باد  
 بس بودش جامہ ہاں توے پست

لک ایں لک بہ از لک سیری پرد لک خورش  
 معہ کتہ چھڑی جوڈھوروں کا خون پیتی ہر ۱۲ لک نہ مزد لک مزد  
 لک بشفرد از

شقه سلطان منگر ز زَناب	جه در دیش نگر ز آفتاب
لے که ترا دولت خور سندی ست	شکر خدا کن که خداوندی ست
گر ز خرد پایے بدماں توئی	جای نگر دار که سلطان توئی
شریت آسایش تو آب بس	مشقه شام تو مهاب بس
گر چه خوری شریت جلاب ناب	تشکی دل نه رود جز آب
با شهیت چو ز آب ست نوش	بهر تکلف به تکلف مکوش
آب عجب هست حلات بکام	فعل تو کردش تبکلف حرام
گر بی و میوه نه رایت بود	شریت آبی همه جای بود
در چه بری لقمه سیری بنیر	سیر بود لقمه خور نیم سیر
آنکه منش آرزو تن بود	سیر بناچار بیک من بود
خر که من به جو یک دم خورد	دل شودش جو اگر کم خورد
با کم کم ساز چو پیش آیدت	تا و بدت فوق چو پیش آیدت
سیر بسیرت چو دام رسد	رنجه شوی لابد اگر کم رسد
شیر سیاهی یک دکان مشو	باز سپیدی یکس خواں مشو
ایک شک دشمن و خویش تو شد	تنگ فراخ از کم و بیش تو شد

لا درویش نگر ز آفتاب    لا بام    لا بهوش    نه شیره انور    نه مَر  
 نه بنده    نه دانه    نه نیکاری    نه آنکه    نه دشمن خویش

خود بشو و چرم بحلیت گری      تنگ ز شنگی و فراخ از تری  
گر چه کہ بتوان بد و ناس زستین      بگم از آن نیز توان زستین  
چند کشتی از پے بستی گزند      کوش بخور سندی و باش از جند

## حکایت پیر گراں سنگ کو ہمار کہ از نبات نخک حلوائے خرسندی خود سست

کار شناسی پے کارے گرفت      رفت بغلت بن غارے گرفت  
شد ز گریباں کشتی غم ستوہ      دامن خود بہت بدامان کوہ  
تن ز تنغم بجائے نہاد      دل ز قناعت بگیائے نہاد  
خاصگی از ملک ننگ دیار      روزے از اسے گزشت از ہمار  
گوشہ نشین را بطواف اندر وں      دید چو سیمخ بقاف اندر وں  
پیکرے از کرب محن چون خلائ      قاشی از سلخ فلک چون ہلائ  
رنجہ شدش دل بچیاں دیدنی      کرد زباں رنجہ بہر سیدنی  
کاسے بھن دادہ جوانی بہاد      روز تو پیرامن پیراں مہاد  
کام تو از بودن اسے گوشہ چست      در رہ وادی طلب قوشہ چست  
پیرید و گفت کہ اسے از جند      بخیری ز آفت چرخ بلند

زایاکم زابہ خرسندی ز رفت و رغبت ز ملکان زہ آشکار ز کونکرب ز خیال  
ز کام چو دایہ طلبہ توشہ

من که شدم آگه ازین کارگاه      بار برون بروم ازین بارگاه  
 زاویه کردم بسته خارِه      طعمه گرفتم ز گیا پارِه  
 گفت سوارش که مگویش و کم      آدمیاں را چه گزیر از شکم  
 گر تو زنی دست بفتراک شاه      وارهی از خوردن مشت گیا  
 پیر بخندید و بد و گفت باز      کاسے شده باز بچپے دست نیاز  
 گر تو قناعت بگیا کرده      بندگی شاه چرا کرده  
 هر که بسطی ز بهاں شاکست      همچو من از بندگی آزاگست  
 و آنکه طلب کرد حلاوت بکام      ماند چو تو همچو خودے را غلام  
 خیزد لا برک قناعت بساز      تات پو خسرو نند و اند نیاز  
 مقاله ششم در بلیدی پایه عشق که صفت صفوت و کانی  
 و بلیدی مایه فسق که شمره شهوت شیطانی است و کف  
 ظلمت شہاسے فراق که سر مہ پیجویی بیداران است  
 شرح لذت و تنگانی وصال که بادہ خرابی ہوئیست  
 و بیان حسن معشوق که فضل تفضیل است و بیان حُسن

## عاشق که فصل و تفصیل است

چون تن آدم ز گل آر استند	خانه جان بیدل آر استند
آدمی آن سست در دے دل	ورنه علف خانه آب و گل است
دل نه هال قطره خون است تو بس	کز خور و آشام برآر نفس
دل اگر ایس مهره آب و گل است	خرم از اقبال تو صاحب دل است
لیک دل آن شد که بوائے درو است	وز طری بے وفاے درو است
زنده بجاں خود همه حیواں بود	زنده بدل باش که عمر آں بود
زندگی دل چه بود پسوز داغ	مردہ بود هر که نسوزد چراغ
زندگی جو ز دل در و ناک	زندگی کالبدی چیست خاک
شوق نه در آب و گل قالب است	مست نه گردد خم اگر قالب است
میخ کجا داند ذوق کباب	نیشته چه آگاه ز بوی کباب
گر چه دهاں لقمه زنگشت خواست	ذوق دهاں است نه زنگشت را
کچھ زدیگ ار چه که حلوا کشت است	چاشنی آنرا است که حلوا کشت است
غمزده به جاں که غم اندوز نیست	سوخته به دل که در و سوخت نیست
سروی دل مردگی دل بود	خون چو به تن سرد شود گل بود
زابل تکلف نتواں یافت سو	تا بنود شعله هستی فروز

عشق زبانی زهر افشده پرس  
 ذوق نمک گرچه زبان را خوشست  
 خون دل سونگهاں باشد آب  
 گرچه کس از خسته نه کاوش کند  
 نانه که بو از همه سوگردش  
 آه گواه دل نمکش بود  
 موم بود دل که در عشق ست  
 نیست چو دیوار تن زود سیر  
 خرقة آلوده ز صدق ست  
 سونته را جنبش والا بود  
 مشعل عشق چو شد خانگی  
 کشته ایس تیغ سیاست بستی  
 راند چو بر تخت همتی قلم  
 زله بهمانی انسان نهاد  
 راند چو بر خیم کمن کینه را  
 قاعده خاک بر اختر کشید  
 سوزش آن از دل آزرده پرس  
 چون بجرحت فکنی آتش ست  
 گریه کند بر سر آتش کباب  
 ریش نمک خورده تراوش کند  
 پوست کجا پرده بوگردش  
 دود بغازی آتش بود  
 کو بکذا ز افند از یک شزار  
 کاه گلی کرده و سنگی بنیر  
 هنرم تردد بر آرد نه نور  
 کوشش آتش سو بال بود  
 سونته شد عقل به پروانگی  
 آنکه اماں یافت از دم کسی  
 عالیها سافلهما ز در قم  
 داغ به پیشانی شیطان نهاد  
 گشت بنجاک آتش دیرینه را  
 رایت آتش بزمن و کشید

داد سگاہ را بکلامک برات	کرد بدل لاشہادت بلات
جام چہ آگہ چہ صہباست این	خوک چہ داند کہ چہ دریاست این
ہشت حدیقہ چمن این گلند	چار فرشتہ گیس این ملند
چرخ کہ زیرست وز برہر نفس	زیر زبر کردہ عشق ست دہس
طبع کہ میلش سوس مرکز بود	از کشش مرکز آں خیز بود
روح دریں زاویہ بگاہست	عقل دریں سلسلہ دیوانہست
آنکہ چشید این قح تلخ فام	تلخ شدش چشتمہ حیواں بکام
ثمرت شیریں بخارے خوردند	باوہ تلخ از پے کارے خوردند
چاشنی باوہ تلخ آنکہ یافت	رودے ز شیرینی عالم بتافت
نہیفتمہ از بوسے مہ افتد خراب	عارف ہشتیار ز بوسے گلاب
جاں بیکے جرمہ کہ این نکست	کرد خرد حملہ و بیرون گرخت
زندہ نہ آنست کہ جانے درد	اوست کہ از عشق نشانے درد
جان کہ نہ عشقش بود آں بازیست	عشق نہ بازیست کہ جان بازیست
چند بری عشق بازی بسر	عشق دگر باشد و بازی دگر
مرد کہ در عشق بچاں فردیت	گر صفت کافر شکند مردیت
زندہ دلاں خوش زغم دل شوند	جانوراں پاک بہ سہل شوند

پاک دلے کہ با گاہی اند  
 بہ کہ دریں رہ برضا ایتی  
 گر ہمہ بردیدہ زند دوست تیر  
 چوں تو فغان از سر خارے کنی  
 دل کہ اسیر رخ رنگیں بود  
 خار اگر چہ بود تیز سر  
 روی نکوراحت نظارگی ست  
 آنکہ تو بینی رخ زیبای شمع  
 صورت شاہد اجل معنوی ست  
 کس ز رخ خوب وفاے ندید  
 ہر بت زیبا کہ جانش بود  
 مردن عاشق نہ زغم خواری ست  
 نرہوس ستاں ہم آشوب دل  
 دل کہ بود شیفہ نے از خود ست  
 سیمبر نے کہ تو بینی چو ماہ  
 کشتہ حق چوں ملخ و ماہی اند  
 رنجہ شوی چوں بقضایستی  
 منت بردیدہ نہ وہ پذیر  
 بہ کہ جز از عشق شمارے کنی  
 موم شود گر چہ کہ سنگیں بود  
 آتش سوزندہ از و تیز تر  
 بر دل عاشق غم و آوارگی ست  
 سوزش پروانہ شد و زیر جمع  
 خطا مسلسل رقم جادوی ست  
 کیت کہ آں دید و بجائے نہ دید  
 فتنہ نیازادہ جانش بود  
 کرپے جاں غمزدہ بدل داری ست  
 ہست تباں را قرہ جادو بدل  
 حاجتی ابروے خواباں بدت  
 عقرب جاں اند ز زلف سیاہ

نا مشو نا تیز تر ز غم عاشق کہ نہ بجاں داری نا دہر نہ چہار

عہ نیابا لکسر یعنی پدیر پدیر و بمعنی قدر و عظمت نیز آمدہ۔ نیازادہ عیص اسحاق بود ۱۱



طره شاں ز دِ ولایت ناست	ز گیس شاں آہوئے شیر فکست
گرچہ ہمہ چشم و چراغ دلند	سوخته داند کہ چہ داغ دلند
مایہ ہر اندوے کینہ جوے	دشمن جانند وے دوست وے
آفت تقویٰ لب می نوش شاں	زلف بلائے بہ بنا گوش شاں
چوں خط شاں سرمہ دہد دُشمن را	کیست کج راں بادہ نہ گرد و خراب
دل شدہ گاہ ابرخ زیبائست	مستی یلیل نہ زبل کن گشت
گر نبود دیدہ شہوت گراس	چہیست بہ از دیدن صنع خدای
دیدن خج باں ست بشوہ وبال	قند چو می گشت نباشد حلال
گر نگری پاک رخ لالہ فام	نیست گل و لالہ بدیدن حرام
آنکہ ز حق پاکی چشم عطاست	منع ز رخسار تبارش خطاست
دیدہ کہ دروے نظر پاک نیست	سرمہ آن دیدہ بخبر خاک نیست
دیدہ نباشد کہ نظر نیستش	کورچہ بیند کہ لب نہ نیستش
دیدہ بادام کہ بے نور زلیست	از گل بادام چہ آگاہ کہ چہیست
دل چو رخ خوب تمنا کند	دیدہ بناچار تماشا کند
ترا نچہ کہ دل را غم آوارگیست	دیدہ چہ آگاہ کہ نظارگیست
ز آل دل آزرده خرابی کند	کو چو نمک یافت کبابی کند

ہر صنفے را کہ نمک بیش تر  
 حسن نیکوئی رنگ ست بست  
 نیست غم از رنگ و صفائے هست  
 باز چو در شکست از جمال  
 آنکہ درو شوخی خواباں کم است  
 نافہ کہ بومیش نباشد پوست  
 خوب کے احسن ندانند فروخت  
 باغ چہ داند کہ چہ چیزش خوش است  
 لاجرم آنکس کہ بگل روئے کرد  
 آدمی ست آنکہ بلائے دل است  
 ہستی ایس طائفہ سترنا قدم  
 آنکہ دماغ بشر ایس بوجے فیت  
 فیض ز قالب کہ ندانند گزشت  
 آئینہ و آب بود عکس گیر  
 دیدہ نہ خود دید ز نزدیک دو  
 گوش کہ صد مشعلہ باوے بود  
 خستہ دلاں را دل از وریش تر  
 نہ ہر چہ کند جاے بد لمانکوست  
 ناز و کرشمہ ست بلائے کہ هست  
 شہ کندش خونِ کبوتر حلال  
 میل بدو ہست بے یک دم  
 خونِ فسرہ نتوان داشت دوست  
 سینیہ ز آتش نتواند بسوخت  
 گل چہ شناسد کہ چرا دلکش است  
 داو ز دتیش چو دے بوجے کرد  
 آفت پوشیدہ برائے دل است  
 عاشق و معشوق شد و عشق ہم  
 قابل آں بود از ایں روئے فیت  
 ہر دگرے خود نتواند گزشت  
 نیست گل و سنگ تصور پذیر  
 قابل آنست کہ بنید ز نور  
 نیست چو قابلِ نظرش کے ہو

نہ ہر چہ بدل جاے کند آں نکوست لہ آں کو بچلے نہ قابل

نقد وفا عشق شمار دهنه هوش	روئے نگو چشم شناسد نه گمش
چاشنی دارد هر کس بکام	شه ز لب پرس گلاب و شام
بازنه قابل دل هر مردم ست	بس دل مردم که بغفلت گم ست
در رود آتش بدل ننگ تنگ	راه نیابد بدل همچو ننگ
و آنکه بود آتش او خانه خیز	رخت و از شعله ندارد گر خیز
شوق نباشد به تمنای نرم	تا نبود جوشش خونهای گرم
پوست چو شد پاره و از بند ماند	خونش جوشد سرد ز پیوند ماند
دوست که مهرش به تمامی بود	جزوی از اندام گرامی بود
جزوی از آنکس که بر ند پاک	مردم بود گر نه شود دردناک
قدر غریزان نبود در حضور	چاشنی وصل ندارد صبور
دوست صحبت چو فراوان بود	خوار شود گر نه سلطان بود
آنکه لقب خمر و شامش کند	ز بهشت که از دور نگاهش کند
عاشق مفلس که دلش برشته است	گر طلب وصل کند ابله است
گرچه لبوز دل حرا ز تاب	که دهنش چشمه خورشید آب
لیک چو خورشید بود جلوه گر	فزه بناچار شود گشته سمر
سوخته را دل بود از صبر دور	آتش سوزنده نباشد صبور

نه کوشش   نه خویش   نه پس   نه خراما   نه بود   نه سوخته دل

دل کہ بسوے رخ دلکش بود      ہست چو موئے کہ بر آتش بود  
کرم کہ مردانہ بر آتش پرد      بوسہ از شمع بجائے خرد  
اے کہ زجاناں کنی افسانہ      کم نتواں بود ز پروانہ

حکایت گلخن تاب کہ پیش بہیمہ معشوق از گرمی مہر او

### سوختہ شد

گلخن کرد بشتاب نگاہ      رفت دلش در خم گیسوئے شاہ  
شہ چو بگرامہ رسیدی فراز      سوختہ بردیش برابر نماز  
در رخ شاہ دیدی و بگریستی      گاہ بگردی و گے زلیستی  
شاہ در دیدی و دریافتی      در دل از اں سوز اثر یافتی  
کردی از اں گریو زویدہ جوش      خندہ دزدیدہ نہفتی بنوش  
روزے از اں غم کہ عنانش گرفت      جذبہ عاشق رگ جانش گرفت  
رخش ز گرامہ دگر سوئے تافت      گرم سوئے گلخن خود تافت  
گلخن سوختہ کاں سوئے دید      تاب نیاورد چو آں سوئے دید  
اوشدہ زان سوئے بنظارہ عرق      سوئے دگر شعلہ گرفتش چو برق  
سوختن تن نمی و برخواستہ بود      او تماشاز خود آگہ نہ بود

نارود نارود نہ پروانہ نہ در دل کیوں شاہ نہ تافتہ نہ کائن  
نہ کہ بود

سختش دید چو معشوقِ غام تما بدو سوخته بود او تمام  
 ایکه بمیری زلف یک شرار لاف چو خمر و مرن از عشق یا  
 مقاله هم در مرافقت و موافقت قضاے اتفاق و معاند  
 مباحثت قریبے بانفاق و استدامت محبت مجہان  
 مع الاحباب غنا و غنا و استقامت قلوب مع و  
 مصاحبان مع الاصحاب خلا و ملا و بے دیدگی آن  
 تہی چشمان کہ از خساں چشم مردمی دارند و مردمی آں  
 دور بٹیاں کہ خار و دوتاں را بدیدہ قبول کنند و چشم بخار

زان ہمہ کا داب نکو کاری ست پایہ اول ادب یاری ست  
 زانکہ در آفاق زہر ناو سپر ہیچکس از دوست ندارد گزیر  
 چون نتوان امن صحبت گزاشت بایت اندیشہ صحبت گماشت  
 دوستے بایت آن گونه جیت کاں ابدال ہر بماند درست  
 ہمدے کش نہ درازست امید ہیچو خضاب ست بچے سپید  
 گوئے خود رنگ نہ گردد ز تاب زودر و درنگ تکلف ز آب  
 دیدہ چو گردد ز سپیدی چو شیر <sup>بینی قدرتی</sup> کے شود از سرمہ سیاہی نذر

خانه کاشش بود از خشت خام	پست شود از دوسه باران تمام
هر که حق صحبت یاران نداشت	عمر هم اندر ره ایشان بیخاست
دوست نگر دشمن کم نغز را	دزد و شمر مخلص بے مغز را
دوست گوی آنکه زرد پوستی	باز نماند ادب دوستی
پسته بود یار و فادار نغز	کو بود آگنده لبالب زمغز
آنکه چون خرماست فرقی نخواست	کوست بر او مغز در دل استخوان
با که و مه صحبت از انسان گزین	کز تو خردمند شود نه نشین
چند چو آتشکده آهنگران	دود و شراب دمی از هر کرا
باش چو عطار که پیلوے او	جامه معطر شود از بوے او
آدمی از خوے نکو خوش بود	خس همه جاد و نور آتش بود
همفسانے که درین عالم اند	پیشترے محرم صحبت کم اند
تا توئی از روے تو باشد نشاند	چون شدی پیش نیار ندیاد
دوستی از هر که گمانت بود	چون نگری دشمن جانت بود
یار نکو هست چو تیغ بهشت	دوست چو آئینه ندادست
تیغ دور وے ست چو بینی گهر	آئینه از پیش دگر پس دگر
مشرق و مغرب همه پیر بهر دست	لیک از آن گونه که باید کم است

نادر چادره نادر نداشت نادر نادر نادر نادر

شیشہ سبز ارچہ ز مرد و شست  
 ہر کہ سلائے کذت یا نیت  
 چون نتوان یافت دین و زکا  
 تا فلک از پرده و غایبخت  
 کن ز سگ بوزنہ ایوان تہی  
 سفالہ ز دشمن تبرست لے غری  
 شوخی نادشت ز جلا د بین  
 یار و دروں تیرہ بردن نہ زیاد  
 زانغ دلاں را نفس شوم و دہ  
 یار کز لہستہ بود کز نشان  
 مردی از کس مطلب پیش و کم  
 نفس تو ہم با تو موافق کم است  
 چشم کز و مردیت ہست امید  
 نر سر و گوش آدمیت آدمی  
 کرسی تخت است بقوۃ و خت  
 یک از و پس کہ گوہر کنست  
 ہر صدے را در شہوار نیت  
 یار کہ آں را بتواں گفت یار  
 اہل زنا اہل بیاید شخت  
 تا ز شتر گر بہ عالم رہی  
 کو نبود بادل خود راست نیز  
 کو تن غیرے بردایں را خوش  
 گر ہمہ لالہ است و اں کن بباد  
 مغر غلیو از و سر بوم و دہ  
 خواہ تو بر چشم چو ابرو نشان  
 گر مثل قرۃ عین ست نہم  
 دیدہ در رنگ ست وسیلہ ہم  
 نور سیہ دارد و ظلمت سپید  
 دیو بود مردم بے مردی  
 کندہ بود نا شدہ کرسی و تخت

نہ از اس نہ بناید نہ سگ بوزنہ نہ نادشت علاوہ اور معنوں کے چہرے

فیکر کو بھی کہتے ہیں نہ پر زباد نہ زیاد نہ بر نہ وہم نہ درنگت و

آدمی از فردیت مردم است	عود که بولش نبود ہمیزمست
لطف که بارے ترش کرد یار	بر دل یاراں بنود خوشگوار
سرکه کہ با آب در آمیخت ناب	نے فرہ سرکہ و نئے ذوق آب
فاقہ بہ ارتلخ بود میسزباں	کور بہ ار خفتہ بود پسباں
کس تبہ تکلف نشود دوست رو	تا طبیعت نبود دوست شو
عکس تو کا اینہ پذیرد دست	کے چوتو بہت ارچہ بصورت چوت
زاہل صفا و امن تر ارچہ تاب	آبِ ملوث نتوان شست آب
گرچہ کہ رخشندہ تر آبے بود	چونکہ بود تیرہ خلا بے بود
گر شمری دوست کسے را شمار	کو بود اندر غم و شادیت یار
دوست کہ ورنہ شادی و غم نیست	ز دچہ شوی شاد و غم خود ہم او
یار چو در کار نباشد غم مست	کار کہ بے یار بر آید کم مست
یار غرض حجے فراداں بود	آنکہ کشد بار تو یار آں بود
غرت بازست ز بہر شکار	در نہ ہمہ مرغ بود طعم خوار
انگہ بر لب زدہ مہر سکوت	می نمکند پیچ سخن جز کہ قوت

نہ شاد کہ غم خود ہموست

زادہ نشود

نہ پیچ سخن بے نہ فتنہ



گرمیِ خوں جوید پیوندِ جان      کارتن آید ہمہ پیوندِ نال  
 دیدہ بد دور ازاں ارجمند      کو شود اندر سرِ یاراں سپند  
 دل کہ بہ پیوند نکو شد بدوز      یار کہ دل سوز نہا شد بسوز  
 خاطر بے سوز بود پر خراش      مردم پر سوز بود مهر پاش  
 یار چناں باش کہ نامت بُرد      بے سلامت سلامت بُرد  
 ترکِ بھاکن کہ چو شیریں بود      نام تو دیباچہ تحسین بود  
 میل کسے کن کہ صفائِ دوست      نے گل رنگیں کہ نمائے دوست  
 آئینہ آں بہ کہ ز آہن کنند      زرنشود گرچہ کہ روشن کنند  
 میل تو ہر سو کہ بہ پیوند خست      آدمی از دیو بیاید شناخت  
 دوز کہ شکم سیر ز نانت کند      بہر جوے قصد بجا نیت کند  
 سفلہ خواہد گرے را بکام      خس نگزارد گسے را بجام  
 حاسدِ پرتسنہ بیا زندگی      لکرم والا بنوا زندگی  
 دستِ تبرزن تبر انداز سخت      سایہ کنناں بر سر رویش خست  
 سوزش گلِ حبتہ گلابی زبو      گلِ بخش خندہ زن و تازہ رد  
 گندہ نمک را چو بخوانی بخواب      پیشتر از ناں خورد افسوسِ ناں

نہ کاغذیں آمد نہ پر سوز بود نہ دیباچہ نفیس نہ کس نگزارد

نہ باز زندگی نہ بر سر رویش نہ چو نشانی

تو دہی اور قندے خوشگوار  
 اور مے و مجلس تو در خار  
 تو نہیں سینہ بظا در دہن  
 اونہ خور و جزبگر خوشیت  
 وہ کہ شرابے بصفایوں خورد  
 آنکہ شرابش دہی و خوں خورد  
 مے کہ حرام ست و بالٹ بود  
 چوں نمک خور و حلاوت بود  
 دہن ازاں گندہ نمک در خورد  
 کو نمک گندہ کند گاہ خورد  
 در فلک از کشکش خستہاں ق  
 پایہ بلندت دہا از ہماں  
 پس مجہ از پیش نشینان خویش  
 رے مگرداں ز قریبان خویش  
 تخم تکبر مفتشاں سینہ را  
 پشت مدہ صحبت ویرینہ را  
 میل ہم صحبت و رویش کن  
 پرش او از دگراں پیش کن  
 و آنکہ بود نقد مرادش بدست  
 پرش او خود بکند ہر کہ ست  
 چشم ہر و نہ کہ مرادش نیست  
 وز ہمہ سو چشم کشادیش نیست  
 آہوے صحر کہ خور از خویش دد  
 مغربشہ پوست بدر ویش دد  
 غرق درم ماہی دریا تمام  
 نقشہ بے خار نہ بخشد بکام  
 ولے ہراں مدبر ناقص عیار  
 کو کہ قبیل نہ بلید بیار  
 قامت صندل چو بر آید بلند  
 صد شجر از بوے کند بہرہ مند

نہ او نہ شود نہ شود نہ فخر نہ از دگراں پرش او

نہ آنکہ نہ بہ بخند نہ شود

سایہ نشیں رازند از برگ تنغ	بید بود کو چو کشد سر به میخ
رخت بروں نہ کہ خریدار هست	نات متاع بے بار هست
ورند ہی خود بہر دروگرار	خود بدہ آں بایہ کہ داری بیا
برخور د از یافتہ تو کے	کوش کہ چون داد خدایت ہے
زیر لاک ست چونا خوردہ ماند	چشمہ حیواں کہ پس پردہ ماند
بر سر بے بخت فشانہ نثار	دولت آں سر کہ پوشد بختیار
گرچہ جہانے ست بنانے کم ست	لیکن از انجا کہ دل مردم ست
دستگھی یافت کہ پاکم نہ کرد	کیست کزین اسرہ لا جورد
شتمہ خلعت نہ گزار د بجاے	باد تکبر چو شود سر گراے
راحت مغز آمد و روح دماغ	نکست مردار بہ مغز کلاغ
در سر و در مغز خلد دوک را	بوی گل د لالہ خبر دوک را
پیشہ شود یافت چو چربی ہوت	سوختہ محنت اگر ست دوست
پیشہ شود پوست چور و عن رسد	آتش سوزندہ چو در تن رسد
بر قدم خویش نمازد سلیم	ہر کہ درفتاد سیلاب سیم
چند خساں دیدم و در چشم خویش	کوری من کز فلک آمد بہ پیش

نات بے یار    نہ چو بود    وہ جانور جو غلامت کی گولی بنا کر بچھلے  
 پیروں سے لڑھکاتا ہوا لیجاتا ہے ۱۲    نہ خرد    نہ پیہ    نہ پیہ دو  
 رنگ بلیق ۱۲    نہ پیہ

کاں ہمہ بودند بہ پہلوئے من  
 چوں سرشاں یافت ز رفت کلاه  
 من ہم از آنجا کہ عیار من ست  
 آنکہ علیکم نہ بگوید تمام  
 کوہ کہ سنگ ست سخن کم کند  
 آنکہ تگوید سلامت جواب  
 مردمی آں را کہ نہ ز ایزد عطاست  
 ہر کہ بہ تنگی کند از تو گریز  
 میل کسے کن کہ وفایت کند  
 بہر خفیں دوست کہ جانی بود  
 جاں کہ از وہ بہجاں یار نیست  
 سگ کہ وفائے بری نیستش  
 یار تو اں یافت بگیتی بے  
 صحبت آں کن کہ بصدق و صفا  
 دامن او گیر کہ اہل وفاست  
 دامن او گیر کہ اہل وفاست

حکایت پیر وفادار کہ دامن بہ صحبت خار و خن

نہ یار نہ بہ گوید نہ دواں نہ بگرائی نہ او کن

## وا از زخم زباں و سہ سوزن خلہ نکرد

راہ نورے ز بزرگان راہ	در طرف دشت شد از خانقاہ
از اثر بجا رہ غبارے بہر	وزے دوشینہ تھارے بہر
چوں بخرامش پے کارے گرفت	دہنش اندر سر خاے گرفت
اونشد باز بعزم طواف	دامن ازاں سوزن امنیگان
زانوے تعظیم زد اندر زمین	گشت بہم زانوے خود ہنشین
گفت کہ با من سر و کارش بہت	ورنہ بدامان من اورا چہ دست
آنکہ کشد دامنم از بہر تنگ	من دہمیں گوے گریبان چنگ
از پیش یک سال کہ آں خارب	خاک شد از گردش چرخ کن
خاست نشیندہ صحبت شناس	گفت کہ بے نقد چہ داریم پاس
ایکے امیدت بویا آزمود	ترک وفا ہیں کہ ز سوے کہ بود
صحبت تو داد چو دستوریم	ہم تودہ انصاف بمعذوریم
ہر کہ ازیں پایہ وفائش کم است	آں نہ وفا بلکہ فریب دم است
آنکہ در آفاق وفا بار اوست	ہر کہ در آفاق وفا دار اوست
حسرو من سوے وفا کن خرام	تات شود ترک وفا پیشہ نام

مقالہ دہم در حرمت و حرمت فی وی الارحام و فضیلت  
وصلت ایشان بغیر استخدا و طلب جمال و جاہت  
بشعار محسن جمال و ترک توجہ بحالہ و جمال

ہر کہ نسب شد ز خلف و تنش	دولت بخت ست کہ زاد آتش
یک خلف از در بے سر کشد	بر سر صد سیکس انسہ کشد
بے خط صد صفر نیاید بکار	یک خط و صد صفر بود بے شمار
مرد زند از خلفاں بانگ کس	تاج خروس ست ز خون خروس
زادہ کہ اوصاحب پستانی ست	در ہمہ جا غرتش از زانی ست
مہر کہ افتاد بروں از سرے	بست بیازوش دگر سرورے
یک شب روشن ز بسیلخ بہ	یک بر شیریں زد و صد تلخ بہ
سگ بچہ پیش آرد و شیر اند کے	آں زیکے دہ بود ایں دہ یکے
تیرہ بود دودہ دامن تراں	نور بود زادہ نیک اختر اں
دود زخم دودہ چو از روغن ست	دیدہ از اں تیرہ و زین و شست
آنکہ ز باروش تنگ یافت	در روش خویش ہاں رنگ یافت

کوزه که بنودره نولش فراخ	ز و بجمد جز غم باریک شاخ
بلوے مراد از تن رنگیں محبے	رنگ ہد کاسہ لالہ نہ بلوے
زوچہ تو اس خورد کہ گاہ نوید	کاسہ سیاه دارد و مطبخ پید
خلق دعا گو ز پئے فائدہ است	جے لایلف پس از مائلا است
کم بود از چرب زباناں فراغ	دیگ کجا پختہ شود بر چراغ
آنکہ کشادیت بکار اندیش	بانگ درایت صریر درش
آنکہ صلاش دادم بود	نقد ذخیرہ تہش کم بود
و مدہ دیگ دادم صلاست	ز فرمہ چاہ ہر فرم صلاست
گندم و جو را کہ صفتناں دہی	خوشہ پر بر سر شاخ تہی
از پدر مرده ملان لے جوں	گر نہ سگی چوں خوشی از استخوان
گر پدرت اشت کمالے بڑیت	آں حق او بود از آن تو بڑیت
از ہنر خویش کشا سینہ را	مایہ مکن نسبت دیرنیہ را
در توئی نیست چو زان مشکناں	بد بود الحاق خطا بر صواب
بہر د آں را زنجیباں چہ ناز	خرچہ کند با شتران پا دراز
نیت ہمہ نسل کر میاں غیز	تخم خیارست بے تلخ نیز
زشت بود مفلحہ بجاسے بلند	کاسہ خالی و صدائے بلند

لے نول بضم نون نائزہ مشربہ ہندی ٹوٹی گویند۔ نولہ ہم خوانند شاعرے گوید سے  
آبے اذ نولہ کوزہ مخور ۱۱ نلا سریر ۱۲ نلا خواں

جلے بلندانت بنائست      چوں ز تو بے برگ و زیرست  
 پیچ نیزد ز بلند ی شاخ      برگ کشن سایہ نشان فراخ  
 خویش تو بخود را چو بود پیش خواہ      نیز کہ خود خواہ نشد خویش خواہ  
 خازن بے عاقبتاں شد ہاں      بوزنہ کاں است گلو تو شہ دل  
 گشت دو مدبر چو بخویشی یکے      خانہ پیرا دیار شود بے شکے  
 بہر عروسک چو نشود بوم شاہ      ہزدہ ویرانش ہمازے خواہ  
 پیچکسار سایہ کند لاشے ست      سایہ نمود افغ گرما کے ست  
 زر چو فروں ست گرہ تنگ چست      سر چو بزرگ ست کتہ تنگ چست  
 یا بڑہ افزا کے کلہے کہ تنگ      یا سر خود خرد کن از زخم تنگ  
 زہ طلب اول کلہ آنگاہ خواہ      بے زہ تقویم کن داس کلہ  
 نے غلم زر کہ وہی بہر زہ      قیمت زہ شد نہ عطاے فرہ  
 شہرہ مکن ہر چہ بخویشاں وہی      در کف است انچہ بریشاں وہی  
 ہر کہ دے شہرگی اندیشہ کرد      ز انچہ شود شہرہ ہماں پیشہ کرد  
 سفلہ کہ دانگے بہ فقیر آورد      شش جہت ازے بنفیر آورد

۱۱ کشن اور کشن دونوں مترادف ہیں اس کے معنی بہتات۔ کثرت۔ انہو کے ہیں ۱۲  
 ۱۳ از نار ۱۴ بود ۱۵ ہماز کے معنی ساختگی اور سبب و  
 رخصت ہیں کما قال اللہ تعالیٰ فَمَا أَجْزَأُكُمْ مِنْ جِجَارِہِمْ ۱۶ زہ نفس  
 ۱۷ تنگ ۱۸ زہ مغزی۔ گوشت ۱۹ نہ تنگ ۲۰ زہ زہ ۲۱ زیادہ۔ افزاں  
 ۲۲ بدیشاں



ایک بصد عہدہ ہانگے زنی	شش نتوان بخت چو دانگے زنی
عرف بخواہی علمے برگیر	نیت الف لام در سیم ضمیر
گر تو شوی از ہمہ خویشاں بزرگ	در رمہ خویش ثباں شو نہ گرگ
پاہہ بر خویش ز حد بیش نہ	منت بر خویش نہ بر خویش نہ
سیم پدر بر رخ مادر مزن	بوسہ پائش زن بر سر مزن
گر ہمہ شہدش بدہاں آوری	زہر بود چوں بزہاں آوری
آنکہ سہرا انجام زنی نشترش	بہ کہ ز اول نہ ہی شکرش
آنکہ سہرا نخت آزار حبست	سہر برش گر ہمہ خردی تربست
ناخن از انگشت چو ہر تر شود	بابت انداختن سر شود
نخم بصد دست گرافوں کند	ناخن از انگشت جد اچوں کند
قرۃ عینت چو شد آزار جوے	گریہ کنان دست خود ازوے بستوے
موی زیادت چو بر آید چشم	گریہ بسیار کشاید ز چشم
ہست عصا در نور کو انشت	کور دلاں راست سہرا وارشت
رگ کہ بود کز بکشیدن سہراست	رشتہ پیچاں بکشش گشت رست

لے شہرت کے لئے نام پیدا کرنا اچھا نہیں دیکھو سیم ضمیر کو الف لام کی حاجت نہیں خود معروض ہے اس کے علاوہ بقاعدہ معنی برگیر کے لفظ سے لفظ علمی پیدا ہوتا ہے اس کی تحلیل کی جائے تو بر-م-گیر-بر کا ترجمہ علم اور بر فعل اور پہلو کو بھی کہتے ہیں اب پہلا حرف میم باشعارہ گیر بڑا د علمی ہو گیا ۱۲ تا ہم نہ ناخن نہ ہزنش نہ کوزاں

گر شرف در رگ نیکوئیست	هر که بجز تست دعا گوئیست
عرق بپاکی بد عاضم شود	رشته بتوید مکرم شود
دیر زید گشت چو شیریں کس	آبغی رد شربت شیریں بے
باد منی باید بر خویش چند	کز سر حلیل برونت فلکند
ایکے نشت پاره از جان اوست	قطره از چشمه حیوان اوست
او چو نذر دوزنت جان دریغ	دلے کہ چون داری از و نادرین
لفظہ کزو کام رجم تر شود	جانور از رحمت مادر شود
قطره آبے ست کہ از تن بہا	دائہ نارے کند کش آفتاب
یک شبہ رنج از تو کہ مادر کشید	باد و ہمانش نتواں بر کشید
یک شبہ راکہ دو عالم بہا ست	کم زند آنگو کہ کش کم بہا ست
زو کہ بشیریت فوت بود	خونش خورانی چہ مروت بود
سوخت ز تو مادر فروت پیر	آنکہ بہشت تو شد از جوع شیر
وعدہ دوزخ چو ہم بچ بہشت	دوزخی آتش زند اند بہشت
لاجرم آتش چو زند شعلہ تند	نخس نکند تیزی ندانش کند
تا تو نخست دل آباے خویش	پیش تو نابد ازا بناے خویش
گر ز تو چشم پدرت دید خار	از لپسہ خویش ہماں چشم دار

نہ ز پاک نہ آنکہ نہ آں رنج نہ تو بندہ جوے شیر

گرتو بهی خون تو بزرگ چرت      ورنه سگی زاده تو سنگ چرت  
 نیش و جراحست نه ز مردم دند      از دم مار و دم کر دم دند  
 چون تو بدی گرز تو زاید بتر      خون جگر گوشه به همت خور  
 گر چپه خود بخورد گرز مار      بچه او نیند شود بچه خوار  
 مینوه که در نشتر بختش توئی      خار ز خود خور که در خشت توئی  
 خون که بتن چپمه ریوان است      گشت چو فاسد خلل جان است  
 شوا بکاموز سپر از پیش      کو چو قوی شد نتوانش پیش  
 چرب کشی شانه نورا ز باں      موز گستن نه فند در زباں  
 زاده بد و رکن و کن مکش      ناخته از دیده بناخن مکش  
 زانکه بدان گفت پدر نشود      بخرنخ خویش دگر نشود  
 این حدیث پدر اندر خویش      آن همه تن برب فرزند خویش  
 زاده اگر خود همه خاکسترست      سر مله چپم پدر و مادرست  
 خرس چو در خنده کشاید و باں      بوسه برب که زند خرس باں  
 گر چه سپر دیده پراز خون کند      مردش از خانه بروں چون کند  
 درد کشد گر چپ که از دیده مرد      دیده کشیدن نتوان بهر درد

ناپتون نیش جراحست      نه ز تو آید نه گرز به سانس کچن گره نه است  
 ز بهی تنم کاسانپ      نه پرسم      یعنی نی مکلی کوتیل گالینا چایی ورنه بال  
 کسوسه ۱۲      نه اد      نه اجنیاں

چون ہم مردم زرد و دیدہ خوش اند      بچ بد و دیدہ بد و دیدہ کشند  
 دوری ازین میوہ گرانی بود      میوہ دل میوہ جانی بود  
 پرورش زاده دشوار ز ریت      آنکہ نہ زادہ است چہ اند کہ حلیت  
 سہل نماید بر استر و ناس      محنت زاییدن آہستہ ناس  
 گیر کہ مادر کند از بہر خویش<sup>۱۳</sup>      پرورش زادہ بامید بیش  
 چیت صدف را کہ ز جان و نیم      پرورد اندر دل در تیمم  
 دست تھنا کیس ہمہ با ہم نہاد      از پے آبادی عالم نہاد  
 گر نہ دو آتش زوہ در غے کشند      دہر پر از جانوراں کے کشند  
 زادہ کہ شد جانور از تو ہوست      دشمن جانی ست چو پینی نہ دوست  
 آدمی از سینہ مفتون خویش      دشمن خود پرورد از خون خویش  
 گشت چو فرزند بد آمادہ خوا      جاں طلبی نان وے آمادہ دا  
 سفرہ رہا شد چو سگ خانگی      طعمہ برد بے حق پروا نگي  
 حاضر مرگ تو پیر کردہ دیگ      تا پزد از تو علف مہر دیگ  
 لقمہ چو بے غم بد ہانش نہی      لقمہ شدی یکے زد ہانش نہی  
 خام خورد بخیت مادر مدام      پختہ کہ آں خورد ہمیش بخیت خام

لا بد و لا زود نہ مر نہ مادی نہ بر      نہ مردیگہ نہ

کی میراث مردہ کا اثاثہ نہ تھی نہ کوے

رنج کش طفل شکایا بود      پرورش نازینه زیبا بود  
 بچہ طاووس چو از بنیہ صفت      دانه خور دچیت نالالاوست  
 بچہ که کجشک و کبوتر کشد      لرزه کنان دانه ز مادر کشد  
 صید ہماں بہ کہ نشست خودست      راحت مرد از کف دست خودست  
 خواجہ بہاداکہ بہ پیرانہ سر      بندہ فرزند شود بہر سر  
 دہ سپہ از یک پدر آسودہ گشت      یک پدر از صد سپہ افتد بہشت  
 نا خلفی را کہ بود شوم چہر      بر پدر و مادر و خویشان چہر  
 سگ چو کہ خشم فغان برکشد      لقمہ ز دندان برادر کشد  
 حکایت مرد برادر کش کہ قصد خون برادر خود کرد و گردن  
 بر تیغ داد تا گردنش زود و خون خشم او در گردنش

از پیر میراث یکے خشنماک      گردن دیند رنجت کیس خون برادر بخاک  
 تیغ بخون شستہ رہنمای دشت      پیش در میر ولایت گردنشت  
 دید دو برنامے چو سر بلند      یافتہ ز آسیب گناہے گردن  
 تیغ بر آوردہ سیاست گرے      تا بہر آسیب ربا بد سرے  
 کردیکے از جگر مہر زاسے      روے بیٹاف کہ بہر خدایے

نال خود بہت    نال بدست    نال صد    نال دہ    نال یافت    نال آشوب

گردن من زن قدرے پیشتر  
 کو زید از من قدرے پیشتر  
 وائے دگر کش گفت کہ بگلن برم  
 تا مرگم و مردن او من گم  
 ہر یک ازیں گو نہ دراں دستبر  
 جاں زبرائے دگرے می سپرد  
 مرد سیاست گزشت شیرگیر  
 ماند دراں حال تحیر پذیر  
 گفت چه خوشی ست شمارا ہم  
 ویں چه طریق ست فارا ہم  
 ہر دو نمودند کہ یاریم و نبش  
 ویں دم یاری ست در آن نفس  
 کرد برادر کش نظر کی  
 سر بگریبان ستمگار کی  
 گفت بیٹاف کہ شمشیر کار  
 از سر شاں بگزرد بر من گزار  
 دوست دہ جان خود از ہر دست  
 من بکشم جان برادر ز پست  
 ہر کہ بدیں گو نہ فتنہ در وبال  
 عیش حراش نمود و خون حلال  
 وائے شبنمے کاں دوسر تن خلتند  
 قصہ بگوش ملک انداختند  
 داد ملک آں دو جوان اخلاص  
 کرد بدل آئیں دگرے اقصا  
 مرد کہ با خون خود آورد دست  
 چوں نگری دشمن جان خود دست  
 حصہ از اہل رحم این لاجو  
 قطع رحم را رحم اللہ گو

مقالہ یازدہم مفتاح فیض المائل مال فیض المائل از آمال و

نفا آں نہ دگرے نہ روم نہ زن نہ دست نہ پارت نہ بہ  
 نہ آیں نہ اور بدست نہ آئیں

فتح باب بروشنائی کہ قطرہ قطرہ گرد کنند و دریا دریا  
بر کراں ریزند و لب تے نکلند و ماجرا بے آبی کہ  
اگر قطرہ از دست ایشان بچکد چشمہاے سائل را از  
کا و کا و بکنند

تجربہ کردم بجز اندیشہ	بہ ز سخا نیست دگر پیشہ
سیم کہ اندر کف مردم دہند	آخر ازاں بہ کہ بخاکش نہند
ز رہنود چوں بخاک اندرست	خاک و ہر چہ بخاک اندرست
ہر چہ بخوردی و نہادی چومو	خاک خور و روزی تو خاک گور
خاص ز بہر کرم آمد درم	پس گزرقافیہ اینک کرم
جانورے کو بجز از مردمست	در علف یک شکم خود گمست
آدمی ست آنکہ ز نیروے کا	پر کند او صد شکم و صد ہزار
حال چو اینست پس و آدمیست	کو دگراں اسبب غمیست
آنکہ ز دادن کف بخشندهست	کے زند از خوشدلی نگشت دست
مشت پوشد بلبشہ ز نا بخیر و چیز	دست نیاری تو دو گشت نیز
مرد ببردی کف و الا نہست	گر نفس دے کف دریا نہست

لا زہرا ندیشہ لا نیست نکو تر ز سخا پیشہ لا نہند لا دہند لا شک  
لا کز باقیش لا بہ کند و صد شکم لا بستہ ناخیر لا کز

بسته بود چسب اہل جزام  
 گرچہ بریزد نکشاید تمام  
 راد چوکف بست گدا پیشی ست  
 بند قلم موجب درویشی ست  
 بسته نخواہد گرہ خود قلم  
 شد بجا غمزدی ازین و حسم  
 گرچہ کشائی گرہ مرد وزن  
 بہ کہ نہ بندی گرہ خوشنق  
 خامہ تراش ست بہر جا سرے  
 زانکہ تراشد بسوے دیگرے  
 تیر گراں راست بازار نام  
 زانکہ تراشد سوے خود دمام  
 تیشہ کہ یکسر سوے خود ریش  
 خندہ زنداژہ و ندانیش  
 ازہ صفت قسمتہ و راست باش  
 نے ہمہ چوں تیشہ سوے خود تراش  
 لطف بجائے ست کہ دوری بو  
 برزن و فرزند ضروری بود  
 کیت کریم آنکہ بمسکین دہد  
 ہرچہ تو نگر بتوانا فکند  
 زبے شہرت پے دیں دہد  
 آنکہ گھر باز بدریا فکند  
 آنکہ دہد پُر سپر و کم بکم  
 گر توئی از راہ کرم زرقشاں  
 آنکہ نہ نفاق ست نہ ز اہل کرم  
 خاک برابرے کہ ز کشت خراب  
 پُر بگدا کم بتو نگر رساں  
 ہرچہ بہ نسبت نہ فشاںد کے  
 رفت بدریا و فرو ریخت آب  
 نخل ز اسراف نکو تر بے  
 ہرچہ عطا در ہمہ جا دلکش ست  
 ہرچہ بہنجا ر بوداں خوش ست

زادادہ نکا بجایشی نہ نامہ نہ گراست نہ شہوت نہ زانکہ



دیدہ کہ از سرمہ دلش بند  
 سرمہ نہ از چپ بلیش بند  
 دادن مکرم شرفی شد بلند  
 دادن مسرت بزرگ وریشند  
 آنکہ دویم جامہ نذر دپوست  
 بیخروست اردہ آنرا بدست  
 شقہ کہ بخشید بسر مافتیر  
 رحم مکن گر ببرد گو بسیر  
 صحن جہاں شد چو خرابی نشان  
 باغ بود بر بہنہ و زرفشان  
 آنکہ تو نگہ بزرست و منال  
 گرمہ بدہ بود اسراف مال  
 از دو یکہ چشم گرم رست نور  
 وز سہ یکہ قسمت خیر الامور  
 پردلی آں بہ کہ ب طاقت بود  
 پردلی از وام حماقت بود  
 حکم سخاوت نہ بسیار چیز  
 از دوسہ دانگ زدا گئے نشیر  
 کیت سخی آنکہ روانت دہ  
 ہر چہ دہ ہم ہر زمانت دہ  
 کس نہ روش ز آب و آل ترکند  
 کاخچہ بیاد ہمہ را ترکند  
 آنکہ بخشش دہ از بادہ رو  
 دم تناس باشد و بدوہ بچو  
 دانکہ گرش خندہ زنی جائے ہست  
 و آنکہ گرش خندہ زنی جائے ہست  
 بے خرد اندایں ہمہ ہست بد  
 بخش دیوانہ و طفل مست  
 بے خرد اندایں ہمہ ہست بد  
 ایکہ سخاوت ہمہ در سہ کنی  
 گر ہمہ خود خیر کند بے خرد  
 وائے اگر سہ خوری کے کنی

لہ بزرگ گاہ ۱۱ فل ہست ۱۲ بروس فل چمن فل خوش نشان فل کرد  
 فل قیمت فل ز فل کیت چو از دانگ روانت دہ فل بیابہ فل بند  
 فل بدہ فل بیجائے فل ابے خواں فل در فلادہ کہ

زشت بود مست در اسراف نمر  
 می بجوانمردی و او بی خبر  
 جود نه از پیری مال است پس  
 قمتی از قدر مثال است پس  
 نیست تقاضای جوانمرد جنگ  
 شاخ چو پنجه است چه حاجت بنگ  
 پیل خور دیوین علف شه بزو  
 بس که فتد بهر کنج شک و مو  
 شیر که بخشش همه خندان دد  
 قوت کلان از بن دندان دد  
 عریه سفله که احسانش نیست  
 عشوه ز راق بگنجینه در  
 برگد از چهل عشوه فروش  
 عکس درم هاست باینه در  
 بر گداز چهل عشوه فروش  
 کو کند لقمه لب آبگوش  
 خواجه که لوزینه بگوش آیدش  
 کس کند مایه مدخل تراشش  
 دانه شد از عشوه دهاں عشوه  
 تا نخورد تیشتم پولاد سنگ  
 آں که بداد دل تنگش بود  
 کوزه که باریک بود باریک  
 دادن مدخل که نباشد بے  
 شیشه گلابی که چکاند بکس  
 هم بدو سه قطره بگویند بس  
 میل نباشد که پذیرد کس

لا بکوروب لا آهین لا دهر لا نول لا و نه

دستِ جوان مرد بود گنج با	دستِ نگوں هیچ نگیس در قرار
دستِ تالِ هست تا شنده را	دستِ نگوں ست رساننده را
یعنی اگر تو دمی از کف درست	سجده کند دست پر پشت نخست
سر ننداز دامن پر آدمی	پله چو پر گشت بپوسد زین
پیش نشانده که ریزد بروں	گرد چپینده ضرورتِ نگوں
گرم روی کن که بر آئی بلند	کز خنکی در زین افقی نزنند
شعله کند سر سوس بالا از خاک	قطره نگوں سازفت در مناک
یابده آنچست دهد اختر شتر	یا مستان هر چه ستانند با
منزلِ مهاں نبود هر درسه	بارِ عزیزان نکشد هر سر
خس که کند پریش گریخت گیر	کاتش خاشاک بود زو دیر
بوم شبیب طعمه خورد زو دار	بازرود طبل زناں در تنکا
مرد لیرا چه زخون گاه سیر	سرخ کند روے خود دروے غیر
کار جو افرودنه رخ زردی ست	مردی در زیر جواغردی ست
دور بود سفله ز جود و غرا	بهمچو خنّه از غرق و از شنا
می طبل از فلک شیشه گون	کاسه ستان دارد صراحی نگوں
سوخته شاخه که مذار و خنّه	ریخته دست که مذار و خنّه

لای سجده کند پیش تو دست نخست لک براز لک خرے نه نرزد

هر چه که امروز تو نگردهد	روز دیگر عاقبتش بردهد
قطره باران که بصبح آگم ست	چون برسد وقت جو و گندم ست
هر چه دهمی مزد طلب کن نه نام	نام خود افتد بلب خاص عام
باش درختی که برآرد ز شاخ	سایه خود از برگ بیایی فراخ
نام سخی بر شد و پرواز کرد	زانکه ز خود سنگ ریز باز کرد
نام خیلان بزمین ماند پست	زانکه زدش سنگ گراں هر گه هست
هر چه که مهربان گستری	مزدبری نام نکو بر ستری
دانش پناهی کنی از خویش دور	محل نام تو چه باشد غرور
زر زینت نام نه بخشد کریم	نام تنای هیچ ستاند بسیم
سائل اگر چه بفریب و فسوس	دم دهد و مال ستاند ز دوس
از خرد آنکس که تو نگر بود	زرد دهد و نام خرد خر بود
آنکه دمت داد میح ست اگر	مرد نه میسج دمت را خمر
لیک چو روشن نفس راند و بس	عیسی جان دانش و بتان نفس
دانشچه دهمی چونکه دهنده خد است	منت بیهوده نهادن خطاست
و آنکه متاعیش بمنت دهمی	اجرت باریست که بروی نهی
بار که مزدور چو پیله برد	یک من یک دانگ بمیل برد

دانگ تو چوں کوه بگردن بند  
 ماب که آرد که بدان تن بند  
 هر چه دوی سده و منت مند  
 زانچه پشیمان شوی آن خنده  
 بیشتر از داد کن اندیشه یاد  
 تان شوی بیش پشیمان زداد  
 کار که اندیشه کنی پیش از آن  
 هیچ پشیمان نشوی بیش از آن  
 هر چه که توانی از آن خواستن  
 زشت بود دادن و دانخواستن  
 کس ز زین باز نه لیسد احباب  
 قطره گے از خاک رود بر سحاب  
 طفل بود که حسن و ناتوان  
 هر چه دهد باز ستانم دروان  
 نیست دین قتل و آں آدمی  
 کو برساند بد لے خور می  
 محترمانند درین روزگار  
 تنگ دل و ظالم و افسوس خوا  
 گاه سخا از پیئے نان بول  
 کبر نگنجد بدو عالم درول  
 دانه شال مرغ بدار و امید  
 کاسه شال نئے سیه و نئے پید  
 نقش درم شال ز متنائے دل  
 مقله دیده است سوید لے دل  
 گر چه خدا نشان ز رو نعمت سپرد  
 دولت شال داد و گدائی نبرد  
 پاک روانی که در دل زدند  
 خطاها بر همه محل زند  
 چوں دل پاک از کرم آراستند  
 مال چه باشد که زجاں خاستند

لا کند تا تاب که دارد که بران تن کند      لا او      لا نه      نه دیر

لا سوداست

حکایت جوانمردان تشنه که شربت آب زندگانی را  
فدای یک دیگر کردند و خود با خشک جانی خشک  
آوردند و خشک گشتند

کعبه روے چند بگراستے تیز	تشنه فنا دند بشت جسمین
چوں بقدم طاقت گامے نماد	خوں بجد جرعہ بجامے نماد
بر تلِ قفیدہ قفامے زدند	زاندہ مردن سرو پا میزدند
دو اجل خاست ز ہر بند شاں	بخودی از پاسے در افکند شاں
ناکہ از اطرافت بیابان و دشت	ناکہ سواری سوی اثیاں گزشت
سوزش شاں دید دروش لبخت	از لب ہر سوختہ خوش لبخت
گریہ کنان آمد از اشتر فرد	بر سر ہر تشنہ رواں کرد رود
شربتے از مطہرہ در طاس بخت	زانچہ خضر در لب الیاس بخت
پیش یکے برد کہ این را بگیسہ	چشمہ حیواں خورد تشنہ میسہ
اد طرفے کرد اشارت سیا	کو ست زمن تشنہ ترا در اسپا
چوں سوے آں برد چنای کوثری	کرد رواں او بسوے دیگر ی
جست چنای ہر یک از اینار خوثر	مرگ خود و زندگے یار خویش

لک بگمایہ از ہر تن از حق دیت کاہستیلہ ۱۲ فرخاد از ناکہ از طواف کشیدہ از زندگی از یاد

دور چو ساقی ز مسکرم غار کرد / چشم حریفان قدرے باز کرد  
 مستِ غمخیز کہ نخورد آں شراب / گشت مزاج از سکر آتش خراب  
 خواجہ صلا گفت و جوابش نبود / خاک شد آں تشنہ کہ آبش نبود  
 بزرگراں برد چو آں آبِ سرد / آں ہمہ را نیز نہ اند آب خورد  
 آبِ نزد کا تش شاں مردہ بود / جاں ز میان رحمت خود برودہ بود  
 شربتِ خود خورد قف از دل نشا / داخچہ ز لب خورد ز مرگان نشا  
 ماند بحیرت ز چناں مردیے / کاینست جدا گانہ جواں مریے  
 ہست جواغرد درم صد ہزار / کار چو با جاں قدا آنجاست کار  
 اے کہ نداری روشِ آں سراں / چند چو خستہ و صفتِ دیگران  
 مقالہ دواز دہم در منزلتِ شہیدانِ مغفرتِ نوش کہ از مقابلہ  
 غزائشرفِ رجاتِ برآیند و مذلتِ شاہدانِ مقنعہ پوش کہ از  
 مقابلہ و غابطرفِ رکاتِ گرایند و کستنِ آں زشت گوہر  
 کہ نرم آہنِ اورا از موم روی بتابد و تیغِ گوشتینش سنگ را  
 بشکافد و آبِ دادنِ آں دریا کہ قطرہ موجِ او ہمہ ونی میں را

## بگیر دو او پیش خویش از چار دہ بافت

باختہ سرد در رہ سود و زیاں	لے بغزابتہ کمر بر میاں
بانیت صدق ہمیداں در لے	جد تو گزہنت ز بہر خدا لے
بلکہ ز سر نیست نظر و در کن	عربہ و لاف ز سر و در کن
تیغ زباں کوئی کو را بود	تیغ عنترہ امرد نکو را بود
زال بازار بہیں رستم ست	مردی اگر شور فغان و دم ست
مرد نمی چوں بزباں آوری	گر صفی از خصم بجاں آوری
آنچہ کند باز نگوید یکس	تیغ کہ او جملہ زبان ست بس
ایں ادب آموز ہم از تیغ خویش	باری اگر نیست ادب در تو پیش
زانکہ نگنجد بنیامے دو تیغ	تیغ بود نزد زباں در در تیغ
کش ہنر افزوں و زباں کمر ست	زاں لب سو فار بڑہ در خور ست
خاصہ کہ کردہ گوید کہے	کردہ کہ گویند بنا شد بے
زانکہ ز صد کردہ گوید یکے	مرتبہ یاز بود بے شکے
زاں خورد آلودگی خاکیاں	نعرہ بیہودہ زندہ خاکیاں
باؤشکن باشد چربے مشیر	لاف ز پر مغز مجو لے لیسیر



بس غرگو یا کہ چو درمی نشست  
 کم نهند خویش تن از پیل مست  
 چوں شود از دور حریت آزماے  
 پای چوستانش بلغزد جاعے  
 شو بگمہ معسر کہ شمشیر گسیہ  
 کیست کہ درمی نشو و گیر سیہ  
 مست کہ در کوچه زند لاف جنگ  
 سحره طفلان شود از زخم سنگ  
 جلوده بے جنگ بصحر او رود  
 ہست چو پاکو فتن بے سرود  
 گرچہ تن مرد بردی ز رست  
 بیس کہ ز ناگشت بنگام شست  
 گاہ غراتیغ ز نائن عسیر  
 در تہ این خنجر چوں بسید شو  
 نے ز پے دخل زیادت کند  
 لاجرم آں تیغ کہ بر سر خود  
 در تہ این خنجر چوں بسید شو  
 نامہ کہ شستن نہ بد ریا تو آں  
 ہرچہ جز این است بمیدان لاف  
 کشتہ کہ ز خمیش بغارت رسید  
 پیش گروہہ زن صحرا شتاب  
 غازی رومی کہ بغارت رود  
 ہست چو حاجی کہ تجارت رود  
 مردن مردار بود در مصاف  
 غارتی کشتہ نباشد شہید  
 کشتہ شود دہ زغن از یک کباب  
 ہست چو حاجی کہ تجارت رود

چوں ز حج آنسوست تجارت گمش  
 کعبه طفیل بود اندر رهش  
 آنکه غراخوانی و جوی حسنا  
 گر غرضی هست نباشد عسنا  
 رو بفراد دل غرض آلوده دای  
 جهد خود ستاین نه جهاد خدای  
 تا سخن غم که عبارت گریست  
 از پی رعنائی و غارت گریست  
 جلوه گرے کو بکند حمد تند  
 هست چو پیکان ز راند و ده کند  
 تیغ که دارد بستم حرف تیز  
 زنگ بے از صفحه ادگو مخیز  
 زیب عروسانه کند ارملوک  
 تیغ بود آینه دینره دوک  
 مردمی گر زیب سرو تن بود  
 هر زن آرد آسته بهمن بود  
 آنکه نه از صدق دسیری کند  
 بهر چه آرایش شیری کند  
 زن صفای رازره و دشنه چند  
 زشت بود زن روش و دشنه بند  
 مرد نه بیند گر اندر خداے  
 غم نه خود بین بود و خود نماے  
 پرتل اگر سازند اردو بچنگ  
 بازو نو تیش نه تیش باب جنگ  
 گیر که تیش بدو بگشت نیست  
 تیغ بگشت ار بنوشت نیست  
 مرد که آهن دل و روی تن است  
 نه ز رهش حاجت فزوشن است  
 تیغ نه بینی که بهنگام کار  
 برینه گرد و زپے کارزار  
 بازو از آهن که شود صد من  
 کار بخوار سپه بود آهن

ک نکند که عروسان کند که هر دل گزیند که در می ده فطرس از کت و چو نکند که

کرگ نه جنبه تہ برگستوان	حمله کند شیر برهنه دواں
جوسے سلائے کہ نیائی زبوں	چوں زپے رزم خرامی بڑوں
کے فکلی سر زمرند از خویش	چوں توزبونی کنی از ساز خویش
شیر یک انگشت دیکے ناخوش	شلاخ گوزن ست سرگز بائش
بشکن از ماہی پانصد منی	ہست ہنگ آنکہ زبے جوشنی
زباں سر خجالت بگریباں کند	بانہ سلاح از دل ترساں کند
خود نہ زیباست بفرق غراں	تا بشکوه است دل صفدر اں
بر سر کل منع تر سبد کلاہ	ہست بجائے سر شاہین شاہ
نیست بہ پستان زباں استخوان	مادہ و ش از سینہ ندارد تو اں
خود زرد و تیغ کبودش چہ شود	آنکہ شد از مشعلہ زرد و کبود
زرد کند گو نہ صد کینہ جوے	دصف کیں گو نہ یک زرد روے
سرخ روی بایدش از غازہ کرد	مرد کہ رویش ز غرا گشت زرد
کز رخ او خوں بگریزد ز بیم	زرد از اں گردد مرد و سلیم
او بچہ ساں ایستہ آخر بگوے	آنکہ ہمہ خونس گریزد ز روے
از تنگی لرزہ کند تیغ تیز	مرد تنک زہرہ بخوید ستیز

ک ز سر تا پیش ک بہ بی ک نشکند ک تن ک خول

ک غر بافتح ڈر پوک بہر دل ۱۲ ک مخفف کر گردن یعنی گینڈا ۱۶

باز بے مرد کہ درجائے جنگ      زرد شود روش ز صفرای جنگ  
 نے غضب شیر بخری درست      شیر کہ زرد دست دلا در ترست  
 چند گزین مرد کہ در کارزار      لشکر ترسندہ نیاید بکار  
 آب کہ او خیمہ ز باران کند      دائرہ از آب سواران کند  
 خاک برآں دائرہ کز ہیج باب      گرد نہ خیزد سواران آب  
 سر بھت تیغ کسے در خورست      کوز پے تیغ ہمہ تن سرست  
 چوں سر شکر نبود گردنی      تیغ ضروری ست بسر خورنی  
 شہ چو دہد دل بد لیران جنگ      شیر شود بچہ روباہ لنگ  
 طفل و شاہیں کہ چناں پر دلند      شہ دل شاں داد از ان مقبلند  
 دل نہ ہکس چو چکر زد کلنگ      حوصلہ پرنگ دندارند نگ  
 آنکہ شاد و لیش بھیجا دراست      گر چہ ضعیف ست توانا ترست  
 بیضہ کہ برایتہ از جائے خویش      لشکرش پیل تہ پاسے خویش  
 حملہ بے صرفہ کن در مہر      گشتہ بے گشت ز نامرد مرد  
 جنبش کو رانہ کہ شد جائے لعن      دوست ز ند طعنہ و بد خواہ طعن  
 شیر دلائے کہ تگ آموختند      حملہ شیراں ز سگ آموختند

۱۰ بے غضب ۱۱ بردی ۱۲ چیدہ ۱۳ دائرہ آب ۱۴ مقبلند

۱۵ چر ز چکا دک - یا نگار جو پرند جانور ہیں ۱۶ شادی یعنی ثابت قدمی ۱۷

از تنبیک سگ جنگ آزماے      ده سگ دژنده بماند بجای  
 سگ تو به گیر گلی از سگ بجنگ      خواه تو آهوکش و خواهی پلنگ  
 دل طلب از مردنه اندام و پشت      باز سگ باشد دگ دگ دشت  
 شیر پیکل نبود چون ستر      اشکره ز خرد بود ماده پر  
 مغرور اهل خور سستقر بود      نیزه تھی تیر میاں پر بود  
 مرد میس کو بنظر کمتر ست      مورچه تیغ پلارک خور ست  
 پس گنه خرد بد انساں دلیر      کوزد لیری بخورد خون شیر  
 دشمن ناچیز بنجار کشش      پشه بسیلی نه به چقار کشش  
 بر تو کند پشه چون ستر زنی      خود شوی آزرده چون خجری زنی  
 تیزی پیکان خورش کرگس ست      پرگس سرکه بازی بس ست  
 معرکه بروی که زجاں شست امید      گلشن سوری بود و برگ بید  
 واسے براں مردی دنام آوری      کز تو بغیرے زسد یاوری  
 ماند زبول همسر تو زیر تیغ      تو سر خود گیری از آنجا دریغ  
 نے کمی از سگ کہ چو پوید دلیر      باز خرد مغسم خود را ز شیر

لکھے کنہ ۱۱ سے سنقر باز اور شکرہ کی طرح ایک ترکیبی جانور ہے اردو میں  
 لکڑا کہتے ہیں ۱۲ کنہ مبین ۱۵ پلارک شمیر اور جو ہر شمشیر ۱۶  
 ۱۷ چقار ایک قسم کا گرز ہے ۱۸  
 ۱۹ بونگو

باش چو باغندہ طفلان بحرب      کو ہوا بر جہد از بہر ضرب  
 گوی مشو کو زیکے زخم کس      سر زدہ پوید کہ نہ بیند ز پس  
 جلوہ کند مرد بروزِ عشا      اسپ بخندد بگمہ آشتا  
 آنکہ دل او پروا نصیب      کے دل بدخواہ پراندہ ترسیر  
 مرد دلاور کہ چو شاہیں پرید      پشت پرندہ بہ پریدن کہ دید  
 وانکہ دہشت دلاور بود      پشت دے از روے نکو تر بود  
 در پے شیرے کہ گریزد ز جنگ      و ز فیش تمانہ نشاند خدنگ  
 پشت بدار داد کماں در صفا      تا فکند تاوک پہلو شنگاف  
 آنکہ گریزد بقفایش پوسے      وانکہ ز بول گشت گزندش محبے  
 زن بود آں مرد کہ مردی نکو      کشتن زن شوم بود در نسر  
 گرچہ کہ سگ عربہ خنداں کند      خندہ و عفو از بن دنداں کند  
 مرد چو پیش تو ز بول شد ز جوش      سگ ز تو بہ گرنشوی عفو کوش  
 در روش مرد کہ فرزانگی ست      قتل زبوتاں نہ ز مردانگی ست

۱۵۱ باغندہ اور باغندہ دونوں طرح صحیح ہے۔ اس کے معنی ہیں روئی کا گالا۔ ۱۲

۱۵۲ بیگے      ۱۵۳ پند      ۱۵۴ بدوزد      ۱۵۵ ز      ۱۵۶ آنکہ

۱۵۷ پشت دادن۔ بدد کرنی ہمت نہ ہانی ۱۲

۱۵۸ جنگ      ۱۵۹ براں      ۱۶۰ کشت      ۱۶۱ خندہ عفو

۱۶۲ کاراز بن دنداں کردن۔ محاذ بہ ہے۔ جیسے اردو میں سر آنکھوں سے کام کرنا یعنی نہایت

رغبت سے ۱۲      ۱۶۳ نوش

بستہ مکش گر ہمہ گر پڑ بود      زانکہ پلنگے برسن بز بود  
وانگی گشتی مرد نب در آزمائے      نیز مکش جز بر ضائب خدایے

حکایت آن سگ کہ آب دہن بسوی شیر خدا نداشت از  
خشم حیدر کرار کریم اللہ وجہ ہائی یافت دیگر بار اورا بہ کشت

بد اسد اللہ بو خدا در مصاف      بایکے از کینہ وراں در طواف  
حملہ بسے کرد سوار دلیر      گبرستیزندہ نیامد بیزیر  
تا بچناں کس مکش از دست برد      شد زد و سو آلت پیکار خرد  
ہر دو دلاور چو یکیں آمدند      گرم ز توشن بزمیں آمدند  
دست ہم بر زدہ زان داوری      پائے نشتر زدند بزور آوری  
حیدر کرار بسے کرد جبہ      کا خنجر دشمن بزمیں بردہ  
پوں گہ آنشد کہ بخوں کردنش      دور کنند بارہر از گردنش  
ز بد لیری سگ زور آزمائے      آب دہن بر رخ شیر خدائے  
سخت بہ چنید بخشم اثر دہا      کرد ز تہ صید مخالف رہا  
بس کہ در آویخت و در خشتناک      کاش زدہ را بار دگر زد بخاک

لک بغار مصاف      ۱۵ گر پڑ بدول - ڈرپوک ۱۲      لک زہراے  
لک کہ      لک پیچید      لک کار

زو سرش از خنجر و سینه شکافت  
 گفت رسولش که چو خصم درشت  
 سر زده در پیش پیمبر شتافت  
 چیت که بگرفتی و بگذاشتی  
 گفت نیوشده ایزد شناس  
 بر زمین آورد بصد حیلہ پشت  
 من چو شدم چہرہ بر آن سخت کوثر  
 بار دیگر دست بخوں داشتی  
 کایزدم آورد و بنغرایں ہراس  
 در غضب آورد مرا نفس حسام  
 آب دہن زد و بچ من ز جوشن  
 کاسچہ غرازیں غضب آرم بجای  
 در دہن نفس ہناساوم لگام  
 گشت ضروری کہ رہا کردمش  
 بہر خود ست این نہ ز بہر خداست  
 آنکہ جادش ز پے دیں بود  
 پس ادب از بہر خدا کردمش  
 این کند و شتر طغرایں بود  
 مرد غرا جڑ پے دیں نکرد  
 دید بے خسرو اگر این نکرد

مقالہ سیر و ہم اندر اندر ز شاہاں در رعایت بی پناہاں  
 واعانت و ادواہاں و تجلیہ اعمالِ ملکی بصنعتِ نصفت و  
 تجلیہ اعلامِ ملکی بمعدلِ محدلت و دراز و ستانِ ستم را بازوے  
 تطاول بریدن تا کو تہ دست بوند و زیر دستانِ کرم راست



## تلطف سایہ کروں تا سایہ پروردہ را نشوند

الے بیاست علم افزا شستہ	تخم تخم در رہ دین کاشتہ
غافل از اں در کہ عتابیت ہست	فانغ از اں غم کہ حسابیت ہست
در پس آں پرودہ کہ راہ تن ست	ہر سر انگشت گواہ تن ست
آنکہ کشد عمدہ یک تن بہریت	روز جزا پریش آں تن بہریت
آنکہ از دست کساں صد ہزار	شد بفلک چوں بود انجام کار
آہ کساں خرد نیاید شہر و	آتش سوزاں چہ بزرگ چہ خرد
تیر ضعیفاں کہ کشاد از کساں	بگذرد از نہ سپر آسماں
چیرہ زبوں شد چو ضعیفش گزید	شہ زنگس در پس منہ نہ خرید
گر ہمہ سلطان تہا شمار و د	خرمن در ویش بہ بیمار و د
پہل کہ بر روی زمین پائند	پای نہ بر مور بعدا ہند
بخت رعیت چو رعایت کند	ختم ملک جملہ عنایت کند
رحمت مادر چو سنہ رواں بود	شیر شود غول کہ بہ پستان بود
چوں طلب دخل دلایت کنی	کوش کہ حکم بر رعایت کنی

لا بیک تن لا شود لا زکنا دکان لا گزند لا گزند لا شیطان  
لا پہل کہ در روی زمین سر ہند لا تہ

ارّه صفت قسمتی راست باش	لے ہمہ چوں تیشہ سوی خود ترش
دشمن اگر خود ہمہ پیش و پس ست	عدل ملک حرز روانش پس ست
زاد مسافر قدم سخت دوست	سنگ مقام محک بخت دوست
تیغ بجل آئینه بادشا ست	چوں بستم رفت کلید بلا ست
عهد که از تیغ بود فتنه زائے	باز هم از تیغ نشیند بجایے
آب کند گر چه بنار ا خراب	زود فتنه گر نه رسانی بآب
شہ که به بر تخت بتکیں بود	شیر نهد رود به پیشین بود
گرد پلائے که در اسلام حبست	از خوی پیشانی شاہان شست
شہ که شب تاب سحر سر خورد	روز بخسید غم دیں کے خود
رخنه شود ملک بفرا نسا	ارّه شود تیغ ز دندانسا
گر بنو دکن مکن خسرواں	خانہ مطن لوم بگیرد عواں
در تو زیم ملک آزادی ست	بوزند را رقص نه از شادی ست
مصلحت ملک برفق و عطاست	در همه جا حکم سیاست
موی که پیچیده زبے شانگی ست	گر تو زنی استره دیوانگی ست
شانہ بسر اہم ازیں برده گوی	کو بزیاں فرق کند موبوی
استره یک سر ستر دن خوش ست	زاں ہمہ روی سر اندر کش ست

لک درم لک بر لک رود لک بشب لک ہمہ زیں بندہ گوی  
لک کش یکسینہ مکہ ۱۲

تا بسلیماں نہ رود در دموں  
 منہی کر باشد و جاموس کور  
 شد کہ بود صحت عالم زدور  
 آفت فتنہ است بر اہل حضور  
 ہیزم سوزاں کہ آتش در است  
 نور چہ بنیش کہ خاکستر است  
 نور چہ راغ آنچه بمسکن کند  
 تا کنی خدمت سلطان دلیر  
 گر چہ ملک بہ بود و پُر خرد  
 بد شود از کار گزاران بد  
 خواجہ کہ دامن بکفایت کشد  
 پیرن از پیر ولایت کشد  
 گر بہ کہ شد عطش شیرِ ثاپا  
 زو نہد طوطی الحمد خوا  
 تا کف دستور در انگیزش است  
 نوکِ قلم نشترِ خوش ریزش است  
 شکرہ را از بے چہر زو کلنگ  
 بہت چو آویزش قصاب چنگ  
 آنکہ مراوش درم لفظن است  
 پیشہ او سوختن و سخن است  
 شغلِ سلیمان چو بدیواں رسد  
 ز آرمیاں نالہ بکیواں رسد  
 نزدیکِ بزرگان دیانت شعار  
 نیست روا عتق محرزناں  
 طائفہ خامہ کشاں و دوناں  
 در رقم خویش خود انگذہ خاک  
 یک خطاں بے شکن و پیچ نہ  
 حاصل ازاں حسد و گر پیچ نہ  
 آنکہ نظر است کشد از قلم  
 ہیں چہ کجی ہاست بزیر رقم

نہ دور نہ باید نہ کند نہ آئے نہ دم بے لفظن جمع کرنا  
 سخن طال کرنا نہ شمار نہ دور نہ انگذ

صدقن بوجہل بدتر نہند  
 آنکہ کند خانہ خلقے خراب  
 و آنکہ جوے روش بسوی حقست  
 خامہ صریحے کہ سگالہ ہے  
 کردہ قلم را بنجیانت علم  
 ہست قلم کاتب وحی خداے  
 وہ کہ ازاں پایہ چہ حاصل کنی  
 خواجہ خور دلقمہ شیرین خویش  
 زخمہ خور د خوش منش از بد فعال  
 کار جہاں چوں بکنزائ گشت رست  
 خس چو پراگند بصحن سرے  
 ہچکساں چشم ز کس کم زند  
 ظالم اگر خود بزماں میر گشت  
 کز دم اگر خود تیر خاک و خسست  
 گردستم کارہ بخویشی متن  
 تہمت این علم مجید نہند  
 کافی و پرکار کنندش خطاب  
 خندہ ز زندش بزباں کا حقست  
 از فن شاں زار بنالہ ہے  
 ہر ہمہ را دست منزلے قلم  
 خواجہ کند آلت دزدیش دے  
 کالت حق آلت باطل کنی  
 خامہ ساعی بکس گاہ نیست  
 زہرہ ز عجب فتہ اندر وبال  
 کوش نہ نرمی کہ درشتی خطاست  
 رفتہ بجا روب شود زرعصلے  
 مورچکاں پاک نہ بر ہم زند  
 تانثوی خوش کہ زبوں گیر گشت  
 رہت مہاں کش کثرئی در پست  
 کز رگ تو بہر تو با فد کھن

لاروے لہست لہ خامہ لہ خویش نہ زخم خورد خوش چو آزند قال  
 لہ ہر دے بخوم زہرہ سیارہ کو بچ عجب میں دہال ہوتا ہو ۱۲ نہ کچی لہ خویش  
 نہ بہر دے میر گشت ۱۳ نہ است

رو بہ صحرا بہ سگ خانگی ق گفت کہ چند از دم بیکانگی  
 داو جویش سگ رو بہ گیر تا نہ گفتم رو تو راہ گیر  
 فاختہ با گرہ بیاد کیش ق گفت بخلق تو ہم طوق خویش  
 گر بہ بعد عیش و سرافندی گفت ز تو طوق و زما بندی  
 نغمہ ز دارناے بطع باعقاب رفت ز یک زخمہ چکش خواب  
 گرچہ عواں لقمہ نیکو خورد ہم بودش نام بدانچہ او خورد  
 سینہ مرغان کہ چناں پاک شد نام وے از شکرہ خاشاک شد  
 غلم ہداں کے شود از پند پاک حک نشود سایہ نچرخ خاک  
 ظالم مفلح چو سگ کو چہ گرد لایہ کنناں پیش و دہر خورد  
 یکدم اگر جفیفہ فرد تر مزید گرگ درندہ است برائے گزید  
 شخہ چو برداشت کمان ستم زہ کہ کند آنکہ چنان است ہم  
 شاد شود سگ چور و دزد بیک دست نہ شل چو کند رقص لنگ  
 پیش ستمکارہ مکن پشت کوز زانکہ فراواں نزدیک اسپ یوز  
 کے نظر شہسواراں رسد پرورش از کار گزاراں رسد  
 در تلف خورشید بختی جہاں سایہ زابرست نہ از آسماں

نہ بیدار نہ گونہ نہ چکل نہ رود نہ زند نہ لگزند نہ چنوں

چیتہ کی رازی کا گھوڑا اسپ یوز کہلاتا ہے کیونکہ یوز چیتہ کو کستے ہیں ۱۲

گردِ مے گرنہ پوششِ تپتی  
 تیج بیگلن کہ کم از سوزنی  
 سوزن پوشندہ بدیں یکسُہر  
 گہ چہ فرد بد ہر آورد سر  
 لے کہ نہی گنج بہر گوشہ  
 یاد کن از فاقہ بے توشہ  
 ناں خورش بے کاں چسیت آب  
 مشعلہ بیوہ زناں ماہتاب  
 میرہمہ گندم دہقان خورد  
 بذر گر از قرص جوین ناں خورد  
 مہر زمین تو زد و ر سپہر  
 در ہمہ کیساں نگرد چشم مہر  
 گرد پرت گشت جہانے غریز  
 کوش کزاں بیش گنجے تو نیز  
 موے نسجہ چو بروں ریش  
 خار یکے را چو بیا در رود  
 گل گل اندر خند از کو بیخ  
 تانہ جوراں را کریم خاص و عام  
 بر ترازاں شد بہ بزرگی سریر  
 از پے نیکی ست نہ از بہر نام  
 در تو کنی نام بزرگ اعتبار  
 کو شود از نام بزرگی پذیر  
 بحر سہ حرف آمد و قطرہ چہا

لے اس شعر میں بوجہ تجنیس کے اشکال کی معنی صاف ہیں پہلے لفظ "تپتی" میں "یا" ہے چول  
 ہو اور دوسرے میں "یا" معروف مطلب یہ ہے کہ اگر کسی بدن کے لئے کپڑا نہیں ہی سکتا ہو تو  
 سوئی سے بھی تیری کم وقت ہو تو نے ملک ستاروں کیوں ہاتھ میں لی اگلے شعروں میں یہ کہتا ہے کہ  
 سوئی چونکہ کپڑا سی کر پہناتی ہے تو اگرچہ اس کو محنت پڑتی ہے کہ سر کے بل نیچے جانا پڑتا ہے  
 لیکن پہنانے کے عوض میرا اس کو سر پہنڈی نصیب ہوئی ۱۲ لفظی لفظاں  
 نہ تو گر نہ بگورد نہ سینے نہ بھجند نہ بروں نہ زایروب نہ انا جوارا  
 نام ست

زر کہ ستانی بستم دایم است      ورچہ دہی مایہ بدنامی است  
 بذلِ ستمکار نشد سود مند      نام ز انصاف بر آید بلند  
 پیشہ قصاب چو گیرد شاہ      گرگ مسلمان شود و بے زبان  
 قدر من از قدر تو گر اندک است      خون من و تو بچراحت یکے است  
 گر تو شوی رنجہ ز آسیبِ خار      چشم و دل غیر تو دینِ خار  
 ہر چہ کہ بر خویش نداری روا      بردگرے نیز نباشد روا  
 در گنہ غیر کرم پیش گیر      در محل تیغ سر خویش گیر  
 حکایتِ خطا کردن باد شاہ ہے      و از تیر بے خطا زدن  
 بر بے گناہ ہے

تاجورے از ملک ان دیار      صبح سے خاست بغرم شکار  
 رخس ہوں راند بھڑاؤ دشت      صید کناں سے دے میگزشت  
 دیدیکے کو دک بیوہ سرشت      بر سر رہ بود نگہبانِ کشت  
 ناگہ ازاں جا کہ قضا رفتہ بود      طفل ز آسیبِ صبا خفتہ بود  
 دیدشہ از دور در آن خرد سال      در نظرش مرغ نمود از خیال  
 یا تیغ سوزاں کہ در آورد غرق      جست بر آں سوختہ خرمن چوق

لا میزاں لا درد نہا شد و دا      لا بھولے گشت لا بودیکے نہ قضا  
 لا یاج پیکان از تیر یعنی پکٹا ہوا تیر کو پورا کھینچا ۱۲      نہ سوزن نہ بدان

فتنه محاباے بلائے نہ کرد  
 کرد خطائے و خطائے نہ کرد  
 مرکب دولت چو بدائے سوکشد  
 باز بدنبالہ یتھو کیشد  
 خستہ دبی وید جگر سوخته  
 تیر ہلاکش بہ زمیں دوخته  
 داوڑ پیکانش قضا آنخورد  
 قطرہ آبیش زجاں کردہ سرد  
 ماند زباں بستہ بدائے اورے  
 بادل بدخو بزباں آدرے  
 کہ تباست لب خنداں گزید  
 کہ سرانگشت بدنیاں گزید  
 یافت خبر مادر سینه کباب  
 خوں شدش از سوز جگر گوشہ آب  
 بر سر آں خالی خونی نہاد  
 خاک بسپر کردہ در آچہ پاد  
 آہ چناں کرد کہ صحرابوخت  
 ہر کہ دلش داد دلش را بخت  
 شاہ چو دید آں شغب در دناک  
 گرم فروخت ز تو سن بجاک  
 طشت طلب کرد و یکے تیغ تیز  
 طشت دگر کردہ برد گنج ریز  
 تیغ سیاست بسپر خویش برد  
 در نظر ہیوہ درویش برد  
 گفت بکش ماتم خود سورکن  
 دامن خود از گردن من دور کن  
 حکم قضا را برضا در پذیر  
 جزم بمن بخشش و بہادر پذیر  
 ورگنہ ام را بخلط رہ بری  
 قرده زیز داں نہ یکے دہ بری  
 این روایت طشت مسلم ترست  
 دین دہ اگر شمر شد ہم ترست

ناموک نایراں نہ پیکان قضا نہ بجا نہ ماند نہ لاخوی  
 نہ بود ہم



شہ کہ تسلیم سر پہ پیش کرد  
 تنج شفیع گف نہ خویش کرد  
 زان زرد پولاد کہ پیوستہ گشت  
 راہِ نضوت زمیں بستان گشت  
 زان چو دید آں روشِ عدل و را  
 نختے از آن بخودی آمد بجا  
 گفت کہ خونِ رینہ گیر از تو زود  
 مردہ من زندہ نگردد دھچ سو  
 تو کہ غلط زخم زنی خون بود  
 منکہ بعد اکشت چوں بود  
 نزد خدا جرم تو ناچیز باد  
 من ز تو راضی شدم او نیز باد  
 اے کہ ترا شخہ دیں کردہ اند  
 داد چنین کن کہ چنین کردہ اند  
 رابطہ شروی از داد بند  
 تا کنی آوازہ چو حشر بلند

مقالہ چهارم در تحسینِ یانتِ صائن و نفیرِ دانت  
 خان و تحریرِ حشو کتاب کے در صدر گر آید نمونہ قلابِ اعمال  
 کہ لامع نماید و گرم خیزی بچنگانے کہ لعل و یاقوتِ آبدار  
 بیگانه را نکشت فروخته و نیستند و از بیمِ سوختنِ نگشت  
 نہادن نتوانستند و دود انگیزی سوختگانے کہ دودخی را  
 آشام می کنند و آری غے دودناک نیارند

اے بدیانتِ دلالت آراستہ خواستہ خلقِ فزون خواستہ

لا بود نہ بیان نہ زدی نہ چوں

پاک ترا ز باد ز آلودگی	نخست ترا ز خاک با سودگی
عصمت جانے کہ ترا زاده	دولت وزے کہ ترا واده
در همه آفاق که ماند ترا	گر خرد این سکه نشاند ترا
صدق تو بس در گره عقاد	گر درم بد نبود گو مباد
هر چه در آرد برکت نیستش	آنکه بپاکی حرکت نیستش
وز غم شبگیر سو پر نگشت	قطره که افتاد بجل در نگشت
سیر نکرد و شکم اردل نیست	درین مرد از پری دل نیست
باز شکم تنگ بود دل فراخ	شد شکم و خلق حوصل فراخ
چون نہایت نگری آتش است	مال کساں گر چه که حلے خوش است
آں همه مومست که آتش بود	شعله که از شمع زباں کش بود
خام بود بختن سوداے خام	آتش سوزاںست چو مال حرام
بشیر کند ز آتش سوزاں گریز	بهر سرمای نبود مرد تیز
پنچ سپہ چشم بود دور ہیں	ز انج سپہ روے بود جیفہ ہیں
لقمہ مکن کو نکو آرد بکس	زر کہ برنگست چو پیر مگس
وانچہ فرو برد ترجع نکرد	کیست کہ این لقمہ توقع نکرد

لدا دده لدا نشد لدا نشد لدا نیست لدا نیست لدا خوشه  
 عه چرخ کو آرد وہیں چرخ کہتے ہیں باز کی قسم ہے " لدا تیز ہیں لدا کساں  
 لدا گلوں آرد لدا کا پنچ لدا ترا ج

یک حریصی که بسوزد ز رنج	کے دہار در کفش افتاد گنج
ریگ که آتش خوردا ز آفتاب	تیر کجا کردد از آتشام آب
چشمه خورشید بد ریاسه خویش	تشنه قطره است زگرماے خویش
مردہ ز ررا که ندارد دوست	دوست کیست داشت که محتاج است
هست تن مردہ که نبود بگور	مردمک چشم شگالان کور
آدمی آنت بنزد خراں	کوست چو خرد رتہ بار گراں
گر همه گبرست که مالیش هست	در نظر خلق جمالیش هست
در پ بود مومن و پرہیزگا	ہر کہ ز رش نیست ندارد عیا
تنازگی روز و راتمول بود	تشنہ گل پرودہ در گل بود
خاک بسر مردہ تی چشم را	کز پے زر و شمر دیشم را
لے باطل مانده چو مورال اسیر	در تہ باری چو ستورال اسیر
مور کہ حشش بود از حد بردن	زندہ رود زیر زمین سرنگوں
خاک خرد مار ببالاے گنج	لاجرم از سرنشش آید برنج
آنکہ دیش کور شد از حس مال	فرق ندارد ز حرام و حلال
گاہ خورش در دہن ناکیاں	دانہ ہمان ست پلیدے ہماں
فرق نظر تری نو باریگی ست	چشم چو بستی ہمہ تاریکی ست

نابینج    ناپاک    ناپشم    نافرین    نفرتیزی

گر چه خورد آشکره مرغی تمام  
 آدمی آتش خور د از حد فزول  
 خط که به پیشانی خائن بود  
 در شکم باز که چندان خط است  
 آتش از آنجا که خیانت گریست  
 خاک این شد که بهر گشت زرا  
 آنکه دود بهر کم و بیش را  
 کار سیه کنی به بیاری است  
 پاش چو پتی ز سگ لقمه خواه  
 بهر درم حیل خائن بے است  
 آنکه ندارد و خیانت هوس  
 چوب نه گیر و بته آب جلے  
 و آنکه بود دشمنه بال کسان  
 سنگ که ره نیست هوارا درو  
 آنکه شد از قطع گره گرم خیز  
 شکست که پر مهره بر آرد ز کام  
 کز دم او دود نیاید بر دل  
 جائزه غصب خزان بود  
 تذکره جان تدر و دبط است  
 بهره کارش همه خاکستر است  
 دانه یکے به قصد آرد بیاب  
 رست نماید روش خولش را  
 آئینه نیز نگ سیه کاری است  
 رونگر از دزدی دگیش نیاه  
 هر که دمش خور د چه ابله کست  
 پیچ امانت نه پذیرد ز کس  
 سنگ نباشد هوا دیر پائے  
 در رود از حیل بحال کسان  
 در رود آتش بهدا را درو  
 چرب نباشد و بران و تیز

زانجو زانبروں زانپس زانگرچه پیشاری نه آئینه نه باش  
 زانزده ده نه زخیانت نه زمال کسان نه شون نه باشد بران

صیقلیاں تیغ کہ روشن کنند      تیرش از آلاشِ روغن کنند  
 اخذ در مہا بزباں بے حدت      تیغ درم گیر یکے از حدت  
 رہت بدائش در خور بار یک نعل      کو خور داز بوالعجبی خون جھول  
 خون کساں میخورد آں بیدرد      مے کہ خور و شاہ با و ایننگ  
 دزد ببحراب کہ تنہا رود      از پے قذیل و مصلارود  
 گربہ اگر صلح اکبر کند      ہم بحرم صید کبوتر کند  
 گر غصت چربی خویش ست بس      آنجوش از تو نخورد و بچکس  
 آب کہ در خرہ روغن خورند      جوش دل و دولہ تن خورند  
 گرچہ ہمہ خلق خیانت گرند      لیک و قوم از ہمہ خان ترند  
 زان دو یکے عالم تزدیریست      ثانی شاں حاکم تحریریست  
 گرچہ دریں ہر دورہ داندست      لیک از تحریر کس آزادست  
 باز مبادا کہ فدا شہر شاہ      در قلم ہندوئے نامہ سیاہ  
 زارغ نشاید بچمن بے شمار      خال یکے بہ بر خے نے ہرا  
 لشکریاں خود ز دل ناسپاس      شاہ شناسند نہ ایزد شناس

لاماں لٹاخر ۱۳۵۵ اس شعر کا مطلب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ باریک نول کن یہ ہے قریب دینے کا  
 سے جو گری اور پر غریب باؤں سے بکائے۔ اردو میں اس کو چکنی چڑی بانی کہتے ہیں وہ (شام)  
 کہتے ہیں کہ فری باؤں اسی لائق ہے کہ یہ قوفوں سے بانی بنا کر ان کا خون چوسے۔  
 لٹاچوب کول نہ لٹا خود نہ از نہ با دولہ تن نہ از دولہ تن نہ ادم  
 لٹا ہندو کاں لٹاچوب



رخنه خیاط سر سوزن است	لیک در ایمان وے آن روز است
دزدی کاسب که ز افلاس است	خشت تاجر ز برابر چرات
گر چه کسی راز درم چاره نیست	یک خسته چور با خواره نیست
خواجہ کہ حشش ہر بارہ نمود	عمر زینش بود و حقیقہ سود
ہر دوسہ دانگ کہ برے رود	منتظر آنکہ مہی کے رو د
کے دہد آخر دل و عقل سلیم	یک مہ عمر از پے یک کاسہ سیم
در عہ مذہب نشود پیچ حال	مال رہا خوار و مقام حلال
بس کہ مقام بود از صدق پاک	سنگ بختش بود و زرنجاک
مرد گنگار مقام رفتنی	دزدی و طراری و قبت فگنی
تا بتواند ز دل عشوہ کوشش	دام تباں باشد و عشوہ فروش
وانکہ کند دام بحر صہ ہوس	نیت بر آن دل کہ دہد باز پس
چوں نیت را بتین خسم بود	لابد از آن شومی ادا کم بود
با درم ہشام نگیرد حلال	غم نخورد چرب بود چون سقال
عشوہ دہ از کوشش افغان گریے	سہل جوابے دہدت از کرے

نہ سوزنیت نہ آن سوزنیت نہ روزنیت نہ نہ نہ نہ چیت باخ  
 نہ جتنے نہ ختمین نہ بود نہ زانکہ نہ بود نہ مابہ فارسی میں ہش  
 کو کہتے ہیں یعنی ایک سو تولا کا بار ہواں حصہ ۱۲ نہ مقرر نہ اگند گاہ نہ ایتواند  
 نہ ایدان نہ نقیب نہ شود نہ او کم شود نہ کوشش از نہ دری

بیشتر آدمی کز بخوے      تند شنو باشد و آہستہ گوے  
 آنکہ ترسد ز خداوند پاک      از سخن آدمیان چہ باک  
 عہدہ و نالہ کم حاصلان      نغمہ پنگلیست بر حائلان  
 جانورے را کہ بود سنگ آ      طعمہ دہی گر کنیش سنگ آ  
 حاصلِ عامل کہ ندانیش چند      آن ہمہ زنجیر کجاست و بند  
 سگ چو بر غبت شکند آتخوان      تو دیش ریش سفرہ زخوان  
 آنکہ بر دارِ جہاں رونہا      پردل خویش بیک سو نہا  
 گرچہ ہمیشہ ز گس کرد قوت      تھے نکند پیچ گئے عنکبوت  
 سفلہ کہ دل بست بزنجیرِ سیم      ز آہن و زنجیر تنش را پیسیم  
 آدمی از بند شود دل نگاہ      سگ چو بہ بندی شود امید آ  
 شرع کہ بنیادِ صیانت نہاد      قاعدہ دیں بدیانت نہاد  
 کیست بد انسان کنوں ز خاص و عام      کش بدیانت بتواں برد نام  
 پیچ دل از حرص و حسد پاک نیست      معتمدے بر سر اس خاک نیست  
 طائفہ ہمہ کہ بینی بجایے      گہر دلا ند مسلمان نماے  
 نادردہ یابی کہ دریں روزگار      کس بود از ترسِ خدا رندگار

نکوش از نادرے نہ بیشترے نہ باشد آہستہ نہ ہلکت نہ گناہ  
 نہ دنیا نہ اس ہمہ نہ توبہ و نہ سفرہ ز شیش بخوان ۱۳ نہ بار نہ پیچ گئے تھے عنکبوت  
 نہ سببِ نخوں میں ز آہن لگا ہر میسہ زو یک نہ آہنی زنجیر چھا چاہتے ۱۴ نہ چو نہا چو نہا سنگار



رست زندیشه یزداں شوند  
 پیر زندیشه سلطان شوند  
 ای شده ز اسلام سلامت  
 دین تو فایز ز دیانت گری  
 آستین زله کثانت دهاں  
 استر کیه برانت زباں  
 ترس نداری که فنا میت هست  
 شرم نداری که خدایت هست  
 روز قیامت بخطا و صواب  
 گرز تو پرسند چه گوئی جواب  
 چند بسر مایه خلقت گماں  
 چند نظر در گروه مردماں  
 سرخ کنی بر زر بیگانه چشم  
 غرقه خونت شود از خانه چشم  
 دزد که کوته نکند دست کار  
 شخه کند کوهش از ذوالفقار  
 حجره که آزاد بود از گزند  
 در ننگه سلسله و تخته بند  
 سفله چو در زاویه حب کند  
 بنیش ز دیده بکالا کند  
 آنکه بدزد نظر خویش را  
 زو که نگه داشت زیر خویش را  
 با فن رزاق که بے ره بود  
 قبله طرار عفی الله بود  
 هر که دغا لازم جان ویت  
 عاقبت الا مرزبان ویت  
 حکایت آب یخنی شیر فروش آب و گی رمه و  
 دشت شبنم رمه در کوهسا  
 شیر که از آب سبوره خسته  
 آب در آں شیر در آیمخته

لا اسلام سلامت لا دزد کند لا دزد نکند لا رزاق لا دزدان

بردے ازاں آبِ طلع بشیر  
 نقرہ چوں شیر ز برنا و پیر  
 روزے ازاں کوہِ بصرے کا  
 سیل در آمد رملہ را برپا  
 آنکہ جہاں سوختہ شیر کرد  
 سوختہ شد ناگہ ازاں شیر سرد  
 شیر خشک از تفت تابش بسوت  
 جملہ آں شیر ز آبش بسوت  
 خواجہ چو شد با غم و آزارِ حبت  
 کار شناسیش دراں کار گرفت  
 کاں ہمہ آبِ تو کہ در شیر بود  
 شد ہمہ سیل و رملہ را در بود  
 مردِ شباں ز اں سخن آمد تنو  
 ماند سر افکنده چو سیلابِ کوہ  
 خدو اگر دیں طلبی از خدا  
 زیں دلِ خانِ بدیانتِ حرا

مقالہ پانزدہم در ملامتِ موفیاں کہ بغضب و تعصب  
 جوئند و سلامتِ موفیاں کہ بعلم و حلم و تحمل ظلم کوئند و  
 رفتنِ خار خارِ دِلہا و شستنِ غبارِ کَلہا و کند کردنِ  
 حدتِ آہنِ دِلاں از خراشِ سینہ ہا و روشن کردنِ  
 جدتِ پاکیزہ گوہراں از تراوشِ کیسہ ہا

لے بجھا کردہ دلِ خلق ریش  
 پیشہ آزار گرفتہ بہ پیش  
 کے بجھا بارِ ہی بستہ اند  
 مشتِ ناناںِ مَنکِ تہی بستہ اند

ہر کہ برہ ہر کے چاہ کرد	از پئے خود زیر زمیں راہ کرد
کشتہ نشو و زود عتاب دلیر	دیر زید مرغ کم آزار دیر
گر بہ کہ مرغے بزباں آورد	گوش و دم خود بزباں آورد
غصہ مخور زانکہ شقاوت دروست	خشم فروخور کہ حلاوت دروست
زہر کشندہ کہ زیانت بود	چوں کشیش دارئے جانت بود
ہر کہ نہ رویش بمسلمانی ست	عاقبت کار پشیمانی ست
ہر کہ مسلمان ست پشیمان ست	و آنکہ پشیمان نشود کافر ست
بادل نیماں بنود خشم یار	ہیچکے گرم نباشد خیال
سادہ دل ار گرم بر آروغ	در تہ آں نرمی لطف ست وں
طفل کہ گرمیش بر آرد ہر د	آتشکے باشد و آبے در د
خشم کرم ارچہ کہ آتش کند	از پس آزار نوازش کند
نخل کہ خرماسست ہمہ باراد	پرورش خستہ کند خاراد

نہ بدہاں  
 اُس کو پکڑو دم اور کان کاٹ دیتا ہوں اس سزا سے وہ میرے ہر گھر کے دروازے پر نہیں آتا  
 نہ میاں نہ سہمی کشتہ اکبر کی درمید ہوتا ہوں ۱۱ نہ تشنگی نہ گوارش  
 ۱۲ مجھ کو رکاوٹ نہ بنے تپوں میں جو کانٹوں جیسے ہوتے ہیں چھپا رہتا ہوں اس میں قدرتی  
 حفاظت کا ذکر ہے ۱۲  
 ۱۳ نہ کاراد

مردمی شعلہ مدار استوار	آں ہمہ فتنہ ست در انجام کار
زا دل کارست عوا <sup>ن</sup> م و <sup>ن</sup> ست	نرم بود خار در آغاز خاست
و آنکہ تنے یافت نیز د <sup>ا</sup> ں ف <sup>ر</sup> ہ <sup>ی</sup> ن	ہست چو گل اول و آخر لطیف
باز کند دیدہ چو خارے نہ <sup>ن</sup> د	پیش نہد فرق چو بارے نہ <sup>ن</sup> د
پارہ آتش بود آں پُرگزند	کوزدے شعلہ بر آرد بلند
مردم بے سنگ بخود کم بود	سنگ گراں گوہر مردم بود
خس بنبارے رود از ج <sup>ا</sup> ے خویش	کوہ زدہ من نکشد پائے خویش
مردم با اصل چو دریا بود	مردم بے اصل چو خار بود
تن کہ بہر باد بخیزد ز پائے	سنگ برو نہ کہ نہ جلد ز ج <sup>ا</sup> ے
خشم سراں دفع سلامت بود	زلزلہ در کوہ قیامت بود
خاک کمر آں خازنِ افلاک شد	باد سبک مرکبِ چالاک شد
ظلم را کن بروداد ب <sup>ا</sup> ش	زا بچہ ملامت رسد آزاد ب <sup>ا</sup> ش
ہر چہ کہ اول بلامت کشد	آخر کارش بندامت کشد
کوش کہ ناید ز زب <sup>ا</sup> نہات غم	لیک نگہ دار زباں را تو ہم

نہا کاں . سہ عواں پر د<sup>ن</sup>ن حباب لڑائی جس میں ایک مرتبہ قتال اور جھڑپ ہوئی تھی اور پہلی بیانت لگے یا گھوڑے کی اور شوہر دار عورت اور ادھیڑ عمر کی عورت یہاں پہلے معنی مراد ہیں " نہ بزار نہ کار نہ ہنی نہ ہنی نہ کوزہ نہ گراں نہ خاشاک نہ زب<sup>ا</sup>ں اسے غم نہ لگے

دست زبان تانت عقوبت مگر دست زبان ہم بقوبت درست  
 گرچہ کہ پولاد برون کم است سودگی آہن و سواں ہم است  
 بندہ کہ خلقی بودش در نہاں بہ بود از خواجہ یا وہ زبان  
 سفر گر بہ کہ بود مشک دہ از دہن شیر کہ گندہ است بہ  
 از تیرہ دم عنبر تر داو کاو زادہ نجاست لب مردم ز داو  
 نیک تناسد خرد ہوشمند کر دم آن تالیں فریق چہ  
 ہر کہ دش نیست ز فرزانگی بابت خندہ است ز دیوانگی  
 بہ کہ بد خلق نکوئی بسے تابہ توینہ نکوید کے  
 ہیں تو بد و نیک ہم دم مرن ہیچکے را بجاں کم مرن  
 آنکہ خدایش ز نکوئی سرشت کے شود از گفتن رشت تیرت  
 دوس نکند خور بزرگاں تباہ کر نشود از لکد غوک چاہ  
 آنکہ خرد مندی او بے شکست مدحت و شنام نبردش یکے  
 از بد و بد گفت نر خجہ حکیم بیخ چو سخت است نہ صرصرہ ہم  
 گر ہمہ خود خار نہندت خساں دیدہ بدوز از بد و نیک کساں

نما تب      نکا      بود      نکا      در زبان      نکا      یادہ دہاں  
 نکا شیر بصرہ بہ نکا      زاد      نکا      زاد و نجاست      نکا      داو کے معنی علاؤ  
 اور بہت سے معانی کے فحش اور دشنام کے بھی ہیں اور یہی یہاں مراد ہیں " نکا کر م ایں  
 نکا بابت خامسی میں ہے اور واسطے کے معنی میں ہے " نکا میں بد و نیک ہم دم مرن

تازیدی خامه بخاریدن<sup>ن</sup>ست  
 عیب نگارنده نگاریدن<sup>ن</sup>ست  
 هر چه ز تقدیر برآرد عسلم  
 موی ننگزد بشکاف<sup>ن</sup> قلم  
 اهل سمرگر بشماره دارند  
 بے سببها نیز بکار دارند  
 نه که تپتی بر دما از طرف<sup>ن</sup>د  
 گر نهد باد به سر آید سرود  
 سودنی از نیشکر افزوده تر  
 کین قلم و تیر دهد او شکر  
 قهقهه زد کبک بر قنار زان<sup>ق</sup>  
 کز چه تپتی گام پریشان باغ  
 زان بدو گفت که پرواز کن  
 گر گرد از من ببری ناز کن  
 هیچکس نیست ز بیاو زشت  
 کش نه حکیم از پے کار شست  
 چشم چو در خویش تن آید همه  
 زشتی خود خوب نماید همه  
 نیک بدانی که نباشد درشت  
 در شکم مادر خود خار پشت  
 شیر کسا خونست نماید بچشم  
 زنگی اسود که برانی ز پیش  
 سرمه که خاک<sup>ن</sup>ست سیه در نظر  
 از چه بتری سر پستان خویش  
 سرمه که خاک<sup>ن</sup>ست سیه در نظر  
 ردغن از ویافت چراغ بصیر  
 پیر چو در عیب گرانان بود  
 تخمه تعلیم جوانان بود  
 دزد که در ره بختان تازی<sup>ن</sup>ست  
 نقش پیش دفتر غازی<sup>ن</sup>ست

لا بخاریدن<sup>ن</sup>ست لا نگاریدن<sup>ن</sup>ست لا میزد  
 لا زرقار<sup>ن</sup> لا هند<sup>ن</sup> لا بدین<sup>ن</sup> سال<sup>ن</sup> لا بچ  
 لا که خاکینه<sup>ن</sup> لا راه<sup>ن</sup> عناں

ہر چہ کہ مخدوم بداندیشہ کرد  
 زندہ کہ او پایہ تباہی نهد  
 گر چہ کہ بدرانہ کسے در پست  
 دزد کہ با سرفہ بود لقب گیر  
 خلق ہاں راست بفرمان پس  
 لبت ہمہ را خم کند از سجدہ پشت  
 تا کے ازیں کو بلامت روی  
 چند چو آتش قدری نڈ و دہش  
 خاک نہ نڈت بسر خویش دار  
 بندہ کہ با خلق فرد تن بود  
 چوں تو رکوعی کنی در قیام  
 دوں کہ نہ پاپے بفرق سراں  
 خس کہ بہر باد بگردوں پرد  
 پاچو نہد بر سر دریا خے  
 بے ادباں را بکہ کن کن  
 بندہ ہمہ حال ہاں پیشہ کرد  
 گام کجش رست گواہی دہد  
 خوے بد آخر ہمہ جا بادی است  
 واروے تیزش چہ خوراند تیر  
 کو بیخا دست نماید بکس  
 سجدہ انگشت نگر پیش مش  
 راہ چناں رو کہ سلامت روی  
 کوش بخشودی و خوشنود باش  
 دیدہ تسلیم رواں پیش دار  
 پیش خداوند ممکن بود  
 نیست نماز تو روا و سلام  
 سیلی گردن خورد از ہر کراں  
 ابلق گیتی بزناش خورد  
 لطمہ خورد از کف دریا بے  
 نے حرکت فقر بود نے سخن

نڈ باندیشہ کرد نڈ بندہ ہاں حال نڈا چہ خوراند دیر ۱۱ پہلے مصرع میں صرف یہ دعویٰ ہے کہ مار کے آگے  
 بھوت بھاگے۔ دوسرا مصرعہ دلیل دے کہ کس کے ڈر سے مٹھی کے وقت انگلیاں ناک رگڑاتی ہیں ۱۲  
 نڈ بقیامت روی نڈ چند چو آتش نڈا خورد باش نڈا چہ ممکن بود نڈا سیلی گردن خورد نڈا از ہر کراں  
 نڈا خس کہ بہ آخر نڈا بزناش خورد

طرفہ ہند خوگ ز آواز رود  
 آنکہ سرشت نیش از منیست  
 ز آب طوٹ بگر ریختن  
 بادل سخت ارچہ کنی پند باد  
 لے ہمہ بیجاوہ بگوشت نہ د  
 گفت شنو گفتم مرا ہوش د  
 در ہمہ جا پا بجد خویش نہ  
 گر بہ کہ باشیہ کشاید کیس  
 نیشہ کہ از باد بفل پر کند  
 با ہمہ چوں خاک ز نیست ہاش  
 کوش کہ باشی برضای ہمہ  
 آب کہ بانگے بمسافت کند  
 دست دہ آنجا کہ فتد پست را  
 کم کن از آن بندہ کہ از دست  
 بندہ ہم آخر گمراہ دمست  
 لیک مباد آنکہ بگوید سرود  
 کن کن دست برد دشمنیست  
 لوٹ جدا کے شود از بختن  
 دامن کسار بچند ز باد  
 کس نکند گوشش ز بیجاوہ پر  
 گر نکنی باد در گوش دار  
 مرتبہ شناس و قدم پیش نہ  
 بر تن بے زور بلرز د زمین  
 کے بہ بزرگی سخن در کند  
 وز ہمہ چوں باد تہیدست ہاش  
 دست ہمہ بوسی و پائے ہمہ  
 غفلتہ شکر لطافت کند  
 دست کرم سبے فرو دست را  
 شکر کن آن را کہ پرستارست  
 گرچہ کہ در سلک غلامی ضمست

نک آنکہ سرگشت نیش نلاے دل  
 نک بجز نک سخن نک دور  
 نک آنکہ سر ز آواز رود  
 نک زان زان نک کم بدن



کار باندازه باز دوش ده      بار بمقدار تراز دوش ده  
 چند دوال ستم انداختن      ہندوے خود را جلتے سختن  
 سوخته در گریہ و تو سر زنی      سخت نشیند چو گرہ تر زنی  
 سوز بد لہاے مشوش بود      دود بجایے ست کہ آتش بود  
 بچہ کساں منکر و بازوے خوش      خاک منگیں بترازوے خوش  
 گر ملکی چو ستم آید بکار      پشت زمرود بر آرد مار  
 کوہ کز دست زمین دیر پائے      آو ضعیفانش رہاید ز جالے  
 پیش کند رقص چو شد یک زمن      پشت نوا ساز و گس دست زن  
 لے کہ ہمہ تخم بخاکاشتی      بہ کہ بمبند محل آشتی  
 تیغ کہ بے ریزش خوں کم بود      بے سپر آں را سپرے ہم بود  
 سوزن اگر در خلہ وارد رہی      خار ز پا ہم کشد آخر گی  
 چند بدی پیش کنی اندکے      نیکوئی ار صد نتوانی یکے  
 گرد بر آری چو ز دشمن بکوب      جائے یکے دوستی ہم بروب  
 گر چہ شود خشم تو دہ تن پوست      گر ہمہ یک دست کنی ہم نکوست  
 حکایت در چشم زان کمالی پوش و برگ علاج اواز در

ز ساخته گریہ      ز دل آید      ز دل آید      ز دل آید  
 ز بجل      ز دل آید      ز دل آید      ز دل آید  
 ز دوستی      ز دل آید      ز دل آید      ز دل آید

## دراز خود گفتن با مرغ دیگر و اوست سخنهای نصیحت آمیز

در حدیجین بود بدبخت فراخ  
 کینه در نخت بفلک برده شناخ  
 برگ برش ریخ و مالیت شکن  
 دارم بنیائی و اکسیر تن  
 بر سر آں خانه نلاغ کهن  
 در کهنی کرده ز غفا سخن  
 ناگش از چشم بد روزگار  
 در گردیده در آمد بخار  
 گرچه ز سر تا بقدم سرمه بود  
 سرمه به بنیائی پیراں چه سود  
 چون اثر درد بغایت رسید  
 بر سر مرغ بشکایت رسید  
 هر چه که از چشم رسیدش لبر  
 باز ترا وید هم از چشم تر  
 محرم بنیاء بصیرت شناس  
 در شب بے نور نگه داشت پای  
 گفت ستاره بجاق اندرست  
 ز بهر زکیواں بطلاق اندرست  
 مصلحت است که خیزی زیش  
 باز شبابی بوطن گاه خویش  
 بر سر شانه که سکون کرده  
 عیش بندیش که چوں کرده  
 برگ به برگ آنچه گزشتی برآ  
 در نگر آلاشش خود را درآ  
 آنچه نه رنگه بوی از بوست  
 دیده برو مال که در بوست  
 زان دور ناسفته که بنیا کشید  
 آں شبه را رشته به مینا کشید  
 زان بک غم شدن ساز کرد  
 بال بهم برزد پرواز کرد

ناله پس در نخت ناله است ناله گرچه که ناله در سر مر ناله محرم بنیاء بصیرت  
 زوال عه ز بهر او زجل کاقران عیاشی او زجاری کی دلیل او را کیلا زجل ناله ناله ناله



## صحبت گمست گوهر خویش از دست نه گزاشتن

هر که در دیرت نیکو بود      آدمی از آدمیاں او بود  
 و آنکه فراخش همه زورست زو      دور زما ز آدمیاںست دور  
 نیکی مردم نه نکور دنیاست      خوئے نکو مایه نیکوئیست  
 مرد درون تیره و بیرون سلیم      زشت بود استر دیبا گلم  
 بخل عیاں به که بعشوه نوید      روئے سیه به که ز پیشی سفید  
 پس بد بد خو که نکور و نمود      با خطا بد کلک منقش چپه سود  
 باز بسا تلخ که خوشد چوئے      لیک صفار وئے نماید زوئے  
 ثروت و ترش نهست هلیله دلیک      روشنی چشم شد از خوئے نیک  
 الحذر از تیره دل و پُر بختا      کوز پس و پیش نماید صفا  
 آئینه را پشت چو روشن شود      وجه درویش معین شود  
 سیب ازانست و زنگ از برو      کش دوسه دل هست سیه از دل  
 هست یک زنگ طبع کش مقیم      یک دل خسته هست سپید و دو نیم  
 در تن بد خو کرم و لطف ریز      خشم و بختا خود بودش خانه خیر

ن دران      ن زما و آدمیاںست      ن رستی      ن چو شد چوئے  
 ن زفت و ترش روئے هلیله است      ن دل دبا صفا      ن کرم لطف

گور کن راکہ دل از بے رنہ  
 کل تو گلن خار خود از بے رنہ  
 آنکہ بزرگ ست و بزرگی شست  
 گرنی کتر ہمہ بر رخ نشت  
 ششعہ برق در آزدون ست  
 قاعدہ بحر فرو خوردن ست  
 سینہ دریا نشود پر غبار  
 گرچہ کہ باران گذشت سنگ سار  
 نور خدا برد از خوسے خوش  
 مویسیدی کشد از بے خوش  
 ذوق تو شد تیزی و خشم و ستیز  
 ہیں کہ بگریخت آچار تیز  
 نار کہ دندانیش بود در شکم  
 خورده شود او ہم دندانیش ہم  
 دوی کہ در آزار بزرگان تند  
 میش بود کو دم گر گمان زند  
 خن کہ برد بینی شمع و چراغ  
 سوخته گردد ہم از آن سوز داغ  
 شعلہ چو ناگاہ بر آرد بال  
 زود مرویں کہ پرد از وبال  
 مور کہ دریافت نہ پر کم بود  
 پیر دیش زان سوسے عالم بود  
 بدہمہ جاز خشم و بابے کشد  
 مار زہ از پس ساسے کشد  
 خصم کہ پستی کند اسسں گیر  
 خفہ تشابند برہ مار و تیر  
 نقش کشاں از کزانی خوش نیست  
 دائرہ تا کثر نبود رست نیست  
 کالبد آکر راکہ مدور بود  
 خشت مریع طلبد خبر بود

نک کہ گل ز دہد نہ خار ہم نک بزرگست بزرگی نہ بر رخ نشت  
 نک بارانش کند سنگسار نک برد از نہ تیزی خشم و ستیز نک گر گمان کند نہ سوز داغ نک اسفل سواک  
 نک بر سہر جا نک افتابندہ نک خواہے معنی خواہے معنی کسی دوسرے سے کوئی نہ ملے کتنی

آنکه سیه روی خلقت دروست  
 سرخ کجا گردش از غازه پست  
 چهره هندو که سیاه است و تار  
 سرخ ز شنگرت کند در بهار  
 خلقت آن کرپے کار بدست  
 او همه تن آلت کار خود دست  
 مار که رشته ست همه تن براه  
 خواه بکنگر نشو و خواهی بجاه  
 شیر که گرد آفت صیدش خدا  
 نخر و تیغ ست همه دست پا  
 زان بدی اندر دل تو گشت و  
 گرگ که نوشد ز دل میش خون  
 کاس بدی خود و نجیالش بکوست  
 مردمی از مردم بے رو که دید  
 رنج دل میش ندانند که چوں  
 پیشه مبارک بنود شوم را  
 رے در آینه زانو که دید  
 از تن بدسیرت زیبا نه زاد  
 سایه همایوں بنود بوم را  
 سرخی رو دزد سیه راجو  
 کز ملک الموت میحانه زاد  
 جبه چه پوشی بخلیب سیاه  
 پوست کش اورا که شود سرخ رو  
 همه عیب دم خلق تو خشک  
 برهنه کن جبه دیگر بخواه  
 اوست هنرور که بمقدار خویش  
 آهوی بدمشک زند بوی شک  
 بهر بغیرے دهد از کار خویش  
 بنهن که گیرد بکف استوار پیر  
 تپ زده رامی شود او دستگیر

زانکه از غازه زانکه ز شنگرت زانکه بکنگر نشو زانکه زانکه زانکه  
 زانکه زانکه چوں زانکه پوست کش آن را زانکه چه پوشی تو بخواب سیاه زانکه خلق تو خشک زانکه زانکه  
 زانکه آن دستگیر

سو و کساں جوئے بد ہر کمن  
 شمعِ خلقے ہم را ورتن ست  
 بس کہ رسد صندل تر جا بجائے  
 خلقِ تہی کا سہ مدار استوار  
 سب چو شد آسودہ نشیند ز جوش  
 در ہمہ جا سنگ محک از زرت  
 مکرم اگر چند کشد کوبِ دہر  
 دُر کہ شکستند نہ باطل شود  
 ناکس اگر بہت بہشتان و باغ  
 بہت دماغت ز دل تیرہ گوں  
 پوشِ تکبر چہ دہد مایہ پیچ  
 چوں تننت از حکمتِ عالم تہی ست  
 نفسِ بد از منع کند منع کن  
 لیک بہ تن نفسِ حردل بہر تن  
 مارش اگر سلسلہ نہند پیاسے  
 زانکہ چو شد سیر لعل ست کار  
 مردم آسودہ بود فتنہ کوش  
 زر محک مردم بد گوہر ست  
 ہم دہد از منفعت خویش ہر  
 سرمہ چشم و فرج دل شود  
 کندہ کند حقیقہ مارش دماغ  
 شد زسیہ دانہ زکامت فرو  
 باد دے را چہ بود پایہ پیچ  
 گر چہ کہ پر باد کنی ہم تہی ست

نہ رسد صندل تو جا بجائے نہ سلسلہ پیچ پیاسے  
 ۶۴۴ رہجائے ہیں جس کے حرف د-م-خ ہوتے ہیں ان کا عکس خد ہوا یعنی اس کا کاسہ خلق کج ہو گا  
 کج کاسہ خالی ہوتا ہے ۱۳ لے اس مصرع کے معنی صاف ہیں لیکن معنائی قاعدے سے اگر سیر کو الٹو تو رہیں ہو گا  
 اور رہیں بیاسے مجھول اور رہیں بیاسے معروف تنہیں خطی پر اور رہیں بیاسے معروف کے معنی ختم اور غصبت ہے  
 یعنی وہ غصبت کو د رہیگا۔ اس سے علاوہ اگر کار کو الٹو تو راک ہوتا ہے راک کے معنی آنجودہ کے ہیں اور اوندہ چاہیے  
 بخل کی دلیل ہے ۱۴ نہ آسودہ خود قدر نہ دامن روک نہ بہشتان باغ نہ بہت دماغش نہ بود پایہ پیچ  
 نہ از حاکم حکمت شمعیت نہ کرچہ کہ پر باد کنی

دم کہ بمب آشورہ جولا کنی	بادتی را بتی گہ کنی
خاک کہ دل نام و قارش کند	ہم ہی باد غبارش کند
باد چو بسیار بیریافت راہ	ننگند از فرق بسیلی کلاہ
سر بردار باد بہر در فقاد	تاناہ فتادہ ہست مدہ سر بہاد
آنکہ درو باد سرے راہ کرد	ہم پریدن سرش آگاہ کرد
کاسہ کہ چمانہ خاک ست و بس	باد چسہ پائی ازو ہر نفس
ایک مشو خاکی ازاں گونہ نیز	کاب ناند بوجودت غریز
گرچہ کستہ خاک ہست ازوقا	گشت چوبے آب شود پرغبا
ایک زہیں خاک قدم یا بیش	ہیں دل صد پارہ زبے آبیش
مرد کہ خورشید بر و تاب ازو	سوختہ گرد و چور و آب ازو
آنکہ بود صد بہر اندر نش	سرزدہ ناند چو کنی سر ترش
میخ کز خمیہ چناں بر رود	سر زیش زیر زیں در رود
و آنکہ دہریش بہ سبالت کناں	کے رہد از بازی شیلی زناں
مسخرہ عیس کہ سیلی خورد	کس بہر و سبالت اد نگر د
آنکہ خور و پیرو پیازاں ہوس	رو ترش از دے مکنہ ہر نفس

لے ماشورہ جولاہوں کی نکی جولہ چولاہیہ۔ بادتی ہیودہ کہوہی تی گہ۔ کوہا پائیں شک و پہلو اب معنی صاف نہیں  
 نہ باد سر یافتہ را د۔ تا بوجود غریز ننگہ گرچہ پیہ خاک نہ شود بے غبار نہ آنکہ نہ پارہ  
 نہ مرد کہ خورشید بر و تاب نہ چوہری آب زد نہ۔ مگرد نہ بازی بہت زناں نہ خور و مسخر کہ پیاز



فخر کند نقب زن از کاؤ کاؤ  
 پردہ دری کاہل خرد راستیم  
 طاس بیک خنہ کہ اقتد بہت  
 آں کہ نشد برتن خود پردہ ز  
 پنجر خنہ کہ چو شود بے نقاب  
 سحرہ اگر یافت بلند می بین  
 زند قفا خوار کہ بالا رسید  
 آں کہ پڑ بالاش پیلاں بلند  
 باد خساں اچو ببالا بود  
 دیدہ فرو بند برد ز غبار  
 ز اہل دوش کشد ماں اگیر  
 کہ صفقاں است گردن ام  
 چشم زابر دست بے زیر دست  
 پر ہنر از بے ہنراں لقمہ خواست  
 ہر چہ کہ آرد تہرا ز کار خویش  
 با ہنر ایش کم ست از درم  
 ذوق مقام بود از شستہ او  
 پردہ دراں را شرف عظیم  
 رخنہ بغربل بہ استار صفت  
 سوختہ شد از فلک پردہ سوز  
 تیغ ز صدف رخنہ زند آفتاب  
 شیر نگر و سگ کرسی نشین  
 ہم ز قفا خوار گی آں جا رسید  
 سیلے پیش بہ بندی فگند  
 چشم بخواباں کہ دران بہت بود  
 تاز خسانت نزد خار خار  
 اسپ کماں پایے پیوید چو تیر  
 بر تر از ارباب بصیرت مقام  
 ناظر باد رتہ حاجب نشست  
 تیشہ وزیرست و تبر باد شاست  
 تیشہ کند خج بہنجا رخویش  
 ہم بہنر ساز گوبیش و کم

لا مقرر شود (۱) دوزخ (۲) زندان (۳) بفلہ (۴) خود مع (۵) ہستی کے سکھانے کے لیے چڑے کا تیکہ بناتے ہیں اس میں

کچھ بھرتے ہیں ہستی کے اچے الٹا اور برے کو لیتا ہے۔ اس لیے شاعر کہتا ہے کہ تیکہ کی بندی ہستی کی زد و  
 ہوا میں اس لیے اس پر کی فخر کیا جاتا ہے (۱۲) (۱۳) پوشاں (۱۴) پیوید (۱۵) برآرد (۱۶) ہیں

بر زربِ یگانہ محو زہینہ	سیر نشد مردم زہنہ روار
حسرت و افسوس نہ بہرِ خورست	دانکہ خورد و بیش گرسنہ ترست
بہر سزا کردنِ حاسدِ مپاسے	کاہشِ او بس بود اورا سزا سے
تو ادبِ نفسِ بداندیش کن	بے ادباں را بادبِ خویش کن
آنکہ بل ذوقِ ادب یافتیش	بس کہ کند بے ادبان را چو خویش
آہو خوشی چو جو حسانہ خورد	آہو سے دیگر ز برون صید کرد
آنکہ ادب ہست بہ بنیاد	فکرتِ ادب بس بود استاد
طوطی کہ استادِ مقالِ خود است	ز آئینہ شاگردِ خیالِ خود است
آنکہ ز خنیشِ خمی کست ترست	با ادب آموختگانِ خم ترست
پیشِ کماں مرد چو زانو زند	پشتِ کماں نیست تو اضع کند
بیخِ بزرگی با ادب محکم است	عیشِ حرامت چو حرمت کم است
خندہ و طہبت چو گل و لالہ کن	نئے لبخند دشتِ پراز زلالہ کن
آنچہ بود بحینِ دامنِ رافرج	پرخرداں راست نہ درِ سلاح
طہبتِ خاماں کہ زند بوی خوں	نافہ کہ خامست نیز دمنسندوں
ریشِ تو گر بہت مثلِ پر زارغ	بہتِ پیراں کن از بہرِ لارغ

لک ادب خویش    لک طوطی استاد    ۳۵ سختی سے خم دینا نا ذہبے بلکہ خود جھک کر  
 جھکالینا آسان ہے ۱۲    لک چہ دہ    ۳۶ اگر

ورتوسن عارضی دگلغدار  
 آئینہ پیش رخ زنگی مدار  
 زشت نہ بے مصلحت آراستند  
 مصلحت ایس بود چنیں خواستند  
 شد ختنی بر جیشی خندہ ریز ق  
 داد جوا بش جشی ارستیز  
 نقطہ از من بتوزیب تن مست  
 نقطہ از رنگ تو عیب من مست  
 گر چه سنگ از خلق بہ نسبت فرو  
 عاقبت از عیب متاعی در دست  
 بس دم گاواں کہ پئے جاہ را  
 گشت محاسن فرس شاہ را  
 گر چه فرد وہمہ مرغایں ست زراغ  
 خال جلال ست بر خسار باغ  
 میں ہزار کہ بود عیب میں  
 تا تو کہ چیں شوی او ہر چیں  
 آنکہ دہد ز ہر نباش رساں  
 وانکہ کشد آب حیاتش رساں  
 تا شود از عقل سلامت پسند  
 خطبہ اخلاق بنامت بلند

### حکایت دزد گانی بخش عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام

صبح دے رفت سیجا بدشت  
 سبزہ صحرا بدشت زنده گشت  
 بخیر دے در رخ آں گنج راز  
 کرد بدشت خویش و کم

ہر چہ کہ گفت بلفظ خود معہ ہستی کے کھانے کے لیے چڑے کا تیکہ بناے ہیں اس میں

لک گر ۱۰ اور پھر کہ لیتا ہوں۔ اس لیے شاعر کہتا ہے کہ تیکہ کی بلندی ہستی کی زد سے  
 لک زبانش ۱۲ لک پوشاں ۱۰ پوید ۱۰ برآرد ۱۰ وہیں

او بخصومت ہمہ نفریں فرود  
 دیں بلطافت ہمہ تحسین نمود  
 گرچہ زرد و خنجر پہلو گراے  
 بود ز عیسیٰ نفس جاں فرایے  
 گفت یقینی کہ نگویند چسیت  
 پیش زبوں گیر ز بونیت چسیت  
 ز چو پرویت ستم افروں بود  
 تو سخن از لطف کنی چوں بود  
 گفت مسیح از دم روح الہی  
 کاسے ز دم جان تو بے آگی  
 ہر کس از اس سکہ کہ در کان است  
 آں بذر آرد کہ بدکان دوست  
 ادخم سر کہ است کجائی دہد  
 و آنکہ نباتت بدل کے دہد  
 من نشوم چوں زوے افروختہ  
 او شود از من ادب آموختہ  
 من کہ ز دم مایہ وہ جاں شدم  
 این صفتم داد خدا ز اس شدم  
 خلق نکو باد مسیحا بود  
 پاسخ بد مرگ مفا جا بود  
 خستہ و اگر خوش شدی از ہمدماں  
 رو کہ توئی عیسیٰ آخر زماں

مقالہ ہمدہم و غنیمت داشتن شبِ شباب کہ نور افزاے

مشعلہ حیات است و قیمت داشتن قوت و تاب کہ رنگ

بے آئینہ ذات است و بر متاع زندگانی این تاب بود

زود لایقے لایق ہوں کہ عیسیٰ لایق ہدے

که روز روشن ست و روئے خورشید دل سپید و مو  
سیاه ناستن که شب دل سیاه گرد و مو سپید

باغ در ایام بهارن خوش ست	موسم گل باغ یاران خوش ست
چون گل نوروز کشتد نافه باز	نرگس سر مست در آید بساز
بهر برآرد خط عاشق فریب	اندول بیننده برآید کیب
برگ شود برگ نرس فرخ	آب چکد زابر بر اندام شاخ
سر و تر اندام ز لطف صبا	از خربسے تار پو شد قبا
تازه شود لاله چرخ ساز دوست	غنچه نو خیز بگنجد پوست
برین گل غازه کند لاله زار	بطوه کنان دست برآرد چار
از خط سنبلی که معسبر شود	خاک چمن غالیه تر شود
ابر بگرید بر رخ بوستان	مانع بخندد چو لب دوستان
تا بکشد بر جگر لاله داغ	گل همه از باد فروزد چراغ
بطا ترانه که برود آرد	فانحکاں را بسود آرد
گرچه کشته مرغ زستی خود من	نیز نهد بر سر گل پا بهوش
باز چون رخسار بریزد ز خار	خنده فراموش کند لاله زار

که دم نکشد که از تن و اندام که بیار که تر لاله لاله که آب کند که باغ

باغ دهد حلقہ رنگیں بسبب باد  
 غنچہ بہ بند و لب شیریں کشاد  
 سرو سرازراشته پست او قد  
 در ورق لاله شکست او قد  
 نافت شکوفہ ندهد بوسے شک  
 پر کند فاختہ از شاخ خشک  
 مرغ خورد بر گل نسیریں دینغ  
 بید بیاورد بر سبزہ تیغ  
 نستر از شاخ در افتد نگول  
 خشک شود در جگر لاله خول  
 سرد شود چشمہ چو افسرد گال  
 زرد شود سبز چو گل خورد گال  
 شاخ بنفشہ کہ ز جابر شود  
 کر دمنہ دیدہ عمر شود  
 برہنہ گرد و چین حلقہ پوشش  
 شاخ دهد مژدہ بہ نیم فروش  
 خنجر سوسن چو نشتد بر زمین  
 سایہ بسزد از سر یاسین  
 ابر نیار دگرے از سپر  
 خار نثار دسر نسیریں مہر  
 عہد جوانی کہ بہار تن ست  
 تابود اسباب جوانی بہ تن  
 تازہ بود مجلس یاراں بہنو  
 شیفنگاں دیدہ برویت نہند  
 رنگت گیسو چو نسیم سحر  
 روے چو گل باشد و تن چو سہر  
 رخت ہوس بر سر کویت نہند  
 رنگ بنا گوش چو نسیریں تر  
 جلوه کند صفت سواراں بہنو  
 رخت ہوس بر سر کویت نہند  
 رنگ بنا گوش چو نسیریں تر

لک بخندہ لک نانہ لک سر نسیر لک بر گل و نسیر  
 ۵۵ کر دمنہ کہتے ہیں بس کنشہ کو یہاں مراد ہے کہ رنگیں کی آنکھوں میں تعقیف دہ ہو جاوے  
 لک کہ لک نہارد لک ز تو لک ز تو

نرخه تو خنده ندارد نگاه	ز گس تو باد نه اند گناه
میل کند شیشه بر عنایت	تاب دهد چهره ز بر تائیت
دل همه در شوخی دستی کشد	دیده سوے فتنه پرستی کشد
دل طلبی نیز دهند ست رواں	ناز کنی نیاز کشندت بحال
تا شب تو نیز بپایان رسد	روز چه جوئی به ثبت آں رسد
دل شود از خوشی دلی و عیش سر	نوبت پیری چو زند کوس درد
آتش معده دم سردی زند	گوئز خسار برزدی زند
پشت خم از مرگ رساند سلام	موسه پدید از اجل آر و پیام
لرزه کند پای سستی چو دست	در تن و اندام در آید شکست
رخنه شود در رشته دندانها	چشم شود منردی از خانها
پست جدا گردد چون <sup>قطار</sup> پیرین	قوت دل بشکند و زور تن
تار بچند چو کن شد حریر	چنگ صفت رگ جدا از پشت پیر
دیگ هوس باز نشیند ز جوش	عشق بیاں بار بریزد ز دوش
دل بمصلا کشد از کعبه تین	تیره شود مشعل نور عین
ست شود مهره گردن سلک	خفک شود عمده باز و چو کلک

نرخه تو خنده ندارد نگاه      ز گس تو باد نه اند گناه      میل کند شیشه بر عنایت      تاب دهد چهره ز بر تائیت      دل همه در شوخی دستی کشد      دیده سوے فتنه پرستی کشد      دل طلبی نیز دهند ست رواں      ناز کنی نیاز کشندت بحال      تا شب تو نیز بپایان رسد      روز چه جوئی به ثبت آں رسد      دل شود از خوشی دلی و عیش سر      نوبت پیری چو زند کوس درد      آتش معده دم سردی زند      گوئز خسار برزدی زند      پشت خم از مرگ رساند سلام      موسه پدید از اجل آر و پیام      لرزه کند پای سستی چو دست      در تن و اندام در آید شکست      رخنه شود در رشته دندانها      چشم شود منردی از خانها      پست جدا گردد چون <sup>قطار</sup> پیرین      قوت دل بشکند و زور تن      تار بچند چو کن شد حریر      چنگ صفت رگ جدا از پشت پیر      دیگ هوس باز نشیند ز جوش      عشق بیاں بار بریزد ز دوش      دل بمصلا کشد از کعبه تین      تیره شود مشعل نور عین      ست شود مهره گردن سلک      خفک شود عمده باز و چو کلک

کند شود باد ہوار اسنان      میل ز معشوق بتابد عسان  
 از سہ و گلزار فراغ او فتد      زہد ضروری بدماغ او فتد  
 بر ہمہ این دور و مادم رشتد      از ہمہ بگشت شستہ بہا ہم رشتد  
 آہ کہ ایام جوانی گذشت      عمر بیاں گو نہ کہ دانی گذشت  
 داعیہ کم گشت و ندامت فزوں      رفت ز سر بادور عونت بروں  
 سینہ بترید طرب را اسید      لالہ کہ بودم شدہ سبزہ سپید  
 ماند ز رفتن قدم رہ گراے      تنگ بتگ پایے بروں شد زپاے  
 آئینہ زانوسے پولاد ساز      گشت چو بزم آتش آہن گداز  
 رفت ہواے نے و نوشتم بروں      کرد تھا پنہ زگو ششم بروں  
 بنہ فلکم بر چسل افرو و ہشت      تن کہ دو رو بود و تا گیر گشت  
 ششدرہ راہ سہ پنجم کشاد      ہفت و نہم در شش و پنج اوقا  
 گرچہ مہ چاروہ من بکارت      دل ز سر چاروہ بازی نخواست  
 عہدہ بازی و نادانی است      بست شد آغاز پریشانی است  
 از ورع و زہد رسی تا چل      ہرچہ کئی خوی پذیرست دل  
 چوں ز چل پایے فرا تر نہی      سکہ محالست کہ دیگر نہی

ک باد ک آں ک رسید ک بگشت ک رسید ک ایک چو  
 ک گشت ندامت ک جو بر ک جوان بود و دو مو ک ششدرہ دہ نزد کاہرہ  
 سہ جو حرکت نہ کر سکے سہج مستعار چیز دنیا ہفت و نہ آرایش شش و پنج موضع نصف اور بازی کا نام ہی کہ  
 معنی صاف ہیں ک را کہ سہج ک چوں نتوان از پس پنجم گشت ک برائے گو نہ



از پس پنجاہ در آید شکست	دلے بدنگونہ کہ ز قتی بشت
از پس ہفتاد یا قنادی است	حد بقا زان سوے ہشتاد نیست
در نو د آیین حیات اندک است	زینت و مرگ بہ ثبت یک است
در بعد انست حد پائندگی	مرگ نکوتر ز چنباں زندگی
مہلت تو گر صد و یا پنچہ است	از پے آرائش زاوہرہ است
چوں تو درین تخته نداری شمار	عمر چہ دہ چہ صد و چہ صد ہزار
چوں رودت روز بروز دوشتر	رو کہ ہم اندر عدمی مست خواب
پیر کہ او در وسیلی خورد	لعبت عید است کہ سبیلی خورد
پیری نذاں کہ از پنبہ خاست	راست دال شیم ز پنبہ جداست
پیر نگیر زندہ بوسے سپید	تا بر پیراں نبود زو مسید
یاش چو کا فور بہ پیرانہ سر	پاک زیریں و دروں سر سیر
نافہ مشو کر پے خون تباہ	موسے پیدیش بود و دل سیاہ
چند سیہ تر شب تو ہر نفس	نور خداوند چراغ مست و بس
کو زندی نفس مکن چہ خوار	زندہ بود ز آغ کماں را شکار
پیر شدی پیشہ پیراں پذیر	زشت بود و لعیب جواناں پذیر

۱۰ چوتواں از پس پنچہ گشت ۱۱ براں گونہ ۱۲ بھورت ۱۳ صدیا  
 ۱۴ دران ۱۵ بسر ۱۶ ایک کیل ہے کہ عید کے دن کوئی کھلونا ہوتا ہے اس کے  
 وہولیں ہارنے ہیں ۱۷ کماں ۱۸ چراغت نہ ۱۹ کمان کے گوشہ کی نوک ۱۲

پیر که بر رسم جوانان زید  
 و آنکه جوان پیر بتز ویر گشت  
 نسبت پیری و جوانی نموست  
 موسی که سازند سپید از گلاب  
 عمر و از حیلہ نخواهد فرو  
 خندہ چه بینی بچنان ریش تر  
 پسیر که از لرزه برآرد علم  
 اسے حرف الحمد چه خوانی بہن  
 ہست چو دوران فلک تیز رو  
 ہیں تو کہ ہر پیر نگوں در خاک  
 راہ مخوف است مخپا بچواں  
 رخت گراں فلکن و برآر پاسے  
 خواب تو بیا رشب اندر گریز  
 تو بگمہ کام روانی خوشست  
 پیر کہ خوابش نپرسند باز  
 مردہ بود گر چه بصد جان زید  
 طفل بود گر چه بمو پیر گشت  
 ہر چه ہنگام بود آن نکوست  
 سخرہ چو موسی سید است از خطاب  
 سبت نگین بکلف چه سود  
 مرگ کہ او خندہ زند آن نگر  
 فاتحہ یسین شودش در مستم  
 نوبت یسین ست کنون جان بکن  
 دانہ بدست آس چه کہنہ چه نو  
 چند جوان دیدہ بود زیر خاک  
 خیز کہ بگذشت ز پل کارواں  
 تا پنچیں راہ نمائی بجاسے  
 تا سپیدہ نہ دید است خیز  
 دولت تقوی بجوانی خوشست  
 دل چه کند گر نہ ہند در نماز

ناہوت ک تر ک گر ک بکن ک بدست ک تو ک بگزار  
 ک کہ امروز توانی

مطب کمنہ چہ بگیرد کس	چوں نئی اوز و نستاند نفس
کاملی آئین گرانال بود	بخ کشتی کار جواناں بود
ہر کہ چراغی بجوانی نسخت	خانہ پیریش ببايد فروخت
نقد بقار عمل اندوز کن	قیمت فرداے خود امرور کن
خیز ز کوائے بجوانی بدہ	کیسہ پرستد آنچه توانی بدہ
چیت ز کوائے تن آراستہ	راستی از سر و جواں خاصہ
پیش ہمہ راستی اندر وجود	ق پیش خدا پشت خم اندر سجود
تا زپے دشمن دین ہر زمان	شخص تو ہم تیر بود ہم کماں
بہ بجوانی کہ کماں قد شوی	زانکہ چو پیری رسد خود شوی
چند قدم را بجوانی زنی	کوشش کہ رکعت بجوانی زنی
زانکہ چو پیری خم صورت کند	خواہہ رکوع بضرورت کند
تیر قدے بر سر پیرے نژند	گفت بازی کہ کمانت بچند
گفت کن نرخ تنی مانگاں	روکہ ہم اکنون رسد مانگاں
عہد بہار از گل شبگیر پرس	ذوق جوانی ز دل پیر پرس
پیر شناسد کہ جوانی چہ بود	تا نرو د از تو نہ دانی چہ بود
فارغے القدر جوانی کہ چیت	تانشوی پیر ندانی کہ چیت

لک نباید لک ز جوانی لک پیر و جواں لک تانشوی پیر

## حکایتِ پیرِ صاحبِ نظر و جوانِ تعبیه‌گر

صبح دے لالہ رنجے چوں چراغ	رفت خراماں تماشائے باغ
نوش لبِ تہمتہ شکرِ فناں	بعدِ جو زنجیرِ پاپیشِ کشاں
فتنہ زخس ز گیس بہارِ ہم	اشکنہ زلفت بخروارِ ہم
راہِ روی در چمنِ باغ بود	دردش از کثرِ کلماتِ داغ بود
میشد در گلِ نظرے میفکند	وز شغبِ مرغ سرے میفکند
فرقِ فردِ ہستہ چو ابروے خویش	پشتِ نگوں کردہ چو پہلوے خویش
گرچہ ز پیرِ پیش تنے بود کوز	میلِ جوانانِش جواں بدہنوز
سر و خرامندہ کہ بگذشتِ مرت	مستی او تو بہ صوفی شکست
گفت درنگی کہ تماشا کتم	سودِ خود اندر سرِ سودِ اکتم
لالہ کہ امروز بختند دباغ	تاشبِ فرداش نشانند چراغ
رخِ بنا اے صنمِ خندہ تاک	پیش کہ از خندہ بغلطیِ نجاک
گل کہ بتری نہد گلِ فردش	خشتک شود سودِ ندارد و خردش
تاز کوئی قدرے سوی تست	حور و ملک در ہوسِ رویِ تست

۱. صبحداں ۲. اشکنہ-چین اور شکن ۳. طرف ۴. فتنہ  
 ۵. کسیم ۶. سودا پر سر ۷. کسیم ۸. باغ  
 ۹. تاشب فرداش نیا دچسراغ۔

فوجی ازاں پس کہ نہاند بے      بس کہ نہائی و نہ بیند کسے  
 بر مشکن راہ نہائی تبرس      پیری من ہیں ز جوانی تبرس  
 جاے نظر ہست طاقت مکن      وعدہ بفرداے قیامت مکن  
 شاہد رعناے جوانی فروش      کر چو دیباچہ عارف بگوش  
 دید بازی سوے پشت دوتاہ      گفت نگوں گشتہ چہ جونی برا  
 پختہ کہ شد سوختہ زان حرف غام      داد باندیشہ جو ابے تمام  
 گفت چہ جویم سرانگندہ پیش      نقد جوانی کہ نیا بیم پیش  
 گم کن ایں یافتہ نقد عسیر      پیش کہ جونی و نیابی تونسیر  
 خدمت پیراں بجوانی پذیر      مات چو خسرو کند ایام پیر

مقالہ سیدیم در دوا و راہِ نجات و جنات کہ اول ہر  
 دولت ست و خیر اخیر از خوابِ غفلت و عظمت کہ  
 آخر ہر دولت است و بیدار کردنِ مردماں تا غافل نہ باشد از  
 تیغِ زدنِ قطعِ ایام کہ الوقتِ سیفِ قاطعِ الناس نیام  
 لے رشب ہجر اگر اس سایہ تر      دز نفسِ سمر فردماہ تر

سایہ صفت چند توان خفت چند      خیز کہ خورشید بر آمد بلند  
 صبح قیامت بجاں درو مید      سایہ تو، هیچ نخواهد رسید  
 خاست زانج فلک آواز صو      هیچ نشد خواب گر آن تو دور  
 مات زمانہ ز عری شہ نخواست      باید تلز ناگہ دہر خواست  
 صاف میں شربتِ دوراں مدا      کت نگوں آرد چو فروشد بکام  
 میخ مشور فقہ تنگ دھسہ      چون زویت شربت آبست نہر  
 میخ تقاس گره پچ پچ      چون گزہش باز کشايند پچ  
 شنبہ دہر ز روے دلیل      عشوہ عال شد و عذر بخیل  
 عبرہ کہ جوید بخراب اندرول      تشنہ چہ نوشد بسرب اندرول  
 کم شود از دہر فروغِ عیاں      کش نبود تیسرگی در میاں  
 شنبہ و آدینہ بیکجا مدوز      یکشہ فرق ست میان دوروز  
 زینت دنیا چہ تمنا کنی      بہ کہ بپايشش تماشا کنی  
 جلوه طاؤس مبین در قبائش      موزہ کیمخت سیہ میں باپش

شہ عری۔ بالضم تنگاپن۔ شطرنج میں بادشاہ کے سامنے اگر کوئی امرہ ہو تو وہ تنگ کہلاتا ہے اور ہر  
 امرہ کی شہ اس پر پڑ سکتی ہے شاعر کہتا ہے کہ کیسی سے پہلے غمِ آخرت اچھا ہی ۱۲ ۳۱ نگوار دچو خود  
 سے بیخ بالضم وہ ہرے رنگ کی کہی کہ جہاں وہ بیٹھے وہاں کیرے پڑ جاتے ہیں۔ فقہ گز شری ہولی ہوا  
 جو پائیں سے خارج ہو۔ مجازاً عیدی ۱۲

۱۱ عبرہ عبور کرنے کا محمول مجازاً ہر محمول یا زمین کا لگان ۱۲  
 ۱۳ طاؤس کی قباہر نظر مت کر داس کے پیروں کو دیکھو کیسا برا موزہ پہنے ہوئے ہے ۱۲ ۱۳ در تقاش

چرخ مگر آئینه آهمن است      زانکه درون تیر و بدولت  
 صورت آئینه ریائی است      کاخچه که بنمود بکس است کار  
 پویه که این گرگ چو سگ میزند      دزد حیات است که تگ میزند  
 هر نفس دزدی عمر از نوی است      دزد که او عمر بدزد تو می است  
 نادره دزدی که پئے سوز را      دزد و دازین گونه شب و روز را  
 نیست عجب دزدی گرد و پرو      دین عجب آید که دود پشت کوز  
 چند برانی که پرا غم بجنگ      از دوسه تن بلکه زده تن خدنگ  
 شست اصل بین که ز بس کینه ها      دخت بیک تیر همه سینه ها  
 یک دم عمر تو که چیز کم است      باد بروت توهاں یکدم است  
 تانشو کم ز بروت تو دم      کی شود این باد بروت تو کم  
 روز جوانی شد و یادش کن      این دم پیریت ببادش کن  
 سبیل سپید فیر و زه را      قدر بدان فرصت هر روز را  
 از پس مردن ز عمل نور نیست      عید و گراز پس عاشور نیست  
 بس که ندارد فلک گشته سر      خاصه که در ظلمت دنیا نظر  
 هر چو ز دورانت دگر گوی شود      در چه تارے نگری چوں شود

لیکت تہانت اینجاضی است      دست فلک لچو تو لغت بسی است  
 آنکہ داد بر بخش صلا      رخنہ زہر سوش کشاید بلا  
 گرچہ نرا ز گرگ شود گوشہ گیر      کی رہا ز دشنہ قصاب پیر  
 صعوہ کہ درد ام طہید و مرد      خواجہ رہا کر عنلیو از برد  
 از تہ گل دانہ بگو ہائے سنگ      ماند ز غریب جہمائے تنگ  
 آنکہ نہ شپش ز پے تکیہ است      پشت نذر د ز پے تکیہ راست  
 کوز چو خواہد کہ شستاں اوفتد      مہر شپش بزیاں اوفتد  
 رخ شود از مالش تن چیں پذیر      چیں برخ آرد چو بالی حیر  
 از پے ایں غلہ کہ پیمودہ گشت      رنجہ مشو چوں قلم آسودہ گشت  
 رنجہ در آں باش کہ فرمودہ اند      کا نچہ نیا سودہ بیا سودہ اند  
 آل طلب امروز بہر گوشہ      کر پے فردات دہد گوشہ  
 باشش چو در ہند سہ اول قم      در رہد و حدت بستادن علم

لا برد      لا خورد      لا ارچہ - از چہ      لا زمین میں سے پیداوار ہونی چکی میں پیا  
 چلنی میں چھن کرٹکے میں قید کی گئی ۱۲      لا باز      لا رستاں چت ۱۳  
 لا رخ شود وہ دعوی ہی دوسرا دلیل بدن کو جب تکلیف ہوگی تو چہرہ پر تنکن پیدا ہو جائیں جس طرح اگر شہی  
 کپڑے کو منہ سے ملو تو اس میں تنکن پڑ جاتی ہیں ۱۴  
 لا آید      لا براں      لا توحید پرستایم رہنا ۱۵  
 لا بستادہ



چوں بیا نشن نگر می پچ	صفر مشکش نگر می پچ
کز پے تحصیل کمال آمدیم	مانه بدهر از پے مال آمدیم
غره شدش سلخ و جاکے نبرد	هر که ازین شهر کمالے نبرد
هر شب دهر روز سیه روز ترست	ماه شب چاره زانو ترست
وز پس آں دزین آرد شتاب	ایچ رو دتا بزوال آفتاب
از پس آں تن بسلام او فتد	روز بقا چوں بزوال او فتد
سجده مکروه بود در غروب	چوں همه روزت نبد اعمال خوب
از قبل خویشش تو در نیمروز	قافله در شام رسید و هنوز
گا و بود کس خله در پس بود	آدمیاں را سخن بس بود
کم نشد ازلت بدی ناکساں	پیشد از پند کژی خساں
آب نگر و دینک از کو فتن	خاک نگر و دینک از رو فتن
هست هر پرده رهش صد هنر	آنکه سرش تیز بود و بزرگ
تا رتبارش همه پر روزن ست	جامه که هر روش سوزن ست
تا ز درتیش نشانی علاج	خفته نخیز و تن تازک مزاج
پهلوی خسپنده بدن ادا کرد	پسند چو بادانه بر بستر خرد

ک کم ک کمالے ک برد ک رسید ک خطه بفتح اول و ثانی یعنی  
سیخ سرتیز و هر چیز که قلده باشد در اردو آرنی گویند ۱۲ ک پرویزن ک نباشد

جلوه گیر دست ز ناه شنگار	آبله باشد کف مردان کمار
آنچه ز دست تو دهن می خورد	رشت آسایش تن می خورد
گر دهن از لقمه بخواد فرید	معه ز دندان بتواند گزید
گر ز سانی بدین لقمه سیر	هر سر مو شعله بر آرد ز زیر
کشتن آن شعله دوزخ شراره	کار کن و چشمه زهر مو بر آرد
چند درین گنبد گردان بکشت	خوردن بیکار چو گاوان بدشت
آنکه پرست شکم خود پوست	در گشایش پس که چه معبود دوست
بر زمین از گاو پرستی خروست	خر ترازا و مهندوی سرگین پرست
کم علقی زنده بجاثت کند	معه چو پرگشت زیانت کند
فاقه ده روزه نه چندان بود	هیضه یک لحظه غصم جان بود
دشمن است این شکم دام دار	دام شکم به که بد دزی بخار
پشت قوی دار که کار از دست	ترک شکم گیر که بار از دست
فریده جوید شکم زله چین	پشت بلند آن نرسد بر زمین
منع نه بینی که پرد چوں دلیر	پشت زبرد دار دوا شکم بزریر
راحت مردم بلیک سارست	آنچه گران فرد گران بارست
از شکم جفیه ستوده تن است	پشت که صلب است شکوده تن است

لا زبان نک مردان بخار نک نشاند نک چشم زهر مو بار نک گنبد کورت نک گردان عیت نک بکشت  
 نه چه معبود دوست نک از آن نک گران نک استوه بمعنی تنگ آمده دعا جز نشد بمعنی صدق نر آمده

چاره سرکن که کله رفتی هست	معه بیک ار که ره رفتی هست
هر که سبکبار شد آسوده گشت	پشت پیر از بار گران سوده گشت
مور نر نر خد چو زبام افستد	گاؤ بیک گو ز خرام افستد
نیست از انجاش نقادن را	ز ره چو در رقص شود در هوا
پنبه بحر طوم استماند بود	پیل که کوهی تواند بود
آنکه گران جاں است بخند ز جا	تن که گران است شود در بگر
باد مخالف خسل تن بود	جان گران بسگر آهمن بود
بارنگن ورنه کن از ره کرب	راه دراز آمد و بارت گران
هم خرد هم بار منزل بری	در بنه در محله دل بری
عبره دریای فلک مشک است	راه روی را که درین ساحل است
در کف پیر مسلم گریز	تانشوی غرقه بگرد آب تیز
خفته بکشتی و نشسته بر خش	ره طلبی کاں نبود رنج بخش
خفته ز اقلیم باقلیم رفت	سناکن کشتی که به تسلیم رفت
کشتی نه بحسب بر اهل نشست	خرقه صد منجی او تا د هست
ره زخمت تا جوش آساں گرفت	مور که جاد در پر مرغان گرفت
کابلی اند راه روی بازگست	را هر اندر همه جا چابکست

نایب سر <sup>۱۲</sup> که گو با فتح اول دسکون داد مفاک دزمین نشیب ۱۲ نه به معنی رشت حساب  
 نه منزل <sup>۱۳</sup> ره طلبی کاں نبود رنج بخش : خفته ز اقلیم باقلیم بخش

در ہمہ جا حرف کہ با ہم بود  
 حرف نخت سکون کم بود  
 ہر کہ نشد پے بہ پے رہ شناس  
 ماند سر اسیمہ چو کاو خراس  
 است پے را ہرواں در گذر  
 را ہر را ہمدان دگر  
 پے چو ز شارع بدگر سو کشد  
 کم شد گاں را بھکا پو کشد  
 بے سری اندر ہمہ جا ہست عیب  
 خاصہ براسے کہ کشد سر لغیب  
 چوں ہمہ جانش بشر با بشر است  
 پس چو بشر بے سر گرد بشر است  
 لیک نہ ہر سوروشے پیشہ گیر  
 پیریکے گیر و بانڈیشہ گیر  
 راہبری جو کہ کم آسودہ گشت  
 سبز چرخ از قدش سو دگشت  
 گر بہ چنین را ہنماے رسی  
 در پے اور دو کہ بجائے ری  
 روز تو شب شد طلب نور کن  
 پردہ غفلت ز نظر دور کن  
 بر بصر افت ز تغافل نقاب  
 بستر شود دیدہ بینا بخواب  
 کاہلی و خواب چو خدیار مرد  
 شخص چو گل کرد و در خسار زد  
 نفس ترا کاہلی از پا فگند  
 بسکہ ہی بشکنت بند بند  
 کاہلی کت شکند استخوان  
 تشکینش پنج زہے ناتواں  
 و آنکہ کند آدمی از گل کلاں  
 آدمیش خوانی و باشد سفال  
 مہرہ نباشد بسر سو سمار  
 صید نگیرد سگ نختی شکار

لا ناخم لا برگز لا بے سرت لا ہاش لا ہاش لا دائرہ یعنی تسنیل و بڑ  
 شہ گرد لا حصارہ نختی ذخیرہ ۱۳

پس بچشمِ دگران داشت  
 آنکہ بود خوابِ گرانِ لنگرِش  
 کس بود آنکس چو فرشتہ پران  
 خود بتنِ ماکہ بخودِ پیرِ گمست  
 سنگِ بے گامِ توانِ زدِ نہرا  
 شرحِ کہ روشستن از آبت نہا  
 رنجِ کشِ از خوابِ فکندتِ ہر  
 مرد چو از رنجِ شود غرقِ ہو  
 آنکہ خورد غوطہ بآبِ اندر  
 میمِ کہ حتمِ فراہمِ نہاشت  
 گرچہ الفِ اولِ اصحابِ گشت  
 حکایتِ جویندہ شبِ قدرِ کہ سالِ ما ویدہ را از خوابِ پست  
 دوختہ بود و چونِ نعمتِ آں شبِش رسیدِ خوابِش بر بود  
 عارفِ از زندہ دلاں دہشت  
 گرچہ کہ ہم غرہِ ظاہمِ بدرِ دشت  
 آرزوئے نورِ شبِ قدرِ دشت

نہ پردہ نہ بر ۳۵ پر کم - بیکار افتادہ - ناچیز - زبوں ۱۲ نہ ہر دم نہ گران نہ لکند  
 نہ اورا نہ کہ نہ گران

ہر قرۃ اشس سوزنے انداختہ دیدہ ہدایانِ فلک دوختہ  
 یک شب از اجاش کہ رونے ہوئے نرگس مستش سے بالیں غنود  
 پہلو سے سنگیں بزمیں نرم کرد دیدہ بختن قدرے گرم کرد  
 تاریخ از ان خواب تمکارت آئندہ بود و شدہ وقتے کہ جست  
 صبحدمش ہفتے آواز داد کانچہ شد اکنوں نتواں باز داد  
 آں ہمہ بیداری چل سالہ پیش چشم تو بفروخت بیک خواب پیش  
 خواب سے بہرہ چو زیباں دہ خواب ہمہ عمر چہ حسرت دہ  
 خسرو اگر زندہ دلی ز نہاں ایں نفسے چند بجاں زندہ دہ

مقالہ نوزدہم در شکایت گردونِ وں کہ مہراو در  
 بیاباں بے آباں را آفتاب بے آب میرساند و دورا و  
 ہوشیاراں را خراب بے آب میگردد اندوہرا و درون  
 دم سرد و برائے ہدایانِ گرم خوں کہ از آسپ ہر تیز  
 پیوند ہائے ایشان جدا جدا گشت فرو بردن بادست  
 از یاد و فرو رفتگانِ خاک کہ گوہر ہائے ایشان ز زمیں گل  
 ناپیدا گشت

نہ ہر قرۃ نہ درماں نہ ہوس بازاں نہ بکا باد

اے شدہ مغرور بشتے خیال  
 پرورشِ مادرِ گردوں میں  
 ہر کہ ازیں شیشہ مے کر و نوش  
 باوہ بانڈازہ بود خوشگوار  
 ہر چہ رسد بہر زیادت پس  
 اے کہ بگرا بہ خوشی با سرود  
 لایہ میں زیں سگ و باہ گیر  
 نعمت طرار کہ مستی فراست  
 طے سلامت نذر باغ و ہر  
 باغ چہ پلنی کہ بہاریش نیست  
 شادی عالم کہ سر اسرغم ست  
 انچہ دریں دیر ز بونی درست  
 چشمہ کہ پلنی بسر آب سپر  
 ہر کہ بھرش نکرد بہر نیاب  
 مہر کسے را کہ چنین ست خوے  
 ہر دم بنیانہ رہد زیں دو کور  
 جلوہ کناں در ترقی ماہ و سال  
 کانت جان کس ست انگبین  
 خون مے از سینہ برآورد جوش  
 بیش خوری بیشتر آرد خار  
 ہیں کمی عمر زیادت جھوے  
 تانکنی رقص کہ افقی فرو د  
 گرگ کس باشد و قصاب پیر  
 مستی سہل ست خمارش ہلاست  
 زانکہ سرتست نہاتش بزہر  
 پیچ گلے نیست کہ غاریش نیست  
 آنکہ بود شاد با عالم کم ست  
 مرحلہ از مرحلہ خونی تر ست  
 سوخت بے تشنہ دلاں را بہر  
 رے سیہ ماند و دیدہ پر آب  
 کینہ فٹے چوں بود آخر بگوے  
 بالا کور اب و فرو چاہ کور

لا شیشہ لا گوے لا بونی لا چشم  
 نہ آب نہ او

آنچه سراپا همه گردندگی ست      زو طلب لطف نه فرزندگی ست  
 کیست که اول فلکش برشید      کش به نهایت نه بنجر کشید  
 کوزه که دو لایه دال کرد سنا      رست بر آورد نگون بر دواز  
 سوز فلک چون بود اندر پناه      کافکذت هم بنظر آره کلاه  
 سهل دال بازی چرخ بلند      شعبده شناس و بازی نغند  
 خنده تعلیق که در کر بود      بابت صد خنده دیگر بود  
 هفت ناله این صنم عتوه ساز      طفل قریب آمد و برنا نواز  
 هر طرف آراسته رفی دگر      هر نفس میل بشو دگر  
 نقش چه بینی بقفای پنگ      دشمنه و دشمنه کن جنگ  
 مار که رنگین زهرش نه پست      سلسله آفت دوام بلاست  
 آئینه برداشته زاسی عجب      روز کند و سمره لبش  
 بیوه که او و سمره برابر و کند      دل یقین دانش که هر سو کند  
 شکنه باز بهنگام خاست      از پنه خونا به سرخاب رست  
 رقص کبوتر منگر دل ربا      زخمه شاییش نگر در قفا  
 سرخ و کبودی که درین قفص ست      خون شید و سلب با تم ست

ناله بنجر ناله کرد ناله خنده به تعلیق ناله نشت ناله عتق باز ناله لایه ناله جنگ  
 ناله در قفاست ناله سکه از ناله بر شو ناله خاست ناله از



گم دہمت ملک بدر یوزہ  
 نقش فلک خاندہ شد زین چراغ  
 بیکہ کسان را بلب آمد نفس  
 کانکہ در آمد بہ تن و رفت کیت  
 پیکر آراستہ این چیت تن  
 غرقہ ہا ندیم دریں چاہ پست  
 غوک چہ از غفلتہ خویش  
 آہ کہ فرست ہمہ بر باد رفت  
 باغ جہاں بویے دفائے نداد  
 گردش کردوں ز بھابس نکرد  
 ہادیہ خو خوار و مرطل خراب  
 ہر کہ ہمراہی غولان نشانت  
 چون نتوان جتن ازیں تیرہ جا  
 درو حل تر چو کسے در شود  
 خاک چو خواہد کہ فرد گیر دت  
 کہ کند از کاسہ تو کو زہ  
 دانہ خشخاش چہ آہ کہ ز باغ  
 بر سر این حرف نشد سچکس  
 و آمدن و رفتن او بہر حلیت  
 ز فرمہ ساختہ این چہ سخن  
 پیچ سر رشتہ نیامد بہست  
 کہ شنود از لب دریا سخن  
 کار نہ بر قاعدہ داورت  
 سبزہ او ہر گیسائے نداد  
 عمر خیال فتن کہ رو پس نکرد  
 قافلہ بگزشت و مسافر خواب  
 کم شد و از خویش نشانے نیافت  
 بہیدہ تا پند زنی دست و پا  
 سر چپہ کہ چنید فرد تر شود  
 پاسے نہ گیرد کہ گلو گیر دت

نلاویزہ نالفتش نالغوق ناکہ نہ خوب تن ناسر نہ  
 نہ چو گلہ

چوں کشت آنرازاں گل کسے      کوست فرو رفت ترا ز تو بے  
 گرچہ بے دام بریشم بود      دام بے مرغ سریشم بود  
 گر کسے پائے نمد بر سریش      سر نمد تا ند پائے خویش  
 ہر کہ بچری خورد اسباب ہر      پر کشش نیت بجلاب دہر  
 مور کہ بر شد چناں پر کم است      ہر چہ بود چرب گرفتش کم است  
 مانگس خشک و عمل یا نگیر      کیست رہا نندہ چو گشتم اسیر  
 ہر کہ راں جست رہا شد ز جنگ      کس نزد تارختش ز جنگ  
 با کہ توں ساخت دیں پردہاں      کیست کہ با او تہاں گفت را  
 دہر کہ از خویش دور نگشت      زو تہاں محرم یک رنگ جست  
 و آنکہ بیک رنگ بر آرد علم      زد و کشد چرخ دور کش قلم  
 دشمن بے مغر شد این ہفت پتہ      زانکہ بیک جائے خواہد دوست  
 دولت آں یار کہ یاریش ہست      رونق آں گل کہ بہاریش ہست  
 ماہم ازیں پیش کسے دانستیم      ہمدے وہم نفسے دانستیم  
 زان ہمہ گلزار گیاے نماند      اہل چہ جو ہم کہ جائے نماند

لہ ما ز ہر چہ      لہ پر کی میں یاے مصدری ہو پر کم کے معنی بیکار ہونا کسی کام کا ہونا۔ جلاب  
 بالفتح کھینچنے والا عجاظ مشہور کرنے والا مطلب یہ ہو کہ جو ذریعہ سے لوگوں کو مال کھائیگا اس کی بے قدری  
 خود بخود ہو جائیگی زمانہ کو اس کی شہرت کی ضرورت نہ ہوگی ۱۲      لہ پر گئے ہست جلاب ز ہر نہ جنگ  
 لہ دورنگی      لہ از

آنکھ شستند در ایوان و کاخ  
پیش کہ از درد گنم سینه چاک  
حال کرا گویم و ہم حال کو  
رفته بغار آں ہمہ یاران یار  
خاک شد آں صورت زیباے ثنا  
دے ز سر درد چو آشفگان  
خاک بکا دیدم و آبم نہ بود  
بس تن آزادہ کہ زیرِ مِغاک  
قطرہ کہ افتاد بدریاد روی  
ہمنفس نیست دریں بوستان  
فاختہ ہر صبح کہ کو کو زند  
وہ کہ بماند آں دل بدخوشاں  
سوخت دل و پیش و فراہم نکشت  
آں ہمہ یاران و حریفان مے  
اے دل از تیرہ کہ تو داری بجا  
ز اس ہمہ یک مرغ نہ نیم نشان  
خاک بفرق انگنم از دست خاک  
ہمنفس پار من اسال کو  
اے من میکس سگ یاران غار  
اے سر من خاک کف پائے ثنا  
گام ز دم بر سر آں نھنگان  
نعرہ ز دم پیچ جو اہم نہ بود  
خاک شد و باز نیامد ز خاک  
باز ہماں قطرہ کے آید برو  
باکہ تو اس گفت غم دوستاں  
سوختگی از جگر کشش بو زند  
گم شدگان راز کہ جو ہم نشاں  
آرزوے دل قدرے کم نکشت  
رفته بر اسے کہ نیابیم پے  
دیدہ رہا کن کہ بر نیزد تمام

نہ بینی نہ خاک ہر بگنم ہجو خاک نہ خاک چناں شد نہ آں نہ بخائیم نہ آرزو  
نہ کند نہ جگر مہ بو کند نہ از نہ اپرسم نہ ریش نہ نیابند نہ آں نہ از نہ عزیزد

درد کہ در تن ز جرات بود	رفیق خوں موجب است بود
خلق کہ از صحبت از خوں پرند	وای کہ پیوند کن چوں برند
زخم کہ خوش بدویدن بود	گریه خوش ز بریدن بود
تیر کہ ناله چو بخت از کماں	ہم ز جدائی ست کہ دارد فغاں
شمع کہ دور افتد از نگین	سوختن و گریہ ز آتش بہیں
طرفہ دے باشند ازین سینہ دو	گو بچیں و رو بسا ند صبو
نخک شد اس باغچہ یاراں کجا	سر و گل انیک رخ یاراں کجا
گر نگرم در گل و گرد چمن	دل بہاں آرزوے خوشن
گل کہ نہ در مجلس یاراں بود	گل نتواں گفت کہ خار آں بود
شہر پر از خلق و ہماں پر زیار	جان خسرم نہ پذیرد قرار
روز گزشت شب ہجراں رسید	دور بقا نیز ہسپاں رسید
آں شدگاں زان دور و دراز	وقت نیابند کہ آئند باز
مردم ازین غم کہ بخوشاں رسم	کاش بسیرم کہ بائشاں رسم
زندہ کہ ہر زندہ رسد و نشت	زانکہ بلا بیش و بقا اندکست
لیک بدائے مہ کہ باہی رسید	ہست ضرورت کہ بخوابی رسید

نہ پرین شمع در اصل موم کو کہتے ہیں اور یعنی چراغ مجازی ۱۱۔ نسا از نہ وقت نیابند  
بیانید باز نہ بدیشاں نہ بر نہ بقاے دلا نہ باں نہ ماہی برج حوت

ماکہ ازین قافلہ واما ندہ ایم      تا تو ندانی کہ جدا مانده ایم  
 نیست کس ابلق عالم چنان      کش بتوان باز کشیدن غناں  
 گر چه نظلمات زمیں نورست      رہ کہ شب و روز روی و نیست  
 گر چه ز صحبت دوسہ گلے پسیم      عاقبت لاهر بدیشاں رسم  
 آنکہ زما کو کس روانی زدند      نیمہ بصر اے جدائی زدند  
 مژدہ صلت و ہم اے جان پاک      خاک چو آ میختہ گردد بخاک

حکایت صیادِ شمیمِ پوش کہ در پے پست و  
 روباہ اوقت و عاقبت پوشِ شاں کرد

صید گرے دام بصر اکشید      بر سر رہ رخت تمنا کشید  
 ماند جگر تشنه در اں سادہ دشت      تا ز فلک چشمہ رخشاں گشت  
 گردش آں چشمہ زبالے فرق      کرد ہمیش تشنه و ہم ز آب غرق  
 از طرف دشت و در باہ پیر      گشت زبون ز آں سگ و باہ گیر  
 تشنه سوے صید گمش آمدند      دام ندیدہ بہ تمش آمدند

نہ جاں      نہ ایک شب و روز ز ہم دوریت      نہ صید      نہ این چرخ  
 نہ از سگ

خواہ کہ آلودہ شدش بر دوش  
 غرقِ بخوے در پیش آفتاب  
 آن دو ہاں لبہ و صحرا نورد  
 نے مدد از خویش نہ یارے بر دست  
 بر تن شاں موئے آکوں  
 گفت یکے وہ کہ بخونم کشد  
 واں گرے گفت سر افکندہ پیش  
 ہر دو دریں فتنہ بخون دست لٹو  
 دید چو فظوم زبوں آمدہ  
 گفت باں ہمنفس خیر قہ ہاز  
 وقت شد اکنوں کہ سر اندر کشیم  
 مہر کن رشتہ گستاخے دینغ  
 دامن صحبت چو شد از ہجر چاک  
 رو کہ ز دیوار فرورفت روز  
 پیش کہ از ہمدگر فقیم فسد  
 شقہ رنگیں زد و پشیمہ پوش  
 سچے لب جوئے رواں شد چو آب  
 بخت ستم گشتہ و از بخت فرد  
 دشمن جاں گشتہ بر اندام پست  
 مئے ہمو تیغ کشیدہ بخوں  
 تاز سرائیں شقہ بر دھم کشد  
 ہیں کہ چہ بر یافتم از مئے خویش  
 کاب خور جوئے بر آمد ز چو  
 کاب خور شقہ خوں آمدہ  
 کالے چو من از ہمنفساں ماندہ با  
 خر قہ دیرینہ ز سر بر کشیم  
 بیم جدائی ست نہ تلویش تیغ  
 گر کشتم ایں پیرین از سر چہ پاک  
 شرط بود اشک دعاے بسوز  
 خیر کہ گیریم کنارے بدر

نہ سفرہ روزی نہ زان لفس نہ رہ نہ سزیں نہ تافتم

نہ آب نہ ہاں نہ ز نہ پاک نہ بگیریم

پس کہ دریں دوری دور دراز باز بیک جاے کے آئیم باز  
 وائے گرازدیدہ فرو رخت آب ن سوختہ را گفت بزاری جواب  
 کئے بوفاعسم پیمان من ۲ نیم دے مونس و همان من  
 گیر کہ سوزیم دریں غم چو عود ۳ تنگدلی سود ندارد چہ سود  
 رفت چو صحبت ز ولایت بروں ما و فراقی ز نہایت بروں  
 گر ہوس وصل بود سلیہ سوز وعدہ بد گانچہ مونس دوز  
 زانچہ بشمشیر کشا دند ساز از سر سوزن بسم آرزو باز  
 باز دو پیوند کہ با ہم کنند کار دو مشتاق فرا ہم کنند  
 لے کہ بخوردی ادب و زکار صحبت یاراں بغنیت شمار  
 گر نگری بے وفا در کسے پائے پویش پو خسر و بے

مقالہ رستم در نصیحت فرزند مستورہ و سایر مستورات  
 جوان زال لازالت مستورۃ فی استار استار  
 فیضیت ہر نقاب بندہ منظورہ و حاضرہ مخطورات

نلاں نلا گت نلا زانچہ کشا دند بشمشیر نلا ۳ نلا بخوردی

نلا ز خسر و بے

و غائب از حلال تاب اللہ علیہن آمنہن من النار  
 رہنمونی ہر عجز و تاب بجز و طاعت قرہ را در بر میں  
 مسما کنند وہم در جوانی دین عجایز آموزند و اگر  
 آرزوے گل بستن کنند رشتہ ازدوک و گل از خا  
 سوزن کشند و چشم فراخ ہیں یک سوزن دوزند

لے رخ تو چشم و چراغ دلم	خوبترین میوہ باغ دلم
گرچہ کہ اخواں چو تو نیک اخترند	نے ز تو در دیدہ من بہترند
گماہ تماشا بدل باغیاں	سرد ہاں باشد دوسن جاں
دختر اگر نسیت پسر کے شود	بے حد فسادہ گھر کے شود
بخت کہ فال تو ہایوں نہا	نام تو مستورہ نتمیموں نہا
زانکہ چو معیار تو از پیش دید	سکہ مستوری تو بیش دید
ہست امیدم کہ بفرخندہ فال	نام تو از حال تو گیرد جمال

نستورہ و میمیں

نلا در دیدہ ما

نلا تن

نلا فال



لیک تو ہم کوش کنز انجام خویش	رہست گئی قاعدہ نام خویش
سال تو ہفت ست آئین بہت	حال پس از ہفتہ شناسی کہیت
چوں نفس عمر بیاں در کشتی	ہم سر من زین نفس از سر کشتی
عیش چناں ساز کہ از نشان خویش	زندہ کنی بہت خویشان خویش
تا چو برین دین افتادہ ام	من ز تو زایم کہ ترا زادہ ام
جاں سگ آں دختہ آزادہ شد	گزر جم او پدرش زادہ شد
باید چوں در خلعت ارجمند	تا صدف آوازہ بر آید بلند
دُر کہ بزرگاں ہمہ پیش کنند	یا صدف ہم بطفیش کنند
بہ کہ کشتی از پے سامان خویش	پایے برنجیرہ دامن خویش
تا کہ بجنبد ز مقام شکوہ	دہست از سنگ چو دامن کوہ
سنگ تو گر لنگر دامن تست	دامن تو پردہ سامان تست
مرقدے کر پس دامن تست	پردہ نشین گشت دامن تست
پاچو فروخت در اندام خویش	خواب نہ بیند مگر آرام خویش
مردن تاباں بہ وزن باد رنگ	آرد نیزد چو بجنبد دوسنگ
زن کہ برو گشتش آساں بود	از ہمہ در خانہ ہر آساں بود

نہ گشت بسامان

نہ کنی

نہ نفس عمر

نہ در

نہ بہ ازاں

آن کہ شب از مردہ بدزد کفن  
 روز نیرسد ز ہم مرد دزن  
 زان کہ خرا بدگل دلالہ زار  
 حبیب گل بخت دامن بخار  
 چوں گل سرخ شود چشم سے  
 خندہ گل بہت تقاضا سے  
 بر رخ گل گوئی نیت بہ است  
 چشم چو شد بر رخ پیدیت بہ است  
 سرمہ بچشم خود از اسل خواہ  
 کت شود از سرمہ ہمہ رویاہ  
 در خور آن کہ درش گشت چشم  
 سرمہ بر سے ست و پیدہ بچشم  
 رے ز گلگونہ باطل بشوے  
 کوش کہ بغا زہ شوی سرخ رو  
 تا کند آوازہ صدق و صدا  
 زان رخ حرات حمیرا خطاب  
 خود نہرم طن کہ ز نے پارست  
 پاک چہ پیش بہت مردوگی  
 عصمت نہن محنت بی باکیست  
 پر گس اندایں بہت شکر لباں  
 گر نہ گس رنش آتا کیست بود  
 گر نہ گس رنش آتا کیست بود

۱۰۔ نہایت ۱۱۔ درین ۱۲۔ در موتی نیم پیر سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ ۱۳۔ بری ۱۴۔ حرات سرخ رنگ صورت حمیرا وغیرہ  
 حمرا کی در لقب ہوا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ۱۵۔ عرق النساء بیماری ہے کہ کئی جواناں میں  
 ہوتی ہے جس کو رنگین سمجھتے ہیں اور اس کی کانام ہے ہیرا سرس سے لگے ہوئے ۱۶۔ اور اسی میں ہر دور ہوتا ہے۔ عرق ہیرا  
 رنگ اور لٹا کا زین۔ ۱۷۔ اندر ۱۸۔ شدیدا ۱۹۔ محافظ۔ ۲۰۔ آتالین۔ ادب سکھانے والا سوجوئیوں کے زہن میں  
 منتقلہ شہر دیندہ گریں آتالین تھے مختلف دقتوں میں۔ فارس۔ شام عراق کے خود مختار بادشاہ تھے۔ فارس کے  
 آنا بکوں میں سے ابوبکر بن سعد کی شیخ مصلح الدین سعدی مہنوی کا مروجہ اور عراق کے آنا بکوں میں قتل لار ملان وہ مہنوی

پیر شود بس که ندامت کشد	زن جوانی که ندامت کشد
بر کند پیش سر از شرم خویش	سینه زالاں که سر افکنده پیش
خانه ویران شد آباد ماند	زان که در آسودگی آزاد ماند
خانه خرابات شد و او خراب	واں که فرد رفت بیل شراب
از درد دیوار در آید حریف	چوں بی آلود وجود شریف
بوسه بهمایه رساند پیام	گرچه که در حجره بود دور جام
قفل بدر بر نه و گم کن کلید	شهر لغو غاست ز دیو لولپید
از پله بپاید پردگی خویش دید	پرده نشین گفت خود پیش دید
پرده نشین با شش ز نامحرم	طفه نخواهی بخود از همدم
از گیس و مور اماں کے بود	لقمه که سر پوشش نه برے بود
گر نه و سگ راز ندامت چیم	شب چون نه بندی سر دیگ نعیم
مقنع تو دایم فرشته است و بس	گر کنی مقنع دایم گس
ابر سنو بر کله سرور راں	مقنع پاک نهفت سر راں
به زد و دستار فقیران مست	یک خم و ستارک زن در شست
جلوه نماید بزنا شوهری	جلوه نه آن شد که بیت چوں پری

لا. ز. لا. اند. لا. اند. لا. مورش. لا. دستار که لا. دستاں

لا. بے

جلوه گر آن شد که ز شرم و هراس  
 خنده نخواهی ز قریبان خود  
 باش چو خورشید در انوار خویش  
 و آن که بر انداخت چار انقباض  
 پرده عصمت ز بس آلودگی  
 نیمه زخم شد گسک اچو قوت  
 فضل بد از زن پس اما کند  
 مرد که در برهنگی کوشدش  
 رند که ناکرده ز نذات کار  
 رسم بدانت که چون بد کنند  
 هر زن زیبا که بر عنائی ست  
 چون زن بد و تباهی نهد  
 چنگ چو آغوش گرفتد تنگ  
 گشت چو دت بر تن خود پرده  
 هر که بجز خفت طالت بود  
 در تن ستر بود و شناس  
 پرده کن از پرده نشینان خود  
 کن ز چار پرده رخسار خویش  
 دست بشوز آن که از و نیت آ  
 رخنه برخه شود از سودگی  
 زنده شود چون تنه عکسوت  
 آن چه کند بهر چه پنهان کند  
 برهنه چون کرد کج پوشدش  
 کرده چگونه نکند آسکار  
 شهرت آن اشرف خود کند  
 از پس نه پرده بر سوائی ست  
 شکل ز از فتنه گواهی دهد  
 کرد حکایت رگ غماز چنگ  
 پرده سخن گفت بیابان بلند  
 رود نماگر همسم خالت بود

لا شود الا آن که بشود لا بودگی مع نیمه زخم - اس شعر کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اگر خیمہ بیگ گیا  
 اور ایسے ہی بھیگا ہوا ڈال چوڑا اس پر کھیناں نکلتی رہیں تو وہ گلہ کرے جسے جانے سے بھی بودا ہو جائیگا - ۱۲۰  
 لا چہ لا خود لا آنکہ لا رغا لا رغا منہ

تا بنو و سایه همت همت دم	روئے بتاب از نه و خوشیدم
خاص کن گر چه برادر بود	هر که نخلوت جز شوهر بود
جلوه حرام ست مگر بر حلال	عصمتیان اتمام خیال
بانویش از پیکر بانو ست	جفت که با خواجه بهم زانو ست
مرد بود زن که جو امر و نیست	زن جو امر دی و رخور نیست
کز تو گر زید کنیزاں تلوی	لیک چنان نیز مشو شد خوی
گر چه بهشت ست بهشت بود	خانه که آسایش از دکم بود
گر یه کناں خلق گر زید زد	مطبخ اگر روزن و دوش نبود
زن بد رشتی و زباں آوری	کاهش جان شد بیکه یآوری
باسگ و خشی بچوال اندر ست	خواجه که بانوش زباں کو ست
گرگ درنده است چو دندانند	آهوک خانه که جولاں زند
زن به یک عوبده ده امیش کرد	مرد بیک عوبده دل ریش کرد
گرگ ز نه رخنه بر آرد فغان	نقره سگ نیست بجز نیک بان
خانه خدام مثل زن نارجم	خانگیان است عذاب الیم
خود صنم اندر زرد ز یور بود	شوی که از کیسه تو نگر بود

لا سایه تو لا نوبت لا تنگ ره چو لا گزند که  
 ز بهزار لا یک زباں

ایک چوبے توشہ بود شوہر ش      بہ ز قناعت نہ بود زیورش  
 در طلبی زیور و ریح کوک      در زخوے جہمہ درشتہ زدوک  
 ز آئینہ دشانہ رہا کن ہوس      آئینہ تورخ شولی دبس  
 فرد توان اشت اگر زن نگاہ      سایہ ہمت جفت نہ خواہم براہ  
 ایک چوزین ننگ داری گزیر      سایہ کیس بس بودت برسیر  
 شوی کیے گزین مردم رگست      یکس نہ شورہ دھوک و رگست  
 نفس کہ در قالب مردم کمست      دشمن مردم تین مردم مست  
 با تو چو بدخواہ ہم حنائی ست      کشتن بدخواہ ز مردانگی ست  
 بردل آسودہ نہ خواہی گرہ      تا بتوال شتہ دراز شن مدہ  
 یکدل آں گاہ نشیند بجائے      کش نہ شود دیدہ بہ بد رہنمائے  
 و این ہمہ گفت کہ تین می رسد      از نظر تو بہ شکن می رسد  
 دیدہ فرد پوش چو در صدف      تانہ شوی تیسر بار اہداف  
 دلبر و چشم چو مال شود      درست نظر رشتہ کش دل شود  
 دیدہ بادام چوبے پردہ گشت      مغز دے از ہر دہنے خودہ گشت  
 تا گرہ عنیبہ نہ باید کشاد      راہ نہ یابد بگریبان نش باد  
 چشم گمہ بکشاد سر سوزنی      آں سر سوزن شودش دوزنی

لڑننگ عہ گزین کے معنی تکیہ صفت کے ہیں اور مردم رگ کہ معنی نصیب اور صل کے ہیں نئی شعر ظاہر ہیں۔  
 لڑ شوہر لڑ بود لڑ نہ گزشت لڑ چو لڑ روشنی

زن کہ گشت از پئے شہوت چنان  
 مرد کہ کیوندا از جادہ گام  
 خاصہ عروسے کہ بر عنائی است  
 فسق جو اناں چو در گروں بود  
 زال کہ با سرمہ کند زان چشم  
 زال کہ او حامل با دودم است  
 ز آب شود بہتر آلودہ پاک  
 گرچہ کسے پاس تو دار دے  
 نفس تو چوں خود نکند ترا  
 آں کہ کند خود گرہ خویش باز  
 خصم چو خود زاد یہ عارت کند  
 بز چو خود آید سوئے گرگ انشا  
 زن کہ خدایش ادب نفس داد  
 مرد و تن نہد در فساد

حکایت ناپرسا کہ از نظر بادشاہ چشم زخم رسید

۱. زال کند سرمہ و در داغ چشم. ۲. زان چشم کہ بود چشم. ۳. با دودم - مکرور  
 ۴. نیز بار  
 ۵. خویش

## دو چشمِ جہاں میں خجِ در افدایِ پارسائی خود گردانید و بعفتِ قریر العین ماند

پیشِ پسِ شہِ نظری نگذ	تاجورے از سرِ قصرِ بلند
زہرہ نگاہِ ہمہ خوابانِ عصر	دیدتے در شہِ دیوارِ قصر
قاعدہ صہرہ بکارش نہ ماند	شاہ کہ آن دید قرارش نہ اند
تا فکند دست بجائے در و	گرم فرستاد پیائے برد
دامنِ خود پر دہ سامانِ خویش	کردت از پاکی دامانِ خویش
کام نیاید بسوے کام جوے	رفت پسِ پردہ بے گفتگوے
پردہ بر انداخت زیمِ ہلاک	شہ کہ شدش پردہ دل پاک چاک
بر دہ کشانش شبِ بشارِ شاہ	گفت بنجادم کہ شد از بارگاہ
تاجورانِ ابدایاں چہ کار	گفت صنم لے ملک روزگار
کز کشِ بینہ گرفتیش دوست	چسیت دیر تن کہ شہمت نکو
گفت دو چشم تو ز من برد خواب	کرد ملک دینِ حسرت پر آب
کرد با گشتِ دودیدہ بڑوں	رفت پری چہرہ بکنجے دروں
کاخچہ ز من دوست گرفتہ بگیر	داد بنجادم کہ بگو با امیر



خادم از احوال که شہر نمود  
گشت ز سوزش دل شہر نمود  
از غل خود بخت نشست  
کرد رها دامن پاکش ز دست  
لے کہ توئی دیدہ خستہ بنور  
باش بریں گونه بعصمت صبور

گفتا رند اختتام این مجلد محمد کہ جلدِ خلدست مبارک

و انانِ مقاتلت او اتمام این تیرِ منور کہ نورست

مرا ریک لانِ ضلالت او بر حیرتِ مهرِ حدیث

ازیں بحرِ موجِ گوهرِ ختن تا گم شوند و در تنِ خرمِ صفت

ازیں دمِ مسیحی روحِ ناطقہ و میدانِ مردم شوند

چون تلم نغمہ نوساز کرد  
گوشِ فلک را بسخن باز کرد

چشمہ خاطر کہ بغبارش نبود  
داد شرابے کہ بخارشش نبود

خضر کہ در مجرہ ام راه یافت  
چشمہ کہ گم کرد دریں چاه یافت

آبِ حیات از قلمِ قطرہ جُست  
زین مہن از ریشِ سیاه جُست

صد شبِ قدرست زین یکمِ قلم  
زاں گزشت سجدہ درختِ قلم

ز انبوی ز ریز تر و گوهریں  
جانہ کہ انجشت ہند کس بریں

جامِ مے ساختم از خونِ خویش  
نہ خچم سر کہ گشت دینہ ریش

ہست بہر نکستہ در قایق بے تاش نہ پیر نہ شناسد کے  
 ایں صنم نو کہ شد اندر خرام ہست سراپا بے بخوبی تمام  
 خاستہ سرو دست کہ زیناں خاستہ راست ترا ز ہر چہ تو الگ گفت  
 دہمہ ز غیبت برابر دہریش کل خدایت بچشم اندر شش  
 گیسوے او شد ہمہ سوداے دل خال سیہ نیز سوداے دل  
 صندلش از تری دم سوداے سرخش از خون دل اندوہ ام  
 دود بر آردہ ام از جاں نگار آتقے کردم از بیجاں نگار  
 جلوہ ایں بت چومہ از زہیر مین نیست زہر دیدہ کہ بند دیرغ  
 جز نہ ستم پیشہ کہ محرم نیند تازہ کنند ایں دم و ہوم نیند  
 زان سہیکے ہست غزالچون کوروش نظم ندانم تمام  
 تیغ زبان اشدہ کار آئے گاہ سر نطمم برد گاہ پائے  
 ایں تین فرزند برد بند بند وز پدرش نعرہ بر آید بلند  
 باز ز خوانندہ بد گاہ کار ہست تبر کا تب ناقص نگار  
 نظم رواں را از قلم دادہ کوپ خرد شکستہ سرو پایش کوپ  
 ہر سخی کاں بخش کردہ جاس گم شد از ان تیر گیش دست پائے  
 خامہ چوتیرے بروانی از د کور شدہ عین معانی از د

کہ ز ال را براں پرورش را رتقہ کردہ از سہ نگار را اں را برد را کنندش را بد گاہ را کہ

چون قلم خویش میزد باد	هر که چنید کرد سخن اسواد
تا گشت ازین هر دو ستم کیش تر	زین دو مخالفت چو روی مشترق
سایه انصاف نه بند ز شاخ	انگه کند چشم وقاحت فراخ
حک نه کند جز هم نقش صفا	کز لکب کین او دوازده زهر آب
نیز کشد خورده چو مواز خمیر	گرچه دقایق نگر دے نظیر
خار خورده بر سر خرما سے تر	مرغ که در اصل بود خار خور
آب و اواں بے خن و خاشاک نیست	نظم کس از عیب هنر پاک نیست
بے صدف از آب کے آید بود	در که نهفت سمت بدریا دروں
سنگ بے افزون زرشانک بود	کوه که از تیشم مشک بود
بے هنر از عیب کند زوچه پاک	چشم هنر بین بود از عیب پاک
آئینه را پشت نه بند کے	عیب هنر مند که جوید خسته
در شمر دگر چه که میسنا بود	دیدہ انصاف چو سینا بود
تحت پشمینہ نہد بر حریر	وانکه ندارد ذل رحمت پذیر
کار خساں نیست مگر خار خار	رحم بزرگاں بود انصاف کار
عدلی اور استم انصاف بود	جم که درم اول از ورخ نمود
قدر رحم الله من انصف نبشت	بر سر هر نامه که آصف نبشت

الاسیم لا تیزی لا افزون و زرشان لا چوغه عدلی - ایک سکہ کا نام ہے۔ ۱۲۰۰ نوشت لا نوشت

بیشتر عدلی پیشینہ ساز  
 گیر کہ باشند مخالف بے  
 داند از اینجا کہ سخن دانی بہت  
 گوہر ازین گوہر زکان کہ زاد  
 در تہ ہر بیت جہان ہنساں  
 دل چو ہمہ در بر رگم سپر  
 ہر رازین نیو بہر دوسر است  
 لے کہ نظر نہ ہر نیست  
 کرشمہ کا مینہ بے کاست مت  
 راست ہاں کہ نظر دیدہ باز  
 دوختہ بہ دیدہ ازین ناکساں  
 در زپے دیدہ بے دینیت  
 این در قہر کش ہم خون اہم  
 تا کہم آں اکہ بود بادہ کش  
 سفرہ چو در پیش گہ خواں سد  
 چون تسلیم آر تہن نامہ حبت  
 داشت ز انصاف عدالت طراز  
 چند ز انصاف ہم آخر کہے  
 کیس چہ نوہ در سخن دانی بہت  
 نادرہ چندین زبان زباں زاد  
 عرصہ ہر بیت جہاں رہاں  
 کے شود از سر زلف خیمہ خرد  
 گر نشناسی تو عزامت کرمت  
 عیب نہ خود کن کہ نظر نیست  
 کوری احوال نظر راست ست  
 کور بہ از کار چو بیند باز  
 کاہل نظر چشم نہ تندر خاں  
 گردن خرد در خور تعویذ نیست  
 چاشنی بادہ بروں اداہم  
 ہم بیکے چاشنی بادہ خوش  
 پیشتر از کاسہ نکلاں سد  
 خال ہند بر رخ ناخن نخت

را انصاف عدالت را نظر ملاحظہ کہ

تا نکشم کن کن از صد بر د	مایه یک داده ام از صد بر د
مو که بود خرد نه پدید بهم	کز تر و گفتن باریک و کم
سبکت از زن که ز رخ نمیزند	غیر کزین مئے شگافی کند
موت و موت تواند شگافت	استره با آنکه دم تیز یافت
آنکه کم از راست از دم نه ایم	گیر که ما چیت فراهیم ایم
کار و ک بازو قصای بگیاں	خون نکشد از رگ سرخا بگیاں
بارے اگر زخم خور غازی ست	آنکه مقابل یسناں بازی ست
راست که دیوانه به از حق ست	تندی خشم ز غریب است
فرق بدیه یا ز دیش پیش نیست	ده دہی زر که ازین پیش نیست
گر زنی پختہ ام این دو بخت	دیر شود پختہ چنیں ز دخت
و آنکه حرامش کند او را حلیم	ہر کہ خور د باد حلالش بحام
باز بخویم کہ دلم بد شد	ہر شکری من کہ گس زد شود
از دہنیش راستن چیں توان	سگ چو برد پیلوس فریب توان
ز رخ خور و طعم نہ دندان شیر	کم کند آہنگ ز بوناں دلیر
پاش ہر حلیہ در آید بنگ	سیل کہ با کوہ در آید بنگ

لا تشد عہ سبت از زن اس کی مودھ پکڑو۔ نرغ نمیزند۔ یعنی بیہودہ بکتاب ۱۲

لا کن لا دلش لا جدہ لا برآید

تیر کہ پر ماریت از مرغ یافت	کے زیر مرغ تو اندشتافت
نے غلظم کا پنچہ نمودم بہ پیش	عربہ بود نہ بر جائے خویش
من کہ بشاخ ہنرم نیست بار	بہ نبود لافم از آبی و نار
در گرم ہست نہ کان شہمت	لقمہ زناں - ریزہ خوان شہمت
چوں ز شمایا فتم این در بحیب	دادہ خود را نتواں کر عیب
ماہ کہ در پر تو خوشید بہت	گرمی خوشید برد بہریت
دانہ کہ از ابر شود بہرہ یاب	بس کہ ہم از ابر شود غرق آب
دُر کہ دریں سینہ نہاں داشتم	یک ہیکل از دل نہ باں پاشتم
گر بد و گرنیک نگذدم بہ پیش	خواہ کش نرخ کن و خواہش
بارے از اندیشہ گنجینہ سنج	گشت یکے گنج فراہم نہ پنج
گر بود از عمر شمار دگر	پنچہ رسانم بہ پار دگر
من کنم آنچه از دلم آمد کسب	باقی الا تمام علی اند فحسب
شکر خدا را کہ بفضل خدا	گشت فرقی چو بہشتاں سرا
بیت خرنیہ است در پیر ز گنج	بیت خرنیہ ز صد بہشت پنج
در ہمہ بیت آوری اندر شمار	سہ صد و دہ ہر شمر سہ ہزار
از اثر اختر گردوں خرام	شد بد و ہفتاں مہ کامل کام

سال که از پنج کن گشت بود	از این شصت و دشت بود
پنج که خورشید جانش گشت	مطلع الانوار خطایش گشت
هر چه دلم ریخت درین صفت دُر	قطره نم بود درین صفت دُر
شغل بهر حادثه بسیار شد	نیم می در سیر این کار شد
صفت همه عمر گر این باشد	قطره عجب نیست که در باشد
و که همه عمر بازی گشت	دل نه ازین چاه نازی گشت
هر چه درین شبده بستم امید	نامه سپید کردم و دید سپید
روزی قیامت که کنندم خطاب	پنج ندانم که چه گویم جواب
یارب از آئین صواب خودم	هم تو بیا موز جواب خودم
بو که ز نزهت که دارم سلام	بوی عسل که رسد هم سلام

د ی م ص ۲

از هفت مع قطره نم - یعنی شوریسی می

از حرف زبان گیریم از بیم د





4922  
20 **DATE DUE** 1915 01 15

This book is due on the date  
last stamped. A fine of 1 anna  
will be charged for each day the  
book is kept over time.

---

1776  
 1777  
 1778  
 1779  
 1780  
 1781  
 1782  
 1783  
 1784  
 1785  
 1786  
 1787  
 1788  
 1789  
 1790  
 1791  
 1792  
 1793  
 1794  
 1795  
 1796  
 1797  
 1798  
 1799  
 1800

Date	No.	Date	No.
1913	227		
	228		
	229		
	230		